



ناول

# انارکلی

ایک تاریخی فسانہ  
جس میں

شہنشاہ جہانگیر  
شہنشاہ سلیم یعنی شہنشاہ جہانگیر  
کا حال ایک دلکش پیرائے میں مندرج ہے

مصنف  
خاکسار محمد الدین توفیق

مصنف

کام خانہ پر بادی - تاج محل شفیق - غریب الدیار - غم نصیب سٹوڈنٹس

رام کہانی - حروف مطلب وغیرہ وغیرہ

جس کو

جگم رام کشن مالک کتب خانہ تجارتی و کارخانہ چٹری

بوٹی لوہاری دروازہ کٹرہ تارکشان لاہور نے

۱۹۱۴ء میں

صرف پانچ روپے میں پیش لاپور میں طبع کرایا

## نایاب کتب

چٹیان۔ اور دیکھتے اور چاہیں بنائے  
کی نہایت نفیس خوش ذائقہ ترکیبیں  
درج کی گئی ہیں۔ قیمت (۸۰) روپے  
ربرسٹیمپ میکر۔ اس کتاب میں  
ہر ایک طرح کی ربر کی مہر بنانیکا طریقہ  
نشریح و بیان کے تمام قاعدہ و طریقہ  
درج ہیں۔ قیمت (۵۰) روپے  
آئینہ حکمت معروضہ لکھنؤ  
یہ رسالہ بڑی سیٹا ہے مشہور و معروف  
فاضل کی علی تصنیف ہے۔ اردو خط  
پبلک اس زبردست مصنف کی فیض  
تصنیف حیات النان نے بالکل بے  
بہرہ تھی جسے نہایت کوشش کے  
ساتھ اس کا ترجمہ اردو میں زبان  
میں شائع کیا ہے جس سے ایک معمولی  
آدمی بھی قصد کے معاملات اور ضرورتوں  
سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ  
دو رسالہ اور بھی ہیں۔ ایک میں علمہ حاجرہ  
نیمہ۔ دوسرے میں ہر ایک کا تجربہ علاج  
لکھا گیا ہے۔ قیمت باوجود ان تمام  
فردیوں کے صرف (۲۰) روپے

طبع متعلقہ علمات۔ یہ رسالہ  
اہل پیشہ طب اور ڈاکٹروں کو جو جان بچ  
مگر پولیس اور کبیلوں اور عام ذلت کا بوجھ  
کا روٹھے۔ اس میں نہایت عمدہ اور قابل  
قد ر مضون درج ہیں۔ چند مضون کی  
ماظہرین کے پیش نظر ہے۔ ڈاکٹروں حکیموں  
کو گو ایسی طرح دینی چاہیے۔ شناخت عمر  
کماقت حیات و بعد مرگ۔ شناخت حیثیت  
و پیشہ بعد مرگ۔ خضاب مشدہ بالوں کی  
شناخت۔ بکلی اور ہندو کی روشنی میں  
آدمی کی شناخت۔ صرف و اتسام۔ دین  
و شریعہ و شناخت خود کشی۔ جملے ہوئے  
کی پہچان۔ شناخت موت۔ یہ علامات  
شناخت موت لاحق۔ شناخت پھانسی  
دے گی۔ پانی میں لاش کا رہنا۔ اور غرق  
شدہ کی شناخت۔ باہ کا بیان۔ دوا کی  
شناخت۔ غریب کلاس میں صد کارکیبیں  
درج ہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری مجموعہ  
ہے۔ قیمت صرف (۱۰) روپے  
مجموعہ لوازمات۔ اس قابل قدر  
کتاب میں مرے۔ جلوسے۔ آچار۔

حکیم سام کشن لکھنؤ شجائی لوہاری زہ ناکستان لاہور

# دیباچہ طبع ششم

تندہ ہونے جو بھٹا ہے اس قابل  
 ذوق اب بھر گزاری کے لئے حاضر ہے  
 اس کس پر سی کے زمانہ میں جبکہ اکثر ہل تصنیف و تالیف کو پبلک  
 رو دانی کا رونا دھریش ہے یہ بات پبلک کے عام نیاز مند ذوق کے  
 پھر کم باعث فخر نہیں ہے کہ اس کی ناچیز کتاب مالک کی اب چینی  
 یہ دیباچہ سے آراستہ ہو کر قدر دان پبلک کے تندہ فخر و اعتزاز تک  
 ہے۔ اس اثر میں بہ نسبت پہلے دوسرے اور چوتھے  
 ن کے کئی خطاب پر حوصلے گئے ہیں

۱۹۰۳ء

خاکپائے اہل ذوق

محمد علی بن ذوق مالک اخبار کشمیری



محبت نامہ

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

*[Handwritten signature]*

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۱	سیرتِ ستار و حیاتِ نجات	۳۳	۱۱	تاجِ مشرق	۹۹
۲	سیر و مختار	۱۳۲	۱۲	مجموعِ محبت کی روکاری	۱۱۱
۳	بڑی بگنی	۱۹	۱۳	مل کی مٹا	۱۴۱
۴	حق و حقیقت	۳۸	۱۴	اضطراب	۱۴۲
۵	آفتابِ روشن	۱۴۱	۱۵	زندانِ خم	۱۴۸
۶	یارِ دل کی چو بگیاں	۴۵	۱۶	خدا کی نیلہ	۱۴۹
۷	بقیہ و بقا	۵۵	۱۷	انار کی تربت	۱۵۰
۸	بی زعفران	۶۵	۱۸	زبانِ کافرانہ	۱۵۱
۹	قیدِ شہنائی	۷۵	۱۹	زبانِ کافرانہ	۱۵۲
۱۰	ایک روز	۸۵	۲۰	زبانِ کافرانہ	۱۵۳



- 7 DEC 1972

# ناول انارکلی

U Section  
46  
19

## URDU STACKS

### پہلا باب

سیر یو ستال ۲ و حادوثہ چالستان

چلا ہے سیر یو ستال کو فوق نذر سز کجائے

ہیئت نہ ہوں دام وادار کہیں

الہ اکبر۔ میرا تعلیم اعلیٰ فرزندہ

قدم اشب تلم تاریخی مسافت کی تین سو

برس کی راہ سرعت سے طے کر کے اکبری

دورات کی اسی پڑھنے منزل پر جہاں شتلمہ

میں مہارے کا دل کا یہ وعدہ کیا ہے قیامت خیز

تاریخی و واقعات قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے شعریں

صبح کا دل پسند وقت ہے شام کی نادر وقت

منقول بی بی مرزا ان خوش الحان خوش رنگیوں

میں ضائع مطلق کی تیج و تمہیل میں منقول

آتش شہدات جو لعل لیاہ بار ہوئی

پیش کش یہ عید آتش کا ہوئی -

پیش کش کہ غلبہ جیتی شدت کا تماشہ دیکھ

کر غنیمت مسکرا ہے میں زکس ہے کسی طرح

کی طرح انھیں پڑا میری ہے بنیل جو کہ

تلف پر خم کی طرح بل کی کے را ہے۔

عرض کہ شگفتگی و سر سبزگی نئے نئے رنگ کی

کر شہد حانیوں سے اہل نظر کو محبت کے

عظم میں اپنی اپنی طرف پیچھے پھرتی ہیں جہاں

قدم اٹھانا و شوار ہے۔

کر شہد دامن دل می کند کہ جانحات صبح

کا دل فریب وقت ہے مشابہ پہاڑ اپنی

تاریخی و واقعات قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے شعریں

صبح کا دل پسند وقت ہے شام کی نادر وقت

منقول بی بی مرزا ان خوش الحان خوش رنگیوں

مہج کا دل چھپا ہوا تھا۔ غزراں کی پہچان  
 کے لئے وہ دھت سیٹھ میں مٹی آبیاری سے غالی  
 ہوئی تھی۔ غزرات کا بدروست ہوسا  
 ہر شے کی ہی تیرتی سے نظر قریب و نکٹا  
 جانا اس کی طبیعت کا عجیبہ کہ تو  
 چہرہ لڑکی ایک پتھری کی طرح لکڑی کے  
 کاواں کاغذ اور لہجہ اور ہر خود رو۔ ہنسنے لگا  
 ہر شے کی تیرتی تیرتی وہ کادالی دوپٹہ پہنا ہے۔  
 مہج کا دلکش و قہر۔ ایک بچہ دین دین  
 میری جالی دو تیرتیر لڑکی کی چھک لڑا دیا  
 جس میں جو ایک خاص ایسا ڈر تھا ہے  
 حیدرنگاہ میں لڑا ہوا ہے۔ ہر جس کے اختیاری  
 و کمالی چہرہ کی تیرتیر سہری شامیں پہلا  
 سے مل جاتی کہ زمین کو مکان طمانیہ ہی ہے  
 اور تو مٹی ہوئی انکا ہوں گویا کتنی ہوئی  
 اس میں تو کس کو کس بد رو پتھر لوت جاتی میں ہے  
 سیلاب پر مہج شہر بن چاہتی یا کھنڈین لکڑی  
 مہج کو لکڑی کا کھنڈ ہے جیسا ہے آفتاب  
 عالم تاب میں ہے چار پر ہی طالع لکڑی تیار  
 لکڑی کو لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ  
 لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ  
 لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ  
 لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ

مہج کا دل چھپا ہوا تھا۔ غزراں کی پہچان  
 کے لئے وہ دھت سیٹھ میں مٹی آبیاری سے غالی  
 ہوئی تھی۔ غزرات کا بدروست ہوسا  
 ہر شے کی ہی تیرتی سے نظر قریب و نکٹا  
 جانا اس کی طبیعت کا عجیبہ کہ تو  
 چہرہ لڑکی ایک پتھری کی طرح لکڑی کے  
 کاواں کاغذ اور لہجہ اور ہر خود رو۔ ہنسنے لگا  
 ہر شے کی تیرتی تیرتی وہ کادالی دوپٹہ پہنا ہے۔  
 مہج کا دلکش و قہر۔ ایک بچہ دین دین  
 میری جالی دو تیرتیر لڑکی کی چھک لڑا دیا  
 جس میں جو ایک خاص ایسا ڈر تھا ہے  
 حیدرنگاہ میں لڑا ہوا ہے۔ ہر جس کے اختیاری  
 و کمالی چہرہ کی تیرتیر سہری شامیں پہلا  
 سے مل جاتی کہ زمین کو مکان طمانیہ ہی ہے  
 اور تو مٹی ہوئی انکا ہوں گویا کتنی ہوئی  
 اس میں تو کس کو کس بد رو پتھر لوت جاتی میں ہے  
 سیلاب پر مہج شہر بن چاہتی یا کھنڈین لکڑی  
 مہج کو لکڑی کا کھنڈ ہے جیسا ہے آفتاب  
 عالم تاب میں ہے چار پر ہی طالع لکڑی تیار  
 لکڑی کو لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ  
 لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ  
 لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ  
 لکڑی کا کھنڈ ہے۔ اور وہ چنچہ دین آہستہ

ہر شے کی تیرتی تیرتی وہ کادالی دوپٹہ پہنا ہے۔  
 مہج کا دلکش و قہر۔ ایک بچہ دین دین

ہے پھر سے اسکا حق راہِ دفعہ بھی آندابِ محشر کی  
 طرح کم نہیں بلکہ آنداب میں آتش پکال دیا شد  
 جو ابھرا ہے لیکن نازک خیال تو کی ذریعہ کا  
 میں آنا اس سوا ہجے سوا ہکے میں اس کی ہکا  
 کو با اعتبارِ راجھی کے وہ ظلمات و راہ  
 و راہِ صراط سے اس کی زلف پر حرم کو با اعتبار  
 و راہِ زادی سے مائی خضرِ حلال اہل شیبِ ہجر  
 شیبِ سرورِ شیبِ سرور۔ شیبِ ملکہِ عالم  
 بے انتہا رفعتِ عہدِ ابدِ مطلب سے ماس کی  
 پین میں کوبا اعتبارِ نورِ فکری کے آنداب  
 عشرِ ماہِ تاب۔ وہ ہفتہ فرسہ ظہورِ منتہی  
 زہرہ۔ مسحِ حرمِ سرحدِ زلوع صدف  
 سے ایک ابرو کو با اعتبارِ اوس کی دلکشی  
 کے طعنا۔ توں۔ قوسِ قمرِ ہلال  
 تیغِ تیغِ باز۔ ماہِ نو۔ کلید۔ بالِ ہمارے  
 اوس کی خڑکوں کو با اعتبارِ اوس کی مارک  
 گنتی سے ہجر۔ تیغِ ناوکِ خننگ  
 منانِ فرحِ شکر سے اس کی سوانِ ناک  
 کو با اعتبارِ مکی دلکشی کے نصف۔  
 گل۔ شہد۔ گلِ ناز۔ شمعِ حرم کی دے  
 اس کے رخسارِ لالہ زار کو با اعتبارِ  
 لالہ زار ہی کے لالہ زار۔ عہدِ حرم  
 ارمِ لالہ صبر۔ زارِ زار۔ زارِ زار  
 ہمارے۔ ورو۔ شمعِ گلزار۔ ابراہیم  
 ورو۔ شمع۔ شمع۔ شمع۔ شمع۔ شمع۔ شمع۔

<p>خاتمہ تختہ بلور سیدان دور غریب بلینہ بگنہ  سینہ منورہ گلن من شہت سے پہر کی انگلی  پڑ جاتی ہے پھر یہ کہ اعتنا جو ناسخ  دوائی ہے بجلی گاہ جانان رتیلن  ان دونوں سینہ ہمارا طور سینہ ہو گیا  اسکے شکر کو باعتبار سہائی کو درائی کے  چشمہ موج چشمہ جیوان موج سندھ صلیح  قرطاس تختہ آئینہ تختہ قائم تختہ بلور تختہ  یلاس تختہ کائنات نخل شہن صحت قیامت سے  بھی مات کو باعتبار کیم پیم کی ماسے مون  ورط ورط بجز حق گرداب یار و زن  پایہ حلقہ چاہہ دزم چشمہ زفرم کلید آرم  اس کی کمر کو باعتبار اس کی نرکت صلیح  میت سے گلبرگ رنگ جہان رنگ  تار نظار تار ہوئے جینی عقاب ہما عزم  خطہ موج سے ناسخ  اس قدر تلی کر ہے اس پر کار شمار کی  کتے میں بچتی سب پیر میرے جسم از کی  اس کے آئے کا حال معلوم ہیں</p>	<p>تختہ بلور سے اسکی لٹاق پاکو باعتبار  اس کی تختہ افزائی کے قیامت خیر ہی آت  ایک ہر خدی تختہ افزائی سے  اس کی نف پاکو باعتبار اس کی صفا کی نگا  کے میدان اختر من ارم پاکو بکینہ جم سے  بعض یہ کہ اسکی آفت افزائی و مینوئی  کے سرو شمشاد حنر طوبی سکون  کبدہ بہال طور پادہ و نخل ناد صر بڑ  انف بچر و نور و شجر طور شلغ تمل مارم  شمع کا فوری انگشت شہار سے بشتینہ  ویسے ہیں</p>
<p>پیار سے ناظرین۔ ارد۔ آپ ہمار  ذوق الذکر استعارات تشبیہات کویت کی  شاعرانہ کمال مبالغہ تہذیب و فاضل ملک و قہ  عبدالہ ایسی ہی تھی۔ اگر میرا کتا باورہ ہو  تو اس وقت اس باغیچہ کے گلشنوں ہی کی  کیفیت منظور فرما لیجئے۔ اگر اب بھی  آپ نہ مایوس تو آپ کو اختیار ہے  ذوق سے</p>	<p>پیار سے ناظرین۔ ارد۔ آپ ہمار  ذوق الذکر استعارات تشبیہات کویت کی  شاعرانہ کمال مبالغہ تہذیب و فاضل ملک و قہ  عبدالہ ایسی ہی تھی۔ اگر میرا کتا باورہ ہو  تو اس وقت اس باغیچہ کے گلشنوں ہی کی  کیفیت منظور فرما لیجئے۔ اگر اب بھی  آپ نہ مایوس تو آپ کو اختیار ہے  ذوق سے</p>
<p>نہیں یہ میں غنموں کے داکیا جانتے ہیں  نہا یہ ان کو دیکھ کر صلی علی کتے کو میں  کیا یہ حضرت آپ کو کہتا ہی پڑا کجیت  یا خدا احسن رجھال عیث ماہ کمال  نہا یہ ناویدہ حضرت سے اسکی درون</p>	<p>نہیں یہ میں غنموں کے داکیا جانتے ہیں  نہا یہ ان کو دیکھ کر صلی علی کتے کو میں  کیا یہ حضرت آپ کو کہتا ہی پڑا کجیت  یا خدا احسن رجھال عیث ماہ کمال  نہا یہ ناویدہ حضرت سے اسکی درون</p>

خاتون: نادہ کیا کرو گی ہو کچھ جی بھرتی ہو  
یا حق رہی مادی مادی بھرتی ہو۔

نادہ: (دو تیز لڑکی کا نام) جیسے باغ  
میں آئی تھی۔ ماں جان بوسقت  
ایک گلدستہ لائی میں لکڑی لندی ہی اندر  
بیٹھا جاتا ہے۔ تاج تو بہت کسی طرح  
سہتا ہی نہیں۔ بلکہ جو بچہ دار ہوگی  
محبت ہے۔

خاتون: یہ اس ناؤ میں کی اولاد دیکھا ہے  
سچ ہے۔ مٹی: تاج تو میری جلیبت لڑکی  
اسی آپا کر رہی گری سی معلوم ہوتی ہے  
اور کچھ میٹھا چھانسا در دول بھی معلوم  
ہوتا ہے کہ میں سے کلیجہ تمام تھا کر رہ

جاتی ہوں خدای خیر کہ سب آج صبح تکی لٹھا  
ٹنگ کا ہے وہ بایل انکھ موت ہو کر  
رہی ہے کچھ ایسی ایسی بد شکوئیاں ہو رہی  
میں کہ دل کانپ کر رہ جاتا ہے۔ اور جو کو  
آجیتا ہے۔ تم تو دروغی آئیں اور حکمران  
اب کہیں باہر جائیدار سے فٹے جڑ ہوں نے کیا

نئی طرح میں موجود ہونے با دار سے بددلی  
شکوہ انانا سب اور فضل خرچی کھم  
ہوئی۔ اچھے تو ایسی ہی ہو رہی ہیں  
شیشہ و کانٹا لٹے ہوئے ہیں۔  
میں نے کچھ نہیں کیا۔  
باتیں بکارتی سے بچنا۔

نظر پڑا کچھ جی بھرتی ہو  
کہہ مٹی: ڈوٹک آیا اور ایک نظر دودھ پی رتن

میں رہا۔ وہ تو فرستی کا رتن تھا وہ چکنا چور  
ہو گیا تھا اور اس کا پورے کے چارہ ہی کیا تھا  
تھار سے لگا کر چاوی کی ایسی عادت پڑ گئی  
سہے کہ ان سے بددلیاں رہا ہے۔ پے چھا  
ہی نہیں جاتا۔ جیسا کہ ایک بین و بین  
بار نہ میں سے نہیں جیو رہی ہیں آتا۔

سناٹا ہے کہ سب نماز سے بعد رہے۔ تو  
پانچ نہ رہا۔ یہ ہی اگر شیب کے  
کہا ہے بددلی سے لڑنے ہی نہیں آتی۔  
یہ ہی تکی ایک لڑائی عادت ہے کہ سب  
جیسا کہ چاہے۔ سے نیند ڈالے اور

چاہت ہو رہا ہے۔ انہیں نہ پینے سے  
نیز نہ اس سے کچھ ہے عادت انسان کی اور سی  
ملیوہ ہو رہی ہے۔ پھر چار ہو کر وہ دیکھتے  
فیضیادار ہو گیا لیوہا با در میں آتا ہے  
دو دیکھاں سے آجیتا رہا جلیں سے بھی  
نالی پھر کچھ ہی پندرہ دوی سے چاہا ہے۔ ہوتی اور

نالی پھر کچھ ہی پندرہ دوی سے چاہا ہے۔ ہوتی اور  
شکوہ انانا سب اور فضل خرچی کھم  
ہوئی۔ اچھے تو ایسی ہی ہو رہی ہیں  
شیشہ و کانٹا لٹے ہوئے ہیں۔  
میں نے کچھ نہیں کیا۔  
باتیں بکارتی سے بچنا۔

<p>مردودہ ہوں خدا چاہے اچھی سی خبر ہوگی۔          والدہ۔ دیکھا چاہیے تمہارے آبا کے میں          خدا فرستے مرزا اچھی سی خبر سنائیں۔          نادرہ۔ یا اللہ میری جان کی خبر سنائیں تیرا کشتہ          چڑھاؤ گی اور خلی نقاری کوئی حلق بھی بھر دے گی          والدہ۔ پوچھتی تیرے منہ میں گئی شکر خدا ایسا ہی          کرے بیٹی سینے سرفروز کر پھل کی طرح پالا          اور پرورش کیا ہے وہ مجھے تمہارے بھی زیادہ عزیز          ہے لڑا لڑا کر تم کو غلام لڑا دیا۔ یا اللہ میرا          سرفروز اچھا اور عزت سے ہو۔          نادرہ۔ میں اسکا مطلب نہیں سمجھتی۔ کہ          ابا جان مرزا حیدر علی صاحب کے گھر چھا جان          کی عزت دریافت کرنے کیوں گئے۔ کیا          خدا نواز مرزا ابا جان اور حیا میں کچھ شکر          رنجی تو نہیں ہوئی۔ بھی تو تیرے حضور ہی ہوا          کہ چھا جان کا خط آیا تھا کہ کیا ہے خبر          غماز نہیں ملی۔ پھر مرزا صاحب نے یہاں          سے اپنی طرفت ہی کیا تھی سدا اللہ علم          یہ کیا سما ہے۔</p>	<p>جہاں روپس آئے دن تو بہت چڑھ گیا ہے          دیکھا چاہیے کتنی دیر میں واپس آتا ہے          نادرہ۔ میری اچھا مال۔ یہ آج صبح ہی          وہاں جان کہاں گئے ہیں وہ تو اتنا سویرے          منہ اندھیرے کیسے نہیں جاتے ہیں۔ آج          ایسی کیا مجھ پر رہی تھی۔          والدہ۔ بیٹی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے          جو آج تمہارے ابا مرزا حیدر علی سے ملنے          کو اتنا سویرے گئے ہیں۔          نادرہ۔ وہ ایسی کوئی ضرورت بھی جس سے          اس قدر بے چینی تھی۔ کیا چھا جان کی عزت          دریافت کرنے نہیں گئے۔          والدہ۔ بل دو چار سوچا یہ متروض ہوگا          نظر آ رہے ہیں کہ دل بے قابو ہو گیا ہے          آخر گھبر کر رہا ہے چھا کی عزت دریافت کرنے          گئے ہیں۔ یہ کہ تمہارے چھا کی جلالت          نصیب دشمنان کچھ ناساز تھی۔          نادرہ۔ یا اللہ میرے چھا جان اچھے بھلا اور          میرا با عزت کی جڑ لائیں۔          والدہ۔ بیٹی خدا اگر ہے۔ آج صبح ہی سے          میری باتن آنکھ بے طرح میڑک رہی          ہے اس لڑکی کا کچھ کتا کچھ کچھ ہی اس          نہیں آتا۔          نادرہ۔ اہل جان یوں تو خدا کی پوجی          میں کسی کا چھارہ ہی نہیں رہ سکتا چھوڑا</p>
---	--

مختار سے اباجان مرزا صاحب کے یہاں گئے ہیں۔ کہ اگر مرزا نثار علی آگیا۔ تو اس سے مفصل حالات معلوم ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ مرزا نثار علی آگیا ہے ورنہ اتنی دیر تھا کہ باواں ہرگز نہ مقرر تھے بلکہ واپس چلے آئے اور اب تک آگئے ہوتے چونکہ اکثر باواں میں چھپا اور مرزا نثار علی

سہا پہ میں۔ اور مکان سے مکان ملا کر اور شاید مختار سے چپائے بھی یہ لکھا ہے کہ مرزا نثار علی سے میرے مشرعی حالات معلوم ہو گئے ہیں مختار سے اباجان کو مرزا

صاحب کے یہاں جاتا اور مرزا نثار علی کجا چٹھا معلوم کرنا ضروری دلازمی ہو رہا پس تاریخ جس میں سکے ہیں۔ خدا خیر کرے اچھی خبریں۔ مگر دل کینت بالکل

تا بونے نکلا جاتا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ ناردرہ۔ خدا کرے مرزا نثار علی آگئے ہوں۔ اور مرزا خرمیت لائے ہوں۔

والدہ۔ آمین خدا اب ہی کرے۔ ناردرہ۔ دیکھتے تھے کہ کون سے دیکھ کر اباجان آگئے ہیں۔ حسب زکریا۔

اور کبھی قدس زاد آگئے۔ یہ ان کی آنکھیں کیوں ان کو مبارک ہیں۔ کیوں اب آپ کیوں لے کر رہیں گے۔

سے رحمت فرمایا۔ ورنہ آج کل کے بھائی تو روف علیہ السلام کے سے جانیوں کو بھی گھر میں جھگڑاتے ہیں اب ہی مختار بچا بھی مقدر کا دہنی ہے کہ جسے غیب سے ایسا ہر حال شفیق بنا بھائی ملا جو باپ کے پیارے پیارے دوست و محبت کرتا ہے بھلا چھ خدا عزوجل نہیں ممکن گورسی اپنا منوس منہ کیونکر دکھا سکتی ہے

نادرہ۔ اب اباجان صاحب کے یہاں اب کیوں خیریت پوچھنے لگے کیا چچا جان سے بذریعہ خط و کتابت یہ بات ناممکن یا محال تھی۔ مجھے تو تجھے کہ مرزا صاحب

کو چچا صاحب کی خیریت معلوم ہو اور اباجان کو نہ معلوم ہو۔ یہ بالکل آن ہوئی بات ہوئی بات معلوم ہوئی ہے کیا چچا جان کو مرزا صاحب

میرا جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ والدہ بیٹی ابی تمام خدا بالکل پیچہ ہو ابھی بہتیں اتنی سمجھ کہاں۔ جو تم ان معاملات کی تہ کو پہنچ جاؤ۔ خدا رکھے

اس کے لئے عمر بید۔ جان من بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کا بھائی دوسرا نثار علی ان دونوں اکبر تار سے بھائی

دوسرا تارہ الہ ہے۔ اس میں اور مختار سے چچا میں ایسی دوستی ہے۔ جیسے دانست کافی روٹی کہتے ہیں۔ پس ایسی لے





خونچکان کو شکبار آئے کو جوئے خون پیا کر میرے کہ اس صدمہ اور درد و ایدہ  
تیرے بیوقت منہ پھر لینے سے مجھے ہلکا کرنے سے نجات ہو جاتی مگر نہیں میں کیلی  
نڈان اور بیکار ارخار نظر آتا ہے تیرے سینہ کوئی کر دل میرے لئے ہی تو آواز  
بیوقت کے اندھ جانیسے میرا دل پھر مر رہا ہے اور رقیب کے ایسا ذوق  
مثل سہول اور بیکار کی پہنچ قاتل کھال ہے کہ میں خودائی کا کس کس سنگ ہم آذوق  
آدمیرے پیار و دور میں سے مجھے بچوں کی طرح بالافضا یہ تو نے مجھ سے کیسی  
بے وفائی اور کیسی بے اعتدائی کی ہو گئی ہے جس سے ہرگز نہ امید نہ تھی آہ میرے سینے  
میرے دل کے لئے تو نے بھی مجھ سے اس طرح ایک ایک منہ پھر لیا ہے  
پیارے پیچھے سے آتش رقیب حال میرے وقت پر نہیں کوئی  
شریک جنگ میں شہر کا منہ نہیں ہونچا نہ میری میرے وقت باز و میرے بکری  
کے ساتھ ہی میرے خونچ دراحت کے شریک میرے جان و دھرم و عزیز بھائی میں  
مجھے کہاں دعوں کہاں تلاش کر دوں میرے یوسف بنائی قسمت کے کسی ایک  
کنوئیں میں بصورت ناشاد و ناہرا ہوا بی بی اب کہاں پاؤ لگا تیری مفارقت  
میں دور و کرانہ دل کو دیدہ بے قرب بنایا لگا گیا ہے ادا کو لہنی امید ہے آہ  
اسی تیری زندگی میں بھی نظر نہیں آتی کہ تیری وقت و صورت آجاتی تو میرے لئے نہ تیرے

سینہ کوئی کر دل میرے لئے ہی تو آواز  
ون ہی ہے۔ اور رقیب کے ایسا ذوق  
کریں خودائی کا کس کس سنگ ہم آذوق  
کہ ہو نیوالے میں ہم سبب غم غریب جدا  
ناورہ سے آواز پھر نہیں میں میری ہی  
بیس روزہ زندگی بھر ہے اس وقت تو شک  
میرے تو حق پر دھرواد میرے کہ وہ ہمیشہ  
میرے دل کے ساتھ ہے یا اندھ میری ہی کو میر  
جس میں صفا کر دہم اسکا وفا سامعہ صم  
کیلچہ دل جا لگا۔ اور یہ ہم کر یا رتہ جا لگی  
ناورہ ہے اسے میرے رچیا میں نہیں کہاں  
اور سطر و دھرم تھی چروں۔ اسے  
اسے ظالم جل جیسا تو نے میرے ناشاد و پور  
کو میرے جدا کیا ویسا ہی اجڑا دیا ہے  
اور تیری آگے اسکا لہ کر تیری ہی طعنا لگے  
رہ تو مراد اپنی نپاٹے خدا کرے  
فرخندہ حکم۔ ان اف میرے بھرے ہالے پور  
تیری کشتی میں لکڑیاں تیری دل بھائی جانی  
جس وقت پر لگاؤ لگائی میں تھی تو سببت جانی  
دل میری اسی چل جاتی ہے اب ف خدہ اس  
تیری ہی کشتی میں چل جاتی ہے جو کچھ تیری  
تیری ہی کشتی میں چل جاتی ہے جو کچھ تیری  
تیری ہی کشتی میں چل جاتی ہے جو کچھ تیری

ہی ٹوٹ گئی۔  
 اعجاز بنی۔ اسے اب چہرہ چارہ اور شکر  
 عیاں ہو ہی گیا ہے جیسے اس فرزندِ رحم سے۔  
 پرانے لمحہ چہرہ گردن پر ہے  
 نکلنے ہوئے نہ درون ہوئے ہیں کماٹ  
 فرخندہ بیگم۔ اسے اسے میرے تو ہوش  
 اس توں میرے سنے ہی اڑ گئے اتنی جی  
 حواس نہ رہ گئیں ہنسی اس مرحوم کی کچھ  
 اور واقفیت بھی پوچھتی ازل اس ماضی کے روز  
 کی کچھ اور واقفیت ہے کہ تجھ کو تکلیف  
 کیونکہ مہولی کس سے لگی اور اس دل و دماغ  
 کو کسے دن ہوئے موت کی قیامت کیونکہ ہوئی۔  
 اعجاز بنی۔ اسے اور کینیت کیا پوچھتی  
 میرے دماغ کی بات لگتی ہیں دماغ مفاد  
 زندگی بھر کے سنے سے کیا پس اب اسے  
 میں یہ دعا اور میرے کہ وہ غفور الرحیم  
 اس کی مغفرت اور اسے عذرت رحمت  
 کہہ سکتے۔ تجھ کو تکلیف اچھی طرح ہوئی  
 البتہ میں تو یہ صحت ہے کہ آخری دیدار  
 پہنچ گیا تھا نہ ہوا اسے اسے گرد لینا  
 و دل سے فراق۔  
 سیم نے پوچھا کیا ایرانی پیدا کرنا تھا  
 سنی کچھ تو پاس تھا خط و شکر تھا  
 فرخندہ بیگم۔ مگر تم نے پہلے تو کچھ ایسی  
 شکر ناک باتیں بیان کی ورنہ میں

خود ہی نہ اس کے پاس شہنشاہی ہوتی ہوتے  
 ہرے وقت بھی اس مرحوم کی دیدہ میسر نہ ہوئی  
 اسے یہ قتلہ تو مجھے تازہ دیتا رہیگا سرو  
 دل کے دل ہی میں ادا ہوئے دل کے  
 پوچھتے ہاتھ نہ اتریں پوچھو دل کے  
 اعجاز بنی۔ حالت نازک ہو چکا کچھ دیر  
 لگتی ہے ادویوں ہی تو پہلے ہی ہے۔  
 نازک اندام بحیف و عمل تھا۔ بیماری کی نجات  
 سنے اور بھی رہا سہا خون چوس لیا ہو گا  
 پھر کیا تھا۔ موت عالم کا داؤں چل گیا  
 نادرہ۔ جیف میرے چہرے میں قسمت  
 جلی کسے چھا لکھ لکھ روئی۔ آف آف  
 کلیجہ منہ کو آتا جا رہا ہے اور ول خون ہو  
 کر انکھوں سے بہا جاتا ہے۔  
 اعجاز۔ چلو مٹی مکان کے اندر چلیں میں  
 وقت یہاں مہتر ماننا سب نہیں۔ گو مکان  
 کی چار دیواری ہی اسے لگاتی ہے  
 درو دیوار سے وحشت برس رہی ہے  
 دل امتہ آتا ہے۔ جگہ شق ہو جاتا ہے  
 مگر اس وقت اندر چلتا ہی مناسب ہے  
 کیونکہ اگر لوگوں کو خیر لگائی گئی تو پرستے  
 دونوں کا نام لک جائے گا۔  
 اعجاز بنی کے ایسا اشارے  
 سے یہ دونوں ماں بیٹی سیاتگی  
 کھٹکے گھر میں لگیں۔ اس مکان کا احاطہ

اتنا بڑا اور وسیع مقام کہ اس میں ایک  
چھوٹے سے باغیچے کے علاوہ پانچ سات  
اودھ بھی ہے اور آباد ہے انھما زینتی کا  
مکان اور باغیچہ ان گھروں سے کچھ زیادہ  
پر تھا۔ باغیچہ ان گھروں سے بیٹھے اور آہ بیکا  
اسی آواز بھی تھی کہ اسی مکان تک محدود تھی  
اس لئے کسی اور کو اس مکان کی خبر نہ پائی۔  
بلکہ سے انھما زینتی نے ان خانہ میں مگر وہ تم کو کچھ  
تیاقت پر پکارنے لگیں۔ آخر میں وہ بیکا کی آواز  
نے مکان سے نکال کر احاطہ کی اور اور عورتوں  
کا دل دہلایا۔ یہ وہ درد انگیز ہیں اور  
تیاقت خیز نثر نہیں بلکہ وہاں کے گریہ و  
کی وجہ مدم کر کے ختم گریاں و دل بریاں آئے  
شریک حال و خریک حال ہوئیں۔

بیچارہ عبادتی مہتمم مردانے مکان میں  
بلیغ ہوا ہے۔ آئینہ بہار ہے۔ کہ کچھ  
بعد اں یہی سی حسرت انگیز و تفسیر  
منظر نظر آئے تھا۔

## دوسرا باب

سیر و شکار

چلا آج جو تو سیر و شکار کو منظر  
کرتے تھے نظیر کا بخت تھا کوئی

تمام ہونے کو ہے سرلی سوار ہو کے  
گھومتے پر سوار ہے۔ ہے تھلید سے

وقت سے پہلے ہی اس طرفان سے تھلید  
ہو کر اپنے نو ذرا ہی چھوڑ کر دی آہٹا تھا لوپ

<p>تقارب قال فی ہے اور اسکی نیت نہ چھینے والی کر میں          جی ہاں ہی عالم اسکا نکلہ بند کئے ہوئے ہیں ہم سمجھ کر          کے گوشہ کی طرح سست گئی میں تیار کی نئے چشم زدن          زمین و آسمان پر اپنا قہقہہ کر لیا اور کولہ ہلکا نہیں          سکھ بجا دیا تھے باقی مانہ حصہ کو بھی شیب کا شیب          رنگ لباس پہنا کر ظلمت کدہ بنا دیا یا طرفہ          اربعین میں تمام جہاں نیر و ناز کا شات          ظلمت پار ہو گیا۔ یا اللہ یہ طوفان ہے          یا قیامت کا سامان ہے۔</p> <p>تمام ہو نیکے ہے۔ ہو کے تند تیز تر ہوئے          اس خاک کو جو ایسی آنتوں کی لمبی لمبی          نظارہں ہاتھوں کے زبردست اور چوسے          برے پاؤں گھسرتے تھے سمجھوں گاڑیوں          چھکڑوں بہیوں کے پیروں اور گھڑوں          انسانوں کی دلی دلی چالوں سے روندی          جا رہی تھی۔ اور اگر آسمان پہ پہنچ رہا ہے          جس سے چرخہ نیل فام تھے ہوئے دل          بادوں سے شامیا لے کر بائبل پٹے ہن          میں چھپا لیا۔ اسب دیکھنے والوں کو اسکی          آسمان کے پٹھے ایک اور آسمان نظر          آئے گا۔</p> <p>شیم ہو نہ کو ہے۔ لیکن اس قیامت ایفر          عشرتیکہ طوفان میں نظر بازوں کو کچھ          رنگ نظر آ رہے ہیں۔ جو ایسی نکسا فاسک          ہے کہ ان میں ہر سوار اور چوہہ پر لڑا</p>	<p>کے شور و غل پہنگامہ زمانی اور رفتاری سے          زمین و آسمان ہل جاتی ہے اور ہمال ہو ہو کر ہر صفا ہو جاتی          تھے پہاڑ اٹھ اٹھ اور صاف تیار ہے ہیں۔ کہ          رنگیتا نہیں چلنے والے مسافر کی طرح سرے          پاک خاک آلود ہو کر کرو و غیار۔ ہا صراہ ماہ          گزرا ہو نہیں اور زمین کے چپقلوں کو غمگین کر دے          اور اگر فلک فرسا کر ہے میں۔ یہ سوار و          پیدل و نیزہ تلوار و پیروزہ اور ڈھال ہندو          وغیرہ سے اور بھی جتنے ہوئے ہیں علاوہ          شکار کے اور بھی سامان تیار ہیں اور یہ          کل کے کل خریفہ بیرون شکار ہیں۔</p> <p>تمام ہو نیکہ ہے اس ظلمت بار آندی          میں جو ان مرد و نکو بیہوش کر دے والی جو انکو          کی مٹا دے بار تلوار میں چمکتی ہیں یہ وہ برق          برق دھنیں ہیں جو سرگرم کو اپنی شعلہ          باد برق دھنی سے روشن رہیں کہ تیں۔          پیلہ یہ وہ شورش و غل باب طبع پر کالہ          آتش ہیں کہ جو اپنے عاشق کش حسن کی          چمک دیکھتے ان واحد میں اس بجلی کی          طرح جو تھپ تھپ ٹوپ اندھیری میں ہر          تاثیر ہو کرے تابانہ اور حرا دھر بھر رہی ہو          اور جس کی نر پتہ آسمان و زمین صبر          ہو جاتے ہیں۔ اس غبار سے ہے ہر          آسمان کا جو ہر ہر شے کو دھندلا دیتا ہے          تمام ہر شے ہے۔ لیکن اس ہونگ ٹل</p>
---	--

وہاں بیرونی ظلمت ہاڑنہی میں یہ چمک لکشی کیوں  
 ہی بالکل اس کے نہیں نہیں اس غبار کی تاریکی  
 پورے فضا تک سرپ و کھا دکھا کر دھوکا دے رہی تھی  
 وہ ان جوان خوار تلواریں چمک رہی تھیں جو انارکلی کا  
 ہی ہر جہر ہی ہیں۔ اور اور دھوئی سے کہہ رہی ہے  
 کہ ہم آتش تیار دہک رہے ہیں بلکہ دھن کی خوشبو کی  
 پہلی کی طرح گئے اور شہاب ناقص کی طرح  
 ٹوٹنے میں دو چار قدم آگے ہی ہیں غریب  
 یہ وہ خوفناک بین ہیں کہ جہاں شمع مستی  
 کو جلائے اور چمک چمک کر نکالوں  
 کو خیرہ کرنے والی برقی بھی بار بار تڑپ  
 کر رہی وہاں ہی ہے۔ اس منظر کے  
 لطف یا کیفیت کی مصیبت کچھ اور بھی  
 دل پر یاد و سراپا ہی کے چہرے دل سے  
 پوچھتے تھے کہ جو صبر کہ کارزار کے بیٹھے ہی  
 ہمیت دھونے والے مڑکوں میں سینہ بہر  
 ہو ہو غلام یہ کہ اس وقت یہ میدان بالکل  
 میدان انگڑا رہے تھے پر خار ہو رہے تھے  
 جیسے ہوائے تندگی طوفان بے خبری  
 کو ابھی شام ہو نیو گھر سے ہے۔ اور کچھ  
 دن ابھی صبح ہے۔ مگر اس باقی دن کو  
 تاریکی کے قبضہ میں لا کر اچھا خاصہ  
 توراہی رات کر دیا ہے۔ کیونکہ تاریکی  
 چاروں طرف کالی کالی گھمادوں کی طرح  
 بکھار رہی تھی۔ اور غبار کے غبار سے ہوا

کے زبردست عقیدوں سے توالا ہو کر کسب کی بھی  
 ہوئی زلف کی طرح پھرتے تھے اور دھڑک رہی تھی  
 پھرتے تھے۔ ایک سے ذرا جوڑا اور کچھ کوٹھیں  
 سماکتے تھے وہ انھوں نے خارجی طرح کھٹک کر  
 ہر ایک کو باخاطر ہوتے تھے اس پر مبارکباد برقی  
 کہ اور بھی اگر وہ غبار کے نکلنے کے لئے بار  
 بار کھاتے اور گلے مان کرتے تھے مگر  
 مرض بڑھتا گیا جوں جوں ہوا کی  
 انکی تمام کوششیں رائگاں جاتی رہے۔  
 آخر رحم خداوندی نے جوش میں آکر اور  
 ان تمام آفتوں کو سر میدان شکست  
 فاش دیکر انکار رخ پیر دیا۔ اب کیا تھا  
 آندھی سے تند ہوا اور تند سے مہولی ہوا  
 رہ گئی مگر اس کے ساتھ ہی ارعد کی کڑک  
 پہلی کی چمک اپنا رنگ جلنے لگی اسی  
 عالم میں ہماری تیز ویرین نظریں تھڑوڑ  
 صاحب زاوول۔ درباریوں روساء  
 عظام و معزین کی ہجرت میں ایک سی  
 رشک تھا باہر دلعزیز صورت و چہرے  
 پیسے دیکھتے ہی میا خٹہ منہ سے نکل گیا  
 بالائے سریش زہر شمدی  
 لطیف ستارہ بلندی  
 یہ وہ پاکیزہ صورت تھی۔ جس کی توراہی  
 پیشانی سے جلا و جلال نمایاں صورت  
 اور تپاں نمایاں تھے سر سے تھابھی

رعب و آواز ٹیکس راہ تھا قیامت سے سطوت  
 وطن طغیانی کٹر کشتائی ظاہر ہو رہا تھا۔  
 اب ہم آپ کو انٹیکل ازباده تکلیف نہیں پہنچاتے  
 ایسے بناویں گے کہ یہ سب صورت و احوال  
 خاندان خلیفہ کا ہاؤس قدیم قیمت شرم و حیران  
 اور کٹر ہمنگشاہ شاہ فلک بار کا جلیل الدین  
 اکبر کی جاہ و تہاد اسکے ہر کایا یہ صفت علامہ مصر  
 ابو الفضل فیضی۔ حق تعالیٰ کو کلماتش و بیعت و بیعت  
 حکیم ابو الحسن علیہ السلام و شیخ سیر برادر و  
 توفیق خاص مصطفیٰ  
 یہی ان لوگوں میں ہے کہ بری لورتن سے  
 شکستہ پاورتہ التاج جیسے جاتے تھے۔ اور یہی  
 وہ ایک بار دو گار و یکساں کے دیار تھے  
 کہ چٹکے علم و فضل کا طوطی قیامت تک  
 شکر نشان عالم رہیگا۔  
 اس طوفان کی مصیبت و تکلیف جس  
 طرح کبریٰ لورتن کو پہنچ رہی تھی۔  
 دیا ہی تھا وہ شریا جاہ بھی محسوس فرماتے  
 تھے۔ کیونکہ آج کے ناک۔ کان منہ وغیرہ  
 یہی ناک سے گوہر علی غلظت ہو رہے تھے  
 اسی جھجلاہٹ و غیض و غضب کی  
 حالت میں شاہ و سی جاہ کی زبان و دربار  
 سے بہت ہی سخت و ظالم کلمات بے  
 ساختہ نکل رہے تھے۔  
 اب آندھی کچھ کچھ کم ہو چکی تھی۔ اور  
 ہوا مٹی سے کچھ تیز چل رہی تھی۔ لیکن کبھی  
 کبھی ہوا کا تند و تیز جھونکا بھی آجاتا  
 تھا اور بجلی بھی جھپک جھپک جاتی تھی  
 بالکل بھی اگرچہ رہے تھے جس اتان حیران  
 تک سب وہل جاتے تھے۔  
 شاہ ذبیحائے رجا مان نکلیا طرف مخاطب ہو کر  
 کہ اچھا راجہ صاحب ہمارے ہندوئی تست آپ ہی  
 ان معائب بانی سبائی و دھوا رہیں ان آپ ہی  
 اس خطا کے خطا دہیں یہ سنتے ہی راجہ صاحب  
 حاکم برحق پان ہوئے۔ اور سارے معائب  
 انکان سطر کاوڑ۔ مگر وہاں کجاہت! سنبھل  
 کردہ معقول جواب عرض کیا۔ کہ جس کا  
 جواب ہی نہیں۔  
 خداوند نعمت! جب خدا مہر حضور  
 گھر سے روانہ ہوئے تھے تو آندھی تھی  
 نہ طوفان نہ گرد و مٹی۔ نہ غبار نہ یکہ مطلع مطلع  
 انوار ہو رہا تھا۔ آسمان کسی کے جوہن کی طرح  
 نکھڑا ہوا تھا۔ سورج کسی کے روئے  
 انور کی طرح منور تھا۔ کسے خبر تھی۔ کہ اس  
 صحرائے بیابان جنگل و میدان میں  
 عین واپسی کی وقت ناکہاں یہ آفت  
 خیز طوفان آجا ٹیگا پس اگر ایسا ہوا بھی  
 تو مفیت یزدی رضا کے خداوند ہی  
 کا اقتدار و قدرت فرماتا چاہیے کہ جس میں  
 کبھی کبھار ہی نہیں ظلام غیب دان

تو بھائی نہیں جو حضورؐ اور سے پہلے ہی ہو  
 تو ابھی قیام کی باتیں کوئی جان سکتا ہے جو کون  
 جان لیا خیر و شر کو کشت بہر حضورؐ کے بے  
 ذوق کی برکت سے اندھی وغیرہ سب دفع دفع ہوئی  
 جو شہر و دیہات بھی اب فنا قرب ہی ہے۔ تشاد الدیاب  
 جو امر و نہی حاکم / خاطر فیض رحمانہ

منصص تو حضورؐ کر دیا مگر لطف انکار نے  
 ساری کسر بھی نکال دی۔۔۔ عجا الد آج  
 تو شیر و چیتہ وغیرہ کے ٹکانے مابین  
 و اقبال بہت ہی مختصر و مسرور ہوئے  
 اور پشم بدو رو آپ نے بھی حبیب جو مر  
 دکھائے۔

یہ تو رشاد ہو کہ اس تفقید آفات سوار علی  
حادثہ راضی کا کوئی طرہ وار ہو سکتا ہے

ہرگز نہیں۔ میں جو کچھ حصہ بہبود  
خزاندیش۔ اس پر مجھے سرہیم ہی ضم کرتا  
رہا۔ نہ تو اس کا حق تھا نہ اس کا۔

بلکہ عین دین ہے جیسی تھا کافر۔  
 اچھی نہیں۔ مگر یہ بھی عرض کر دینا چاہیے  
 حاضر ہر گاہ خدا کی مرضی میں کوئی عوض

نہیں ہو سکتا۔ پس مجھے کیا  
خبر تھی کہ یہ بگشتِ طوفانِ عشقِ الار  
کی کج حالی کو متحمل کرے گی۔ ورنہ میں

یہی شکارنا کار کا نام ہے کہ نہیں لیتا اس کے اس کے سر پر زخمی ہو کر جاتا ہے  
 لہذا اس قدر چھٹا کا میں ہر روز کا ہوتا ہے کہ اگر تو میری چھٹی کا پر چھٹا ہو گا تو میں  
 کہہ دوں گا کہ میں اس کے لئے ہوں

شکار کی آفتاب آگے دیکھا جتنی دانی کا  
تھم نہا ہی سے خود دیکھا۔ ہوں۔

10-15-1954



آشوکے بدے خزن دلوے دیا آنگھوں کے جوئے  
خزن تباہے لڑجیا ہے۔

بارگاہ کو جو نگہ مذہب و ہر ملت کے حالات کی  
تعمیش و کمیسی تھی اسلئے اس بیان کو روشنی

اسنے من بھی پھر دوسرے جنگی بادل کی گرج اور علی  
کی کو لنگول ہاتھ دوز ساقہ ہی مرسو مار پائی بھی  
برستے لگا شاہ عالم تہامتے ذرا توں مارچ کا حکم دیدیا  
سورسے ذرا گھوڑوں کو بکشت چھوڑ دیا۔ اب  
پھر تھے اسقدر تیز خاستے تھے کہ ان کا پیٹ زمین  
لگ لگ جاتا تھا اور ہر چہرے رو رہ جاتی تھی ختم زونا  
میں کل اور کین بدلت مایہ دین مملکت میں شاہ خزان  
پایا کہ اسے شہریت کے عرصہ میں اعلیٰ ہوئے شاہ عالم کے  
آجیہ بچہ نزل میں سنبھلے نزل کی۔

اپنا یہ ذاتی شاہ خاور کو ملک نشیب نے  
تکست ناش دیکر تمام عالم میں اپنا  
ستار کیا تھا اور ملک محمدم کا و شکا جی؟  
فقہ۔ سلطان خاور نے بھی خراسان پھر راز  
کو قریب دیکر اس کوہ میں پناہ لی تھی  
اور بارہ گفتوں کی تارگی یا ترم کر دیا تھا  
اکبر نزل میں لڑتے اور خاص خاص  
اور کین اور بارہ دین گھر بار کے سوا کسی

جاگوشت۔ اس پناہ دینے اور بہت سی  
علاقہ چریں حرم اور حرم چریں حلال  
چریں۔ والد کے ذمہ تھے اس پر پندرہ ہزار  
اہل و بار کو بڑا کر دیا۔ اس وقت پرستی  
کی وہ آگ سلی۔ کہ وہ تھوڑا سا کھو اتنی  
آتش کو بے اور حکم اس کہ آگ اس کی





تو نہیں جس طرح کسی حیران نہی کے سینے سے  
 دست بردار کاچہرہ ہر مشرق و مغرب کا جس طرح ہر  
 ہوشیار و بے ہوش مشرق و مغرب کے ہر مہمان  
 کر نیکی نہ ہر تیرے شوق سے تیرے ہر مہمان  
 تیرا ہر مہمان ہے تیرے ہر مہمان کے ہر مہمان  
 کی انکساری کے ہر مہمان کے ہر مہمان  
 تنہا اپنے ہر مہمان کے ہر مہمان کے ہر مہمان  
 پر ہر مہمان کے ہر مہمان کے ہر مہمان  
 بادلوں کی ندیدی نظروں کی سیما اور  
 کو ٹکرو اسے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 لینے کے سے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 حیران ہیں۔ مگر وہ دوست اور اس کے ہر مہمان  
 میں سے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 میں نہیں لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 کہ ہم کا وقت ہے کسی کا دنیالہ وار ہر مہمان  
 شہسپ نہ لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 پیار کی آتشوں پہ لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 ہے۔ اور کسی شہسپ کے ہر مہمان کے ہر مہمان  
 کے ساتھ لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 ہر مہمان کا کام لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 ہے۔ لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 شہسپ کے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 سامری ناؤ لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 بیکروں شہسپان جہاں کی مشرق و مغرب  
 زمین کی شہسپان میں یہ کچھ لے لے لے لے لے

میں چھپایا جاتا ہے۔

اسے یہ کہنا دلدار و روح افزا سبب ہے کہ جسے  
حسن پسند و نکلیں جلیق پھرک پھرک جاتی ہے  
اسے فیضی و حلیوں و ہر بہین ہی تو ایسے نہ ہو  
جسکو اپنے اندر میں پرچہ یا ترس آتا ہوا دیکھ  
وہ درو دل کو وقت جگر کا پھرک غم گوش دیکھ سنتے ہیں  
اسے عشق نہیں شک و شک ہے، اعتنائی ہے پرواہی  
کا خیر بے نیام ہے۔ جو رز و مندوں کی  
آرزوں اور نامزدوں کی امر و دل کا خون  
بڑی بے دردی ہے گھاسے بہاوتیا ہے  
اور عاشق جگر تمام تمام کر یہ پکارا سنتے  
میں سے ذوق

پہلے تیرے عشق میں ایلان پر بنی

بھری آجی کہ میری جان پر بنی

تمام کار و تہ ہے یک خوش حال خاتون اور

ایک فرشتہ فعال لڑکی ایک پتھر سی پر

میتھی ہوئی ہے یکد و سر سے ہنگ پر ایک

و جیہ خوش و متع خوش اخلاق خوش مذاق

خوش میرت خوش نصبت۔ شریف نسب

جان بیجا ہوا حق سے متعلقہ کہ ماسے

مگر اس معصوم صفت ملکوت صدمت لڑکی

کے پیار ہمارے چہرے سے رنج و غم سے

انوار نظام اور مانی اسے جگر کیسا ہے اندر غم

و با بنایاں ہیں ہر ہر ایک کلمہ شالی

ہذا بات سے دل کی کشش میں متاثر ہو کر

ہے گوشت و ایک بلی جانی انگلیں رات تین بڑی

ہے مگر اسکو لڑا اندر پکار پکار کر کہہ رہا ہے

کہ کہی ہمار سی دل پر یا تہ ادا میں عالم سوز

شرار میں ہر نما کر کے چلیے غم سے دل

عالم پا کمال کرنے میں قیامت و معافی

اور فتنہ خفہ جگا کئی سہ میطر

بھی کہ عالم لطفی ہے لیکن پھر بھی فتنہ ہے

یہ عالم اور آفت و ہای کا جہم جہم ہر گاہ

و لہذا اگر آپ ایک من پسند شیخی اس صوفی

کو دیکھو۔ تو آپ کو حاف معلوم ہو جائیگا

کہ ان اندر از غم نہ کر شدہ شومخی ادا۔

ہیا۔ اس نا طورہ و فریب دو شیرہ

چاند زیمب سے چاند و بھرے من پر اپنی

جایوں نثار کر رہے ہیں۔ کہ گھونٹ گھونٹ

اس دل پر یا من کو (قدتا) و لڑائی سے

میدور کر دیکھا ہے۔ مگر حبیب کئی جانبار

و لہذا وہ سر کیف و قیاب ہو کر اس دست

ہوس و از کرے تو پھر دیکھئے کہ یہ پیاری

پیاری مصورت کیسی قیامت افزائی

کرتی ہوئی ہو یک نئی بڑی پر سی پیکر و لہن

کی طرح جہم جہم کرتی ہوئی گھونٹ گھونٹ

سے باہر نکل آتی ہے جیسا جگرہ آپ کے دلوں

کے ساتھ ہی سلوک کر دیکھا جو جلیوہ و لہن

و لہذا اس سے سے سے سے کیا تھا کہ

و لہذا اس سے سے سے سے کیا تھا کہ

و لہذا اس سے سے سے سے کیا تھا کہ

خود شاہ شریا جاہ کے در وقت پر حاضر ہو کر شاہ  
تیدان چلے کی تہ تیسی صاحب کر میں اور وہ کہیں کہ  
شاہ عرس پا گیا کہ کالیا ادا ہے کہ اپنی طرف سے  
اس عالم میں کوئی حرف زبان پر نہ آئے  
پائے میرے خیال میں تو وہ عدل و انصاف  
ہو گیا کسی آپ کو محروم وہاں سے پھر سنے دیکھا  
بلکہ عجیب نہیں کہ وہ عدل و بار دل علاوہ  
آپ کے محروم عزیز و بھائی کی ملکیت کے  
کے جا کر مصلوب بھی آپ کو بدر کر کے  
ہلاک ہو گویا حقیقت ہی کیا ہے اور  
جائید کی بات ہی کیا ہے۔

اعجاز نبی۔ بیشک مجھے ہی اس غیور  
شہنشاہ سے ایسی ہی امید ہے۔ بلکہ  
اس سے بھی زیادہ

فرخندہ۔ آپ ہم لوگوں کو شش شروع  
کر دیتے۔ اور شاہ سکندر جاہ کے در وقت  
پر حاضر ہوئی فکر کیجئے۔ دیکھئے تو پردہ  
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے امید تو خدا  
کی ذات سے بہت بچے کیونکہ وہ خود  
ہندوستان کا سبب ہے کسی کی محنت و کوشش  
کو کوشش اور کوئی نہ کوئی سبب پیدا  
کر ہی دیتا ہے۔ کیا آپ نے سنا نہیں

خود فرخندہ۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ  
فرخندہ کے لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ

حیض و عا۔ سکر تداروں ایک ہے  
یوں میرا عجیب بھی ہو رہیوں کیا ہے  
ناظرین نگاہ میں آپ تو خود ہی تار کے پونے  
کہ یہ فرشتہ خصال نازنین ناوہ بیگم ہے۔ اور  
وہ خوش حال تاقون فرزند بیگم کی والدہ محترمہ  
اور خوش و خوش عقیق محیق مرزا۔ اعجاز نبی  
اسکا درمتروم ہے ان میں سے تینوں ان تینوں  
پیشوں ان تینوں میں تین صورتوں سے غم  
الم کی ایک ہی حالت ہو رہی ہے اور یہ انصاف  
نہایت اس وقت باطل تصور رہنے لگتا  
و صامت۔ سمجھتے ہیں کسی کو لب کو  
بھی حرکت نہیں۔ آخر انکی اس وسوسہ  
کے غنچہ کو اعجاز نبی کی تسخیر کلامی  
کی بیاری لے یوں شکستہ کیا۔

اعجاز نبی۔ دہلی غور و بلی سے کیوں جی  
سر مرزا نبی نے جو گروہ۔ دلی۔ فتح پور بکری  
میں ملان بنوے ہیں۔ نہیں معلوم ان کا  
کیا انتظام و اہتمام کیا گیا اور آپ وہ کس  
جگہات میں۔ شاہ عالم پناہ نے بھی مجھے  
یاد دے فرمایا۔ اور میں خود تحریر کرنا نہیں چاہتا  
کیونکہ مجھے غم آیا کہ سنے سے روک رہی  
ہمہ جیران اور ششدر ہو رہا ہوں۔ کہ کیا کروں  
کیا نہ کروں کیا نہیں اور شہی چوتھوں اور  
جو خود ہر جاؤں تمہارا کیا کر رہا ہے۔

فرخندہ۔ مجھے میری رائے یہ ہے کہ آپ

جان (جہاں کچھ آبدیدہ سی ہو کر) کی جگہ  
جائگہ منسوب جائداد و محنت فرماوی۔  
تو کیا ہو گا اور سب سے ہمیشہ کیلئے جدا ہونا  
پڑے گا۔ اور اپنے پیارے وطن کو خراب  
کہنا پڑے گا اور یہ مکان اور یہ احاطہ اور  
یہ گنار سب کے سب بدیں رہ جائیں گی  
اور ہمیں پائے تخت کی بود و باش پر مبر ہونا  
پڑے گا۔

اعجاز بیٹی! اے بیٹی! اگر شاہ علاء الدین کے  
الحاف خسرو تو سب سے ہمیں اپنے سایہ  
عاجلت میں لینا پسند کیا تو یہ تو ہونا ہی  
ہے۔ کہ یہ سب تمام حق بہت بڑا ہے  
اور ہمیں اس عظمت کی سکونت اختیار  
کرنا پڑے گی۔

فرزندہ حکیم! اے بیٹی! اس دنیا کا یہی عالم  
ہے۔ کہ یہاں سے کوچ ہوتا ہے۔  
وہاں مقام ہوتا ہے۔ وہ مکان کا نشان  
رہتا ہے۔ وہ مکین کا مکان رہتا ہے۔  
یہ چار ہی سراسر غلطی ہے۔ اور سزا پانا  
منجی ہے۔ کہ جو اس چند روزہ زندگی  
میں خدائی گرتے پڑتے ہیں۔ پانچ پانچ  
ہوئے کوئی دن اور بدیتے ہیں تو اپنے تمام  
کار و بار اس بد روزگار جس نے میں  
بند کیا سینہ۔ وہ پھر وہ دنیا اور وہی زندگی  
وہی غلامی اور وہی غلامی۔

جان! یہ پر فعا نکش و روح افزا بیچ پر خوش رہو  
کی کہانی ہوئی ہے۔ بیچ و بیچ پیاری پیاری ہندوں  
کا دل لگتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نظارہ زمین و آسمان کی ہمار  
یہ مورتیاں رنگری کی خوشگوار سی یہ نظر ہی لیں  
کی نظر باری یہ خیر نصرت و دلفریب روشیں  
یہ گلوں کی دلفریب قطا ہیں یہ دل پسند  
منہانے وائے نہاں مرغانات چمن کی

دلکش بول چال یہ قمریوں کی کو کو یہ  
فاقتاؤں کی حق سرکہ یہ سرو مشاد کے  
بوسے ہی قیامت یہ ہندوں کی روئی  
فرحت اور آہ کیا یہ نار رفیق بیمار کے  
ساحل و دخت بھی جیسے سرخ سرخ  
عزیز تنیق بھول اور دلہا کلیاں جو

میری بھول کی طرح رشک گل ہو رہی  
میں۔ اور جن کے گل لعل موتی کیسے  
وہ میرے ہندو کے لعلوں کی  
طرح جھلک رہے ہیں۔ سب سے سبب  
مجھ سے انکھیں چپا کر میں رہ جائیں گے  
بے ہوش ہو جائیں گے تو انارکلی کے پھولوں  
خصوصاً اس کی دلگیر کلیوں سے  
ایک خاص دلچسپی ہی نہیں بلکہ  
ولی انس بھی ہے اسے میری جان و دل  
انارکلی میری دلچسپی ہے۔





جہاں کے معدول اور کیفیوں کو خیر باد کہہ کر اسی  
 کی طرح و غرض کہ تنگ پہنچ جائے تو تیرے  
 یہ کہنا تھا کہ ہمارا بھی کولن میرزا اور انگوٹوں  
 میں، سنو ڈیڈ ہائے یہ رقت انیز و دیگر منظر  
 دیکھ کر ان دونوں ہاں پٹنی کا دل بھی بند کر گیا اور  
 حسیطہ نہ ہو سکا۔ ان خبر تو کئی ہفتے سے چھوٹ  
 دل غمناک دھڑک چاک ہو گیا۔ پہلو میں نشین  
 کلیمہ میں درد و اقلہ آنکھیں جوئے حزن  
 ہوئیں پھر کیا تھا۔ گھر میں کمرام پڑ گیا۔  
 وہ سینہ کو پی ہوئی کہ زمین و آسمان کی  
 گئے۔ آخر ہمارا دینی بھی اپنے بھائی کی عمارت  
 مہاجرت اور بیوہ رقت کی موت سے  
 بے اختیار ہو کر عورتوں کی طرح ڈارہیں  
 مارا کر اور سسکیاں لے لے کر رہے  
 پیچھے چھوڑے اور چھوٹی ہنسی لگا۔ یہ  
 درد انگریز مشر خضر نگارہ کوئی دس ہی شٹ  
 رہ ہو سکا۔ کہ اتنے میں ایک اور غرور  
 جیسی وضع قطع ذیل خوں۔ تراش خراش  
 پوشش و لباس جبار ہی تھی۔ کہ ہونہ ہو  
 یہ سسی متوسط خاندان کی عفت آباد ہے  
 ہوا سی احاطہ میں رہتی ہے۔ اس وقت  
 ماتم ہر مہی کیلئے آئی۔ گوا تنگ شہر کے  
 اکثر مشر زہا جہان و خاتون تقریباً گریں  
 مگر چونکہ ابھی تیسرا دس ساختہ ہوئی  
 اس فرما سے پر سادہ سینے والوں کا

ناما نگار تھا۔ اسلئے اس عورت بیچاری کو تار  
 پاؤں و تنگ یہاں آئے اور اتنے غم دالم میں شریک  
 ہو گیا موقوف ہی نہ تھا اتفاقاً کسی بی بی دلسوزی  
 اور مہربانی منظر تھی۔ اب چونکہ تمام ہو جانے  
 سے کوئی بھیج کر تھکتی تھی اور اعجاز بھی  
 اپنے مردانے مکان میں بدھیت کر چکا تھا اسلئے  
 اسے یہاں آنے اور ان غم نشینوں کی دگر بیاں کرنا  
 ہفتہ آگیا۔ یہ یہاں آنے کو تو آئی لیکن اس کی  
 نرم دلی و رقتیں، قلبی نے یہاں کا  
 درد انگریز قباحت پیر سا خمر نے سامنے  
 اتے ہی اسکی آنکھیں پریم رنگ فتن  
 جگر فتن کر دیا۔ یہ بیچاری کسی اور کی مہربانی  
 کیلئے حوزہ ہمیں جبے قرار ہو کر انہیں  
 صاف ماتم پر بیٹھنے والوں میں مل گئیں  
 رہتے رہتے اس غریب کی آنکھیں اور  
 خون ہو گئیں۔ جب خوب دل کے بھانپنا  
 نکل چکے اور کچھ داس کا ہوئی تو اس نے  
 استقلال سے کاھلیا۔ اور اپنے آسنو  
 پونچھ کر ان مال بینی سے تسلی دیکھیں  
 امیر بابت۔ شہر دے گئیں۔ اور ان کے دل  
 سے مدد جہاں لگا کو چھوٹا بچا۔ مگر انہیں  
 ایسا طیف و عقیف مدد تو پہنچا ہی  
 نہ تھا۔ جو زینت بگیم مر اس آئینہ عقیفہ  
 وہاں ہے یہ کہ عیالے بھول جاتا۔ پھر کیف  
 یہ بیچاری اس طرح ان کا دل بھلائے

اور انکا غم غلط کرتے لگی۔

تر میت پر یکم۔ فرشتہ خاتم کو علیحدہ لیا کر

بھلا اب اس روئے چیتے یا گریہ رکھ سے کیا دلی

آپ تو آپ مگر نادہ کی طرف اشارہ کر کے اس

خسوسہ کوئی کا دل تو نہ دھلائے۔ خدا نخواستہ اگر کھانا

نمنا سا کلیجہ دل گیا تو پھر قیامت ہی بھلا دیکھا

خدا کیلئے اس ہی کی جان کی تو نہ نہ ہو چکا اور اپنے

ہاتھ تو اسے بھان نہ دیکھیے۔

ہاں اگر آپ کے اس شور و شین یا ماتم دارم سے

بہرہ آئیے یا دلیں انکی ابد و ہم ہی ہو جاتی تو میں

نکوڑی سی کبھی آپ کو نہ روکتی۔ بلکہ جہاں تک

ہو سکتا آدیا کا مافوق دیتی۔ خطا معاف

آتا۔ پھر آپ ہی مزائیں

کہ آپ لی یہ سلیز کوئی و عکس کا وہی جا ہے یا

بے جا۔ میرے نزدیک تو محسن بے سود

ہے۔ آپ یہ بھی مد نظر رکھیں کہ اگر گریہ و

دکھ اس کا کوئی نتیجہ ہوا تو یہ کاروں سراپا

دنیا ہمیشہ کیلئے ماتم سرا ہو جاتے۔ اور

لوگ اپنے اپنے حمزہ یوں اور پیار و شکمے

لے آسمان سرا پر اٹھا لیتے اور بین دکھا

سے محشر پر آ کر دیتے چنانچہ میں بھی

اپنے دور نظر تحت جگر کیلئے معاری

عمر و کس میں رہتی اور یہ گریہ و زاری

کرتی کہ ملک پندک کی سمجھ جاتی دہلتی جی

مگر یہ بالکل یہ نتیجہ نظر آیا آخر شک صبر

چھاتی پر رکھنا ہی ہا۔

خدا را آپ بھی صبر و شکر کیجئے نادہ کی

طرف دیکھیے اور اس کے حال را پر رحم خدا نخواستہ

اگر کہہ کر سکا نہ فاسدول ہم کیا تو پھر پیتے کے

دینے پر جائینگے۔ اور اس وقت کر کے دہرتے

کچھ بھی نہ بن کر گیا۔ اور تاسف کہ نا پڑے سکا

میں پھر آپ سے ہستی ہوں کہ اس ماتم و کھرا

کا کوئی نتیجہ نہیں مرنا والا آپ کو اب قیامت

کے ملک نہیں مل سکتا ہے آپ رو رو کر خون بہا

کیا اپنے غری کا یہ سچا صبر نہیں جاتی

غری اگر گریہ میسر شود وصال

صد سال بیتوں یہ تنہا گزرتیں

یکم صاحب فرشتہ یکم اس احاطہ میں

اسی لقب سے بکاری جاتی و قتل

اگر دوتے پیتے بال کہو لٹے چوڑیاں

چور کرنے حقہ معتدی کرنے سے دوہری

بڑے سا گیا۔ کو خیر باد کہنے سے مرے

واسکے واپس آئیے یا ایس جب ایسا

ہیں اور میں جو صبر و وفا سے مرنا ہوں

کے دل حواری کیسے لیتے ہیں یا اگر

متدی قیامت ہے۔ اس کی ہر ہر ادا اسے

والے وہ بھی دلی کر عمت۔ یا اگر

اس کی کسی کو میرے دا سٹے بیٹی

پیتے یا اگر دوسرے کے رشتہ دار و رشتہ

دل سر نہیں دیان رشتہ

پائیز کشش مہوئی کہ عالم فانی کو خیر و شر دیکھنے کے  
 دور بھی اس سے بھلا ہوئے اور وہ بھی انکا  
 دل دیکھا تو میں اپنے سر میں کہہ جا سکے  
 ہو کہ کر دیکھ کر ہمدردی اور ہمدردیوں کی  
 کہیں دیکھ کر ہی آواز دے رہی ہے جیتی خود اسے  
 ہے... سو کر ہی اونی نفس کو وہ دور اندہاں سا  
 دیکھتا ہے پھر تالہ جن کی بیان کر رہے  
 جلیہ مہ کو آتا ہے ۔ اور جگر شوق ہو جاتا  
 ہے ۔ مے یہ دے دے رو آگے تو توبہ ہو  
 قیامت تک دنیا دلوں کو سوزن لائے گا  
 اور خوش رہے کہ یہ میں تک لائے گا  
 پیغمبر اللہ حسب باعد شام ہے کہ اگر مرے  
 والوں کو وید و اید ہوگے نشینوں  
 کو ایک شمع بھی امید ہوئی تو جیسا میں  
 پہلے کہا ہے ۔ میں اپنے پیارے شعور  
 آنکھوں کے تار سے شعور یا تخت جگر منور  
 لا رہا نظر منور آہم جان منور رہے  
 وہاں منور سے لئے وہ گہرہ دیکھا کرتی  
 کہ اللہ کی مہناہ ۔ فلک کے شکر  
 جیسا شعور کی بھوتی دہل جاتی ۔  
 منور یا منور : اے ۔ آہ منور  
 منور سکا کلمہ نکلتے ہی اسکی حالت  
 بڑھتی ۔ زبان بند اور اس کی آغوش  
 لال ہو گئیں ۔  
 کیا آہ سرد دھنچ کر رہی  
 سے زمین پر گر پڑی مگر سدا پہلے کو سچا لکڑ  
 انکھ بھی اونیٹہ کی مہی مہی اور پاری  
 ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا  
 اسکی انکھ اسکی خط وخال اسکی لہو و حرکات  
 و سکنات اسکا ایک ایک اسکی آنکھ کے سامنے  
 پھرتے تھے اور پھر حالات وہی حالت وہی  
 یہ لالہ لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا  
 دے نہیں معلوم اسکا حال اسکی قیامت  
 ہو پا کر لالہ اور کسی انت ٹوٹا و تیل  
 فرقت و حکیم ۔ وہ زمینت خیر تو ہے  
 تم تو نہیں دلاسا دینے آئی عینت یہ کیا  
 بی زمینت دیکھا ہوا دل ایسا ہی ہوتا ہے  
 زمینت ۔ ماں کی ماتنا سیکر کہتے ہیں  
 بچا یہ کجست کیونکر خبر کرے کہ میں  
 گورہ کی کھڑکی تو کہیں کی نہ رہی ۔  
 فرختہ حکیم بی زمینت جب سچو یہ حال ہے  
 آغندیب ملے کریں آہ و زاریاں  
 توئے گل پکانا میں پھولوں آہل  
 چو کہ مرزا بھیاز بی بھی بی زمینت کسی بے  
 خودی و خود فراموشی کی کیفیت شکر دیوان  
 خانہ سے گھر کر یہاں آئے ۔ یہ شکران  
 سے پر تھے آئینہ میں مطلق نہ دیکھا گیا  
 آخر وہ پیار سے چائے نیکیں دل پہلو  
 میں دباے پھر دیوانہ میں جا بیٹھے  
 جس مکان سے بالکل ملے ہوا اور لکھی تھا

<p>ایسی وہاں گئے کچھ لمحے کے ہر کائے وہ سے دھن خوشی تو ہوئی۔ کیونکہ حق بحق رسید گماں مملو تھا          بے شک کیا۔ اور نہ انتادہ سے وہ فرمان پیش          کیا جس کا مصون یہ تھا۔</p>	<p>مرزا علی بنی صاحب          حضور ہندگان علی سقانی کی بارگاہ قدس پناہ سے</p>
<p>کو جس کے لئے وہ بہت ہی خوب بھرا ہوا تھا          (تھا) بطور انعام کے دیکھو۔ و خوش خوش          رہا اس کے چلتا ہوا۔ آپ نے زندگانی راہ لی مگر          یہاں بھی وہی جاکہ نظر میں رہتا ہے کی شہوت          سے بھر کر یہ دیوانہ خانہ کو تیل لگے گئے تھے۔</p>	<p>خاص جلیس بالاختصاص کی جلیس القدر کسی تقویٰ          ہوئی تہیت ہیبت ناموس و شام ستائے</p>
<p>مرزا صاحب نے آسمان ہی اسی عالم میں فرمان          شاہی کا مصون سب کو سنایا۔          اب یہ بیچارے عجیب کش اور لجن          میں پڑے نہ جانے نفاق سے پاسے مانگ          دل بار بار بھی روتا ہوا تھا کہ اسے          بھائی مرحوم ہی کے دم قدم سے زندگانی کا          گھر کی رونق اندر باہر چیل پہل تھی۔          اب میری فرحت کا شمع میری مسرت کا شکر فہ بھی</p>	<p>شہادہ عرس پائیکان کو آپ کے سریت بھائی          مرزا شرف زادی کی جہان مرگی پر سمت          امنوس لا انتہا ہاں ہوا چو نہ مملات          قضا قدر ہیں۔ کسی کو چارہ نہیں، بیٹے          وہ جو بھی حیدر و شکر فرماتے ہیں۔ اور          براہ ہمدردی آپ کو بھی اس کی نمائش          ہوتی ہے۔</p>
<p>کمال کی کھل ہو نہاد ہی دولت و شہرت لیکر          کیا کرونگا۔ مگر ایک طرف فرمان شاہی کا          دیدار دوسری طرف ناقہ بنی کا و عذرہ۔ دوران          روح ہوا تھا کہ کہیں شاہی عدل انکس          شاہی قباب کا مقرب بھٹہ راسے آتے          نہ تہرا خرابی بھولی کی صلاح و شہرت          سے یہ بات قرار پائی کہ ہر چہ یاد باد          صیصال سے نہ اتنا ہوا ہی آج اور قیام فرما          ممکن ہے</p>	<p>اور          آپ صبح بھر دم معدل و عیال فرج خصل          دار الا تملک کیر آباد و ہمالیوں بینا و شریف          لے جائیں۔ تاسٹاہ و می القدر          رشک چہرہ آپ کی کرسی نشینی کی          رسم قدیم کے موافق اپنے حضور میں          خراوین۔ اور آپ کو مستبب مصاحبیت          کا خاص اپنے دست مبارک سے پہنچا          زیادہ نیاز۔ یہ فرمان پڑھ کر مرزا صاحب کر</p>

# چوتھا باب

حق بہ حق دار رسید

سکھاکو شہد و مقاب نہ آسمان رسید  
کہ سادہ پرورش افتاد چوں از سلطان

صبح گئے سات بجے ہو گئے آسمان کسی

کی عین عین کی طرح اس کے گھر گھر  
سے نکل آ یا ہے۔ اور مطلع کسی کی رو

الوار کی طرح مطلع اور سورما ہے کیونکہ

اس کے گھر ہی وہ پہلے اکر آباد فرخ

بتیاد کے تمام گلی کو چپے میں بارش کے

سبب اس بنات و فراط سے پانی

یہ راتھا سکہ کو باغ و تھار لہریں لے راتھا

یا طرناں طرح پھر دنیا کی تر حمد و تاج

یا غار گہری کا بیڑا اٹھا کر پہنچا قروانی بی

جیسے ویکھد کچھ کہ اپنے پرنر میں کہہ

ہجے کہ نہ دیا ہے نہیں میاں دیدہ

اتکبار کے پرنا ہے میں۔ بارش کی

حقیقت ہی کیا۔ یہ نہیں کہ بول باہ

ہیں۔ خدا کیلئے سے

حضرت قاضی سے کہہ دو کہ منجھال کے نشی

آج طوفان کی خبر دیدہ شدہ جیتہ

خبر نازک خون بہا ہے پاکھی گلی اندام

نے اپنے خدائی پاؤں دھوئے ہیں

گو آخر نرم سے شربت نہیں پر باد

نارنگی

۳۰

سب کے حصول کے کسی کے اولس جہا قرار

ایک لکھا ہے اس نے تھائیں کے پردہ

اس میں چھپا رکھا مو۔ اپنی پانی اور اسے کبھی

کبھی ان کر دیتے ہیں تو قاتان جنگ کو وہ جلوہ دہر

سچا تھا جو حضرت موسیٰ کو طور میں پر نظر آیا

چو لڑائے ہائے اجنے شاق کے طر من

صبر و سکین کے بہر نکسے میں ذرا

بھی تامل نہیں۔ جی کہ ہمارے انداز کی

موظف۔ حضرت احسان شاہ چمان

پوری کراتے میں سے

جلو نا دیکھا ناظر من عالم کو بھونکنا

یہ آب و تاب برق نگاہی میں لگتی

چونکہ آسمان اس وقت یا کل نکلا

ہے۔ اور قدرت کے چہرہ کا رے گزور

غبار دیکھا کہ وہ دھف پیدا کر دیا ہے جبکہ

جس کا مزہ دیکھنے والوں ہی کے دل

نے پوچھنا چاہیئے

دربار اکبری اس وقت گرم ہے اکبری

نورتن و دیگر را کہن پر فن موشا عالم آباد

آئینہ تزل میں رونق افروز ہیں۔ ملا باو الحسن

(دو پہاڑ) کی یاد سب کے دلوں میں چھلکی

سکے ہی سے ہر جزو غنیمت جہد کی گور تری

پر معرور ہو کر ان حضرات سے جہد ہو

تیاہ پڑا ہوا ملا ہر دھج کی غار غنیمت بتی

تجربہ فنی۔ صاحبہ المیرا کو کر کے ہو جاتا

بے چین ہوتی ہیں اور اسی بیانی کے عالم میں غور سے نہ تامل نہ حیل نہ تامل میرے  
 ملک میں کے لئے پروانہ روانہ ہوئے ہیں مگر اس سے ابرو فضل اور فیض نے اکمل تفسیر کی  
 میں کہ میرا شہد کے کانون تک جوں تک نہیں حقیقت ہی کیا ہے اور انکی کیا قسم اور قوت  
 رنگینی آنا اور صاف و بار بار ہوا پرستہ۔ آخر تباہ ہوا کیلئے میرے ملکہ و کمال مجھ سے اس سے ابرو فضل  
 و مجاہد سے تنگ اگر یہ تحریر و رات قربانی۔ اور فیضی کو اپنی بے نیسی پر نامہ ہونا  
 اپنی خردمانی و عالیہ پر تحریر و رات قربانی۔ پڑھا۔ اور دیاے خجرات میں ڈوب  
 اللہ اب غرض راجی بھی اختیار کر لی۔ اللہ اکبر کا کرتا چاہیے بعد سب۔ د سے فیضی  
 سیکڑوں فرماں جایش اور آپ سالن کٹ لایاں سے دور سکت ہے۔ اں دین اسلام  
 کہیں گھاس آئیں کھٹکتے یا ابرو فضل اور فیضی کی تہن یا استراہتی انکی و کھٹکتا  
 چوٹیں گھٹکتے مجھے تو آپ سے یہ امید تھی اور آپ کا لون مستناہ گزرتا۔ مگر  
 جلد صاف و بار بار ہو جیئے۔ ورنہ آپ کا پورا نا گوار نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کے  
 تو براہ صاف ہے۔ سنے یا دینے کی مجھ میں کیا کسی مسلمان میں  
 ملا بہ پارہ جم جاہ اور اس کے تاب ہو سکتی ہے۔ جیت تک فندی کو یہ  
 اور کہیں ضرور گناہ کے مذہبی خیالات یقین نہ دلا یا جاوے کہ گناہ کہ حضور پرست  
 سے سمجھتا تھا۔ حال حاضر و بار بار ہوئے سے سمجھا عالمی سے تو یہ سہری۔ اور فیضی و فیضی بھی  
 چھڑا تھا۔ کیونکہ ہمارا فہمی اور اسلام و بار بار کہ طیب پڑھ کر صدق دل سے  
 پر رتبول اسی کے ٹہر سگمک مشہی اور مسلمان ہوئے اس وقت تک یہ دعا اگر  
 جیتی جیت سہا کر تھی۔ اب یہاں حاضر و بار بار سے مندرجہ سمجھا  
 مہما سے زندہ دل ملا کو شاہ کجکلاہ جائے مگر فندی بندگان حضور کو اتنی  
 کے مذکورہ صدر فقر سے کہاں چین تک کھٹ اور دینا چاہتا ہوں کہ بندگان  
 لینے دیتے تھے۔ ان فقروں کے پڑھنے حضور للہ فیض بیان بھی دلتو یا اللہ محمد  
 خرم خرافت میں نگہ لگائی آپ کے خدائے صلی علیہ وسلم کی طرح قرآن نازل ہوا ہے  
 ورنہ آپ نے ان کی کو فتن جو اس سے دیکھ لیا۔ بندگان عالمی پر راجی ہو  
 حضور پرستگان عالمی پر راجی ہو کہ مجھے شرف حضور ہی حاصل کر رہے ہیں

دہیٹے سمجھا دیا۔ اب اپنی مائیں اور اپنے عقیدے  
و دوسرے سے صاحب۔

یہ وہ دوسرا تو میرٹ کر کے ملکہ تظمین و در شہ  
طبیہ کو جہا ہے۔ وہاں بیٹھا ہوا ہندو کا لڑکا ہے

جہاں وہاں کرو عادی کرے گا۔ ہاں نیت  
یہ تو بھی ہے۔ تو مجھ ہی ہے۔

پھر میں نے اگر خدا یا۔  
والا یا اسلام شتم الکلام

ملفوظات، در سکا و خاکستان زمین  
دیوان حسن معنی عتبه -

دربار میں ملا کا تذکرہ ہی ہو رہا تھا۔  
ایک حسن اتفاق سے اس وقت ملا کا مندرجہ

باب اول فی شرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
نہایت جہاد کہ پیر می خند و پشیمانی ترس

چلے جانے کا سخت ملال اور غلامی چٹکلا

۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲

مگر ہاکی تحریر فصاحت چمیزد گفت

Handwritten text in Urdu script, likely a signature or a note, located at the bottom of the page.

*[Faint handwritten notes at the bottom of the page]*

1. The first part of the document is a list of names and their corresponding dates. The names are: "John Doe", "Jane Smith", "Bob Johnson", "Alice Brown", "Charlie White", "David Green", "Eve Black", "Frank Gray", "Grace Pink", "Henry Blue", "Ivy Yellow", "Jack Purple", "Karen Red", "Leo Orange", "Mia Silver", "Noah Gold", "Olivia Bronze", "Peter Copper", "Quinn Iron", "Ruth Tin", "Sam Lead", "Tina Zinc", "Uma Nickel", "Victor Platinum", "Wendy Silver", "Xavier Gold", "Yara Bronze", "Zoe Copper". The dates are: "1990", "1991", "1992", "1993", "1994", "1995", "1996", "1997", "1998", "1999", "2000", "2001", "2002", "2003", "2004", "2005", "2006", "2007", "2008", "2009", "2010", "2011", "2012", "2013", "2014", "2015", "2016", "2017", "2018", "2019", "2020", "2021", "2022", "2023", "2024", "2025", "2026", "2027", "2028", "2029", "2030", "2031", "2032", "2033", "2034", "2035", "2036", "2037", "2038", "2039", "2040", "2041", "2042", "2043", "2044", "2045", "2046", "2047", "2048", "2049", "2050", "2051", "2052", "2053", "2054", "2055", "2056", "2057", "2058", "2059", "2060", "2061", "2062", "2063", "2064", "2065", "2066", "2067", "2068", "2069", "2070", "2071", "2072", "2073", "2074", "2075", "2076", "2077", "2078", "2079", "2080", "2081", "2082", "2083", "2084", "2085", "2086", "2087", "2088", "2089", "2090", "2091", "2092", "2093", "2094", "2095", "2096", "2097", "2098", "2099", "2100", "2101", "2102", "2103", "2104", "2105", "2106", "2107", "2108", "2109", "2110", "2111", "2112", "2113", "2114", "2115", "2116", "2117", "2118", "2119", "2120", "2121", "2122", "2123", "2124", "2125", "2126", "2127", "2128", "2129", "2130", "2131", "2132", "2133", "2134", "2135", "2136", "2137", "2138", "2139", "2140", "2141", "2142", "2143", "2144", "2145", "2146", "2147", "2148", "2149", "2150", "2151", "2152", "2153", "2154", "2155", "2156", "2157", "2158", "2159", "2160", "2161", "2162", "2163", "2164", "2165", "2166", "2167", "2168", "2169", "2170", "2171", "2172", "2173", "2174", "2175", "2176", "2177", "2178", "2179", "2180", "2181", "2182", "2183", "2184", "2185", "2186", "2187", "2188", "2189", "2190", "2191", "2192", "2193", "2194", "2195", "2196", "2197", "2198", "2199", "2200", "2201", "2202", "2203", "2204", "2205", "2206", "2207", "2208", "2209", "2210", "2211", "2212", "2213", "2214", "2215", "2216", "2217", "2218", "2219", "2220", "2221", "2222", "2223", "2224", "2225", "2226", "2227", "2228", "2229", "2230", "2231", "2232", "2233", "2234", "2235", "2236", "2237", "2238", "2239", "2240", "2241", "2242", "2243", "2244", "2245", "2246", "2247", "2248", "2249", "2250", "2251", "2252", "2253", "2254", "2255", "2256", "2257", "2258", "2259", "2260", "2261", "2262", "2263", "2264", "2265", "2266", "2267", "2268", "2269", "2270", "2271", "2272", "2273", "2274", "2275", "2276", "2277", "2278", "2279", "2280", "2281", "2282", "2283", "2284", "2285", "2286", "2287", "2288", "2289", "2290", "2291", "2292", "2293", "2294", "2295", "2296", "2297", "2298", "2299", "2300", "2301", "2302", "2303", "2304", "2305", "2306", "2307", "2308", "2309", "2310", "2311", "2312", "2313", "2314", "2315", "2316", "2317", "2318", "2319", "2320", "2321", "2322", "2323", "2324", "2325", "2326", "2327", "2328", "2329", "2330", "2331", "2332", "2333", "2334", "2335", "2336", "2337", "2338", "2339", "2340", "2341", "2342", "2343", "2344", "2345", "2346", "2347", "2348", "2349", "2350", "2351", "2352", "2353", "2354", "2355", "2356", "2357", "2358", "2359", "2360", "2361", "2362", "2363", "2364", "2365", "2366", "2367", "2368", "2369", "2370", "2371", "2372", "2373", "2374", "2375", "2376", "2377", "2378", "2379", "2380", "2381", "2382", "2383", "2384", "2385", "2386", "2387", "2388", "2389", "2390", "2391", "2392", "2393", "2394", "2395", "2396", "2397", "2398", "2399", "2400", "2401", "2402", "2403", "2404", "2405", "2406", "2407", "2408", "2409", "2410", "2411", "2412", "2413", "2414", "2415", "2416", "2417", "2418", "2419", "2420", "2421", "2422", "2423", "2424", "2425", "2426", "2427", "2428", "2429", "2430", "2431", "2432", "2433", "2434", "2435", "2436", "2437", "2438", "2439", "2440", "2441", "2442", "2443", "2444", "2445", "2446", "2447", "2448", "2449", "2450", "2451", "2452", "2453", "2454", "2455", "2456", "2457", "2458", "2459", "2460", "2461", "2462", "2463", "2464", "2465", "2466", "2467", "2468", "2469", "2470", "2471", "2472", "2473", "2474", "2475", "2476", "2477", "2478", "2479", "2480", "2481", "2482", "2483", "2484", "2485", "2486", "2487", "2488", "2489", "2490", "2491", "2492", "2493", "2494", "2495", "2496", "2497", "2498", "2499", "2500", "2501", "2502", "2503", "2504", "2505", "2506", "2507", "2508", "2509", "2510", "2511", "2512", "2513", "2514", "2515", "2516", "2517", "2518", "2519", "2520", "2521", "2522", "2523", "2524", "2525", "2526", "2527", "2528", "2529", "2530", "2531", "2532", "2533", "2534", "2535", "2536", "2537", "2538", "2539", "2540", "2541", "2542", "2543", "2544", "2545", "2546", "2547", "2548", "2549", "2550", "2551", "2552", "2553", "2554", "2555", "2556", "2557", "2558", "2559", "2560", "2561", "2562", "2563", "2564", "2565", "2566", "2567", "2568", "2569", "2570", "2571", "2572", "2573", "2574", "2575", "2576", "2577", "2578", "2579", "2580", "2581", "2582", "2583", "2584", "2585", "2586", "2587", "2588", "2589", "2590", "2591", "2592", "2593", "2594", "2595", "2596", "2597", "2598", "2599", "2600", "2601", "2602", "2603", "2604", "2605", "2606", "2607", "2608", "2609", "2610", "2611", "2612", "2613", "2614", "2615", "2616", "2617", "2618", "2619", "2620", "2621", "2622", "2623", "2624", "2625", "2626", "2627", "2628", "2629", "2630", "2631", "2632", "2633", "2634", "2635", "2636", "2637", "2638", "2639", "2640", "2641", "2642", "2643", "2644", "2645", "26

متل ہوئے جو کد عری نے اٹھائے یا  
بند کان حصو کو اس صبر سے بھی کچھ حصہ ملے

یو پیغمبر خدا صلعم کو ملا صاحب یہ کوئی بات  
بندگان حضور میں نہیں تو کس خدا مالدی کو

اپنا مذہب سب علیحدہ عیادتوں کی جگہ پر چھوڑ دیا ہے  
ہیں۔ اور اسے خود واپس لے لیا ہے

مذہب کو خیر باد کہہ کر وریا بد فرماتے  
ہیں۔ خادم حضرت کی انہیں بے جا قہر تھو

سے یہ شک خوار قدیم دیوار والا میں  
حاضر مہلت سے ہر اکساں رتبہ کی طرح

میری کمینہ دو دوا گنت نرعی

وَلَكِنْ هِيَ اِسْ فَقْرَةٍ بِرُتُوْدِيَا  
مِنْ بَرَاتِ مَقْرُورَةٍ بِرُتُوْدِيَا

میرا پیار ہے میری زندگی ہے میری عزت ہے میری شہادت ہے

میرے فکری خیالات میری اسلامی  
دش میری ہندی طرزِ لقیہ میری ریاست

چند ہونے لگے۔ دیکھ کر وہ نے کہا: "یہ بھائی جانی ہیں۔" اُسے

مازند زور سے کہتا ہے کہ میں نے اس کو نہیں دیا

وہاں سے اس کی طرف سے ایک چھوٹی سی سیڑھی

*[The page contains faint, illegible markings and bleed-through from the reverse side.]*

نارنگی بہت ہی قوتور ہوتی ہے۔ کیونکہ  
یہی دوسرے پتروں کے بلکہ چھوٹوں کا سب سے  
بلوغت کا گواہ ہے۔ اور اس کی طبیعت شگفتہ اور  
مستعد ہے۔ اور اس کی ہر شاخ پر ہر شاخ پر  
میں گندہ ہوتی ہے۔

نارنگی شواہق حاضر ہے۔  
اور اس کی ہر شاخ پر ہر شاخ پر  
ہوئی کہ اس پر بہت ہی نفیس رنگتیں  
پڑتی ہیں۔ اور اس کی ہر شاخ پر ہر شاخ پر

چھوٹے سے چھوٹے سے  
چھوٹے سے چھوٹے سے  
اور اس کی ہر شاخ پر ہر شاخ پر  
چھوٹے سے چھوٹے سے  
اور اس کی ہر شاخ پر ہر شاخ پر

پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے

پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے  
پیر سے پیر سے



کہ آپ نفل اپنے مرحوم بھائی کے، اس تاج اولیٰ سال و خندہ قال ہے۔ اب زقار یلیل نہار  
سیدہ خاتون کے خزانہ ثابت کہنے اور باید ولت اہم و روزگار کے سبب بھائی کی عزت  
کی خوشنودی مزاج کے مرعادت حاصل کرنے وں صدمہ جو کشتیو جانکاہ صدمہ محبت  
میں ہمیشہ ساعی بیکیے۔

جب شاہ فریاد نے اپنی تحریر پڑھ کر  
 تو مرعوب ہو کر کہا کہ یہ تو انسان کے  
 یہ عرف کی ہے۔

میرزا احمد صاحب دہلی علیہ الرحمہ کا اقبال و

جیلالتا بہ دور قمر و خشان و مستر

ہے یہ نیکو اور حسین کا تمام خاندان

تمایم و در پیشکش و فیض تعلیم و تربیت

ساختن و ترمیم میله جان و مال می نمود

تقریباً ۱۰۰ سال پہلے

کتاب

اسکے لئے

محمد حنفی

[illegible]

مجاہدین کا عین لشکر کا خطاب تھا صاحب  
خاتم اس کتاب حاصل کئے ہوئے آج دوسرا

سال و خندہ قالی ہے۔ اب رقتار ییل شمار

اہمیت و روزگار کے سیبِ بھالی کی موت

وہ صدمہ جو سیکو جاتا ہے وہ صدمہ ہے

اسی قدر کم و فراوانی بتایا جا ہے کہ

بھی حب بھی مرحوم بھائی کا حیل آ جاتا

ہے کہ ان کی پوری یا کچھ مال اور جہاز ہے

میں نے یہ سب کچھ دیکھا اور یہ سب کچھ سنایا۔

یہ شخص اپنے آپ کو حق و باطل میں

کامیابی میسر کند و دل خردی نباشد

الحمد للہ جس نے ہمیں یہ سب کچھ سکھایا ہے

پیشتر کا اصرار تھا ہم عاید کرنا انصاف نہیں

گردن پر سراسر چھری پھرتا ہے کیونکہ

اسی لئے افسر مشین سے لگا کر عالم ہیں

تجسس کے اپنا دامن بھینچا رکھا

۱۴۰

کائنات میں ہر چیز کے لئے ایک مقصد ہے۔

وَقَطُّ السَّائِرِ كَقَاتِلِهِمْ فِي الدُّنْيَا

سید احمد و مرثیہ کے نام نے والا سے کہنے پر یادہ

نظر آئے اور پھر بے کارخانہ کا نہایت

پاکستان میں رہنے والے ہر پاکستانی کو چاہیے

سید الہیائیں سے تعلق رکھنے والے لوگوں

کونامہ دھرم پوجا نامہ پیر کزیا نون ہندو

سب سے اعلیٰ نہیں ہے کیا ہے

رفتہ رفتہ میں الملک بھی شاہ نر یا جاہ کا اس قدر  
 مقرب و منظور نظر ہو گیا اور اس نے اپنی جاں  
 فانیوں سے شاہ سکند جہا کے دل میں اس قدر جگہ  
 کی کہ اکثر لوگ اس سے شاہ کیوں جاہ کی کو کچھ کہاں  
 تصور کرنے لگے۔ فرزندہ بیگم و نادرہ بیگم کی کدو بھی  
 شاہی عمارت میں بے درک کوں ہونے لگیں عزت  
 و محبت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی  
 اور شاہ سلیمان جاہ / لطافت حسردانہ  
 پر صحتے چلتے تھے۔ اور صریحہ دونوں  
 بیٹی بیگمات شاہی کے دلوں میں بکھتی جاتی  
 تھیں۔ خصوصاً نادرہ بیگم نے تو حرم شاہی  
 میں تو سکھ بھگایا کہ تمام بیگمات اس سے  
 و بدار کی منتظر اور اس کے ایک نظر دیکھ لینے  
 کی دل و جان سے شائق رہتی تھیں۔ بیگمات  
 گھنٹوں اسے اپنے پاس بٹھاتیں اس  
 کی پیاری پیاری باتیں سنتی۔ سنسنی۔  
 کہیں دل بہلاتی۔ اور اس کے خدا داد  
 بان پر قربان ہوتی۔ اور کیونکر نہ ہر تہ  
 بہاری پیاری نادرہ کا حسن و جمال ہی  
 اس غضب کا تھا کہ دیکھنے والے کیلئے  
 ہی تمامیت تھے۔  
 چاہے کوا کوا کہ جسے کہتے ہیں لوگ  
 اس کی ہر ہر اور ہر ہر چہ و سہے تھا ہر سہے  
 اور یہ کہتے تھے کہ۔ احسان

احسان ہر چہ کہیں سی پر خوشی سے ہم  
 پھر یہ بھی آرزو سے کہ قربان جائے  
 حسن و اتفاق سے ایک دفعہ شاہ فرید  
 کی نظر فیض اثر نادرہ بیگم پر چاڑھی دیکھنے سی دنگ  
 ہو گئے دیر تک اس کا حسن و جہت و منزل جمال انگیز  
 آنکھیں بند نہ تھیں تاکہ اسے  
 پیاری نادرہ کے طوق میں اس وقت تک نظر  
 سولہ چاند جھلک رہے تھے۔ شاہ باہر نامہ  
 قتل سید کے اہلکار ہر چہ اور چہرے پر غصہ پی  
 تھی۔ آرزو اور انگیز کیوں آئی تھی۔  
 حوصلہ اور دلوں کی جذباتی تھی۔  
 جب شاہ عالی جاہ کی نظر اس جاہ و  
 نظر پر پڑی تھی۔ اس کی ہاں بھی اس کا لطف  
 کھڑی تھی شاہ اللہ بھی کچھ بیٹی سے کہہ نہ  
 تھی۔ انکی بان کی ادائیں بھی کیسی دوست  
 دلوں کے چپکے چہرے دینے میں ذرا بھی  
 شش و پنج نہیں کرتے بلکہ اپنے فائل  
 گھات میں بٹھا مہمان کو بھی مارنے لگا ہوا  
 کو اس وقت بیٹی کے شعلہ حسن کے آگے  
 ان کا چہرہ حسن و شمار اذنا پھر بھی قابل  
 دلوں کی خرم و مسرت کہ پھر نہ کہ بیٹے ہیں  
 ہر حق و عافیت سے کہہ نہ تھا  
 شاہ کی عبادت و بجاہ سے نہایت تھکے ہوئے  
 سے ملحق ہو کر نادرہ بیگم سے مدد و نصرت  
 کہ تم کس کے گھر کی کچھ بھلائی ہو اور کہ

[illegible]

سید علی حسینی

100

تو کجایم ایضا و در این کتاب

١٢٠

مجلس

المرجل شامة ما نى حسن و درت توکین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس وقت کے وزیر اعلیٰ

سورہ فتح مجید کتاب البیاح

فصل دوم در بیان احوال و سیرت ائمه اطهار علیهم السلام

میں کیوں کہ خاضعہ و ماعلمہ بہت کم ہوتی ہیں۔

۱۰۰

— ۱۰۰ —

کتابخانه شخصی حضرت میرزا یحیی خان

کسی کام کو چاہیں ہیں۔

حسن و قضا و حکم

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ ۱۳۰۵ و قریب ۱۳۰۶

تو میں نے کہا کہ میں نے تو اسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس ششمین

اجیل بریجیس فرمان ہوئے

فہرست کے پیچیدہ علم ہمارا ہوا کہ ماہ بدولت

ایسا ہے آج کے عیسائی افسانہ کی طرح

[illegible]

اسیٹے بجائے نادر و بیگم کے شمس الدہا بیگم  
مملکت شاہی کی بیگمات پر جاری ہونا چاہیے حکم  
صادر رہے ہی، اس کے دیکھ کر زبان پر یہی آجاری  
ہو گیا مبین الملک نے بھی سنا اور دل سے پسند کیا  
اور اس کے لئے ہاتھ میں تکر تکی سے بہت ہی شاد ہو کر  
بیگمات شاہی میں اب تو اس عطیہ  
مطلوبی اور اس عواطف و جہرانی پر  
کچھ کچھ چھ بیگمیاں ہونے لگیں۔ چنانچہ  
دو بیگموں کا مکملہ ناظرین کے سامنے پیش  
کیا جاتا ہے۔  
خورشید جہاں۔ بی خدا ہی خیر کرے  
کچھ سنا ہی؟  
خجستہ زبان۔ میں نے تو آپ تک کچھ  
نہیں سنا۔ ضرورت تو ہے۔  
خورشید جہاں۔ حریت و بربریت  
کے بھروسہ ہی نہ رہ گیا۔  
خجستہ زبان۔ تم تو پہلیاں کہاتی ہو  
میں میں مطلق نہیں بوجہ سکتی۔ کچھ  
کہہ کر بھی آخر معاملہ کیا ہے  
خورشید جہاں۔ وہ کیسی نعمتی بنی جاتی  
ہیں۔ گو با کچھ جانتی ہی نہیں اس لئے  
کل میں چل پون چلی ہوئی ہے وہ نہ  
پت رہے ہیں اور آپ کان میں تیل  
جس کے بجا جیتی ہیں۔  
خجستہ زبان۔ ادھر اب میں سمجھ گئی

شمس الدہا و املاک تو نہیں کہہ ہی ہو ہو رہی ہو  
یہ معاملہ ہے  
خورشید جہاں۔ جی ان ہی معاملہ کے آپ ہے  
بہت ہی کیا میں یہ کوئی ایسا ولیا معاملہ نہیں سمجھ کر کھانا  
جی ہی مڑ رہی تھی۔  
خجستہ زبان۔ سچ کہتی ہو۔ اس تو سوا تو نہ رہا پر  
شاہ و بیگم کی بڑی گہری نظر نظر رہی تھی دیکھا  
چاہیے یہ اور کس کس کل بیگم ہے۔  
خورشید جہاں۔ بعض تو یہ ہے کہ یہ سوا دنیا  
بدن شاہ و بیگم کے منہ لگی اور سر جی ہوتی جاتی  
ہے ایک دن غرور رنگ لائے گی۔  
خجستہ زبان۔ دیکھا چاہیے یہ خدا کی ہر  
کیا تھا امت اور کس پر قہر لائے۔  
خورشید جہاں۔ گو مجھے اس کے جتنوں  
اچھے نظر نہیں آتے۔ مگر سچ پوچھو تو خاص  
ایمان کی کہیں گے ایمان ہے تو سب کچھ  
گوڑی کو خدا نے صورت ہی ایسی و قریب  
وی ہے۔ چہرہ و پیار۔ تو دور کنا رہے  
شہانہ جہاں خدا کرتے ہیں۔ تم ہی ایمان  
لگتی ہو۔ کہ کبھی ایسی پاکیزہ و دلر با صورت  
دیکھی تھی۔  
خجستہ زبان۔ یہ سب سہمی گئے بھی نہیں  
پت رہے ہیں اور آپ کان میں تیل  
اپنی ناک کشا کی جائے یا دوسرے  
حسن و خوبی پر اپنی عیش و عشرت مندا کر دی جائے

خورشید جہاں۔ یہ کون کبخت کہتی ہے کہ آپ اچھی صورت کبھی اور پھیل پڑے خدا کا جان سکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے انکس جہاں میں سے تم دیکھتی رہی ہو کہ اس مژدہی و نشا کو نثار کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ اس بلا سے بے درمان کے ذریعہ کا بندوبست ضروری بلکہ لازمی ہے

خجستہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے پٹر ہے۔ میں۔ اعلان ہو رہا ہے۔ معاویہ ہو رہی ہے یہ سب کیا میں بندگیوں کی نشانیاں میں اس کے دیکھتے ہوا ہے کیا۔

خجستہ زمان۔ مگر میں تو یہ ضرور کہوں گی کہ حبیب اپنا ہی سونا لگو تا تو پر کھاوا اکا کیا ووش۔ اگر ہمارے مدلل شاہ مژدہی اور

دیکھنے لگے۔ تو پھر میں کون پوچھے گا جب ہم ان کی آنکھوں سے گر گئے تو پھر تو اس خاک میں ل جا نیکی ہمارا اور کیا نتیجہ ہے

خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے بد قسمتی کے شرشے اور بد نعمتی سے

نکس نے میں۔ خجستہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ او

دیکھا نہ تا و جھٹ پٹ اس خندہ کو کیس پیر نام شمس الدن عمر یکم بخش دیا۔ یہ گویا محبت جتاتے اور لگاتار دیکھا لے کا پہلا زنیہ ہے۔

خورشید جہاں۔ بوا با تقویہ ہے کہ ان مژدہی کے توڑن و دھلن اس مطلق اعتبار نہیں جہاں

اچھی صورت کبھی اور پھیل پڑے خدا کا جان سکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے انکس جہاں میں سے تم دیکھتی رہی ہو کہ اس مژدہی و نشا کو نثار کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ اس بلا سے بے درمان کے ذریعہ کا بندوبست ضروری بلکہ لازمی ہے

خجستہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے پٹر ہے۔ میں۔ اعلان ہو رہا ہے۔ معاویہ ہو رہی ہے یہ سب کیا میں بندگیوں کی نشانیاں میں اس کے دیکھتے ہوا ہے کیا۔

خجستہ زمان۔ مگر میں تو یہ ضرور کہوں گی کہ حبیب اپنا ہی سونا لگو تا تو پر کھاوا اکا کیا ووش۔ اگر ہمارے مدلل شاہ مژدہی اور

دیکھنے لگے۔ تو پھر میں کون پوچھے گا جب ہم ان کی آنکھوں سے گر گئے تو پھر تو اس خاک میں ل جا نیکی ہمارا اور کیا نتیجہ ہے

خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے بد قسمتی کے شرشے اور بد نعمتی سے

نکس نے میں۔ خجستہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ او

دیکھا نہ تا و جھٹ پٹ اس خندہ کو کیس پیر نام شمس الدن عمر یکم بخش دیا۔ یہ گویا محبت جتاتے اور لگاتار دیکھا لے کا پہلا زنیہ ہے۔

خورشید جہاں۔ بوا با تقویہ ہے کہ ان مژدہی کے توڑن و دھلن اس مطلق اعتبار نہیں جہاں

ہے۔ اس کے سونے کی چیز یا لقمہ لگی کہ جسے پیچا چاہے وہی سہاگن۔  
ہے۔ کسی نے بھی عصری قتال میں بات جھستہ زمان۔ خدا کی قدرت کل کی  
ماری ہے۔ جو وہ مارے۔ رفت کی تو چھو کری اور شوکت۔

قاضی کو بھی ہلاں ہوتی ہے اسے کیا خورشید جہاں۔ پناہ بخو اسے جس کی سرکا  
کیتے کے نکالنا ہے۔ جو وہ اب اتروالہ سے حرکت ہوا ہے اسکا ذکر کیا اپنی اپنی جگہ  
منکو عید ہے منکویت خانہ

خورشید جہاں۔ خیرہ تو کوئی عجب ہے خورشید جہاں۔ پناہ بخو اسے جس کی سرکا  
اور تو کئی بات نہیں کیونکہ شاہوت کے لالی جھستہ زمان۔ اسے ظلم (مرد عورت) سے  
نہایت لگائی ایسی ہی ڈالواں ڈول ہوا فرعون بے سادہ ان ہو رہی ہے خدا ہی ہمارے

کرتی ہے مگر یہ تو کہو کہ کیا کاوی بھی خون نشا کو اس برق جہاں سونے کے آتش  
چھو گئی۔ اور خدا بخو انتہ وہ ہمارے حوں سے پچائے اور آگ لگی جہاں پر ہوا پر  
خدا سے نکلے۔ خورشید جہاں۔ میری دے میں تو

جھستہ زمان۔ ابھی تک تو شاید یہاں تک کہ تیری بیگم تو بھی اس میں شریک کرنا  
نہایت نہیں پہنچی مگر یہ سب اور ہمارے چاہیے۔ سو مان سے ہی اسے پناہ چاہیے  
ہے تو ان جہاں میں کاکیا آہتیا رہے۔ کیونکہ جو بات ہمارے لئے ہے وہی

خورشید جہاں۔ یا اللہ تو اس قطعہ ان کے لئے جیب یہ ہے تو وہ ضرور کوئی  
کوہ قلع ڈول کر۔ نہ کوئی مقبول تدبیر اس بلا کے ٹالے  
جھستہ زمان۔ پورا تم اس چوڑیل کو آسمان کی نکالیں گی۔

کونازہ چٹائے دیتی ہو۔ تاکہ اس کا صبر عالم فریب ہی نہیں۔ مگر ان پھیل پائی  
عالم فریب ہی نہیں۔ مگر ان پھیل پائی کی پورے ہی بھر لگی۔

ان کو خبر کرنی چاہیے۔ صرفہ منور ہی خورشید جہاں۔ ان۔ ان۔ ان۔  
ان کو خبر کرنی چاہیے۔ صرفہ منور ہی خورشید جہاں۔ ان۔ ان۔ ان۔

چڑھالیں اور تیری بڑی عزت دیاں پائی نظر آتی ہیں  
 چھوٹے۔ اہل ایمان جو دیکھ لیں گے وہی اپنے ساتھ  
 لینا میرے نزدیک اس کو نہال کی جڑا بھی بولنا چاہیے  
 تاکہ یہ بل بندھے ہی نہ چڑھنے پائے۔  
 منحصر یہ کہ دیر تک آپس میں کچھ پٹری پٹھا  
 کی اس دہشتیں النساء بیکم جو تمام حرم  
 شاہی کی آنکھیں پٹی ہوئی کسی کو ایک  
 آنکھ بھی نہیں بھاتی رشک و حسد و غش  
 کی آگ پہاٹک بیک کی کہ دسی سروکل  
 اندام میں پر محلات سلطانی کے ادنیٰ اور  
 بلبل آسمان فریفتہ قمری منطہ شریفہ سے  
 کھانے کی طرح چھنے اور غار کی طرح چھلکے  
 یہ رنگ و نمک و کچھ دیکھ کہ اس بچا کی  
 سے اوقوں کے بھی غوطے اڑنے لگے اور  
 رنگ و فاقہ پیر شوق بہونا نکلا اتنی اس کی کل  
 اندامی وقتہ حضری پر اوس پہ گئی۔  
 اب چنے دیکھئے اس بچہ کی اس کے خاں کا  
 پیا سا نظر آتا ہے۔  
 اسے اختیار پایا۔ یار۔ جیسے ذوق محو ہو  
 جیسے اں در سن پناہنے جانا وہ عدد نکلا  
 شمس النساء بیکم کی طبیعت کچھ ایسی ساوا  
 واقع ہوئی تھی۔ جو ساوا کی پرانی جہان  
 جیتی تھی۔ سگتے ساوا کی وہ قیامت دنیائی  
 خیر و بد کی قوت نہ پہنچو رہ سگتے ساوا اور  
 آنکھ نہ لڑ زبان پہ نہ سہا۔ اسیر حیرانی

میں بھڑائی ہے جوانی کا شکار ہے  
 ساوا کی تیرہ۔ پائی ہنس سکتے چاہیے  
 اتفاقاً ایک شیش شہر ہمارے بیکم ہی بیکم کا مجلس  
 میں شہزادیوں اور شہزادوں سے مزاج و مذاق  
 کی باتیں کر رہی تھی جو جھکے بہ شہزادیاں اور  
 مزاجیوں ہی اپنے اپنے من و عیاں میں ایک  
 دوسرے سے کہہ رہی تھیں مگر ہائی تو یہ ہے کہ اگر یہ  
 شہزادیاں اور شہزادے اسکان میں کی تاریخیں تو  
 شمس النساء بیکم شمس بچہ بیاضہ عرش  
 آستے تاروں کی جو چھ جھفت ہوتی ہے  
 وہ اظہر من الشمس ہے۔  
 خواص۔ شمس النساء بیکم سے نظر آتا ہے  
 کی شمس اعتباری زلفوں رخ اویں پر بکھر  
 کہیں کی ہے۔ ہی میں۔ انیس رخ یہاں تاب  
 پر سے۔ ایک لک بیکم ہی ہے۔ غور شدہ تاباں  
 تو ابر سے نکال کر دیں نہیں دیکھیں۔ کہیں  
 یہ موزی کسی کو دس نہ لیا۔ انا سے کیا  
 پڑا۔ پیر و سہیہ کا دم گلگشت پڑ جائے جو  
 میرے۔ عارف کا تو حور شہد عرق رشتی ہو  
 شمع شمع ہیں۔  
 شمع آدمی۔ دجلو و شمع فرستے تر نشاط  
 دلی جھانکے۔ اور ہی پڑ چلاو۔  
 شمس النساء بیکم۔ بڑی آنکھ ہی سے  
 یہ ہے۔ ہر وقت اس کی ہے۔ وہیں تو حیدر  
 سے۔ دل کی خاک۔ ہی نہیں



چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دلکش و دلربا بشکل قتی اب کیا تھا آنکہ میں نے

یہ پڑ مذاق و مزہ را حبابہ بھی اپنے نہیں کر لیا

میں ٹھوکر لیا تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ کی آمد آئے

اسکو چشم زدن میں متشکر دیا لیکن بڑی بیگم صاحبہ

ساتھ ایسی باتیں داخل ہے اپنی تھیں اسلئے یہ

جلوس فرما کر ہم برہم ہو گیا کچھ تو دھرمادھر

چینی ہو گئی اور کچھ تو تنگ کر دم بخود ہو کر

وہیں رہ گئیں۔ مگر ہی محلات میں ایک

ایک محل کے اندر مقدس مکان مگر سے

کو تیار کیا رہا۔ یہ صحن وغیرہ ہوتے ہیں کہ

بجول بھیل کتا کسی طرح یہ جانا نہیں

بڑی بیگم صاحبہ کی آمد سے جلوس مکر میں

بیٹا کر رہی تھی تو شمس النساء بیگم ایک بالافاضل

میں بھی تھیں۔ بالافاضل اصل میں بڑی بیگم صاحبہ

کا خزانہ سمجھا تھا۔ وہاں کیونکہ بڑی بیگم صاحبہ

اکتیس برس آدم طرا کی وقتیں شاہزادہ سلیم

جو حسن پسندی میں تھیں و فرماؤ گا بھی

شاہزادہ تھا وہ اس وقت اپنی والدہ کے بلنگ

پر لیٹا ہوا تھا۔ اسے بڑی بیگم نے اپنی والدہ

سے کوئی خیر خواہی تمام قضا و دورہ کسی اور بیگم کے

تحت لیت کر لائیں۔ اسلئے شاہزادہ صاحب

انہیں انظار میں اس بلنگ پر لیٹ گئے

مگر ایک ایک کسی کی چاپ نے انہیں

بزدل کر دیا۔ انھوں نے ایک عزت جو رت میر

شاہزادی دو پیاری پیاری شمس النساء بیگم کی

لکھیں۔ تیر نظر دونوں کے حملہ کے پار ہو گیا۔

اور شمس النساء اور دھرم پادہ اپنا بیگم دولوں

باجوں سے آگاہ کر گشت بدندان رہ گئے وہیں

شمس النساء بیگم عجیب غریب میں جھنپی۔ اور دھرم

بڑی بیگم صاحبہ کا خوف پٹے جا بیٹا کتا اور دھرم

دھیا پران مہر نیکی خلاف اخرف نثرم پھا

آیا۔ اسلئے سے داں سے قدم اٹھا بیٹک جرات

نہ ہوئی۔ اور ایک کونے میں چھپ رہی۔

شہزادہ۔ یا اللہ میں اس وقت عالم خواب میں

ہوں۔ یا اللہ بداری میں یہ میرے ساتھ

بجلی سی کیا کوئی نہ گئی۔ کیا انتخاب اس

سے آج آیا۔

یکلے بنتے ہی شمس النساء کے ہوش و حواس

خاک ہو گئے نثرم سے آنکھ پکار سی گونہ میں

دوسرے طرف نہ پھیر اور بدلت سیٹ کر

چپکے سے بیٹھ گئی۔

شہزادہ۔ وہ اسکی ہی نہیں یہ تو اب آپ کو

ہی تباہ ہو گا کہ آپ کس گلستان جن کی بہار اور

گلستان کی بہار اور کس بوستان شادیت کے

گل بے خار ہو۔

شمس النساء بیگم نے دیکھ کر کی آنچل سے اور

بسی متھ چھپا لیا اور انھیں نمی کر لیں مارنے نثرم کے

پسند سے تر تر ہو گئی نہ جائے رفتن نہ پاک

ماذن کا معاملہ تھا۔

<p>شہزادہ وہ ایک نشہ زد شدہ و شہساز مند چھپا ہوا کسی اور سے دل چھین لیا اندر جھلک خفا کیلئے پردہ سے لقمہ ہاتھ سے پردہ اٹھا مرنے کو مارے شاہ مگر خیر اگر انکو منہ چھپانا منظور ہے تو لیجئے میری گردن بھی ختم ہے کیونکہ آتش نہ کو چھپائے نہ میرے قتل کے لئے شہساز کے نیام ہے ہر وہ حضور کا اور اگر اس سے بھی زیادہ احتیاط نہ نظر ہے اور چھپا ای بہتر ہو تو پھر دیر نہ فرمائیے سے ذوق آئیے آنکھ کے پردوں میں چھپا دل چھپا یاں بھی کچھ ڈر ہوا تو خدا دلوں میں چھپو شمس النساء یسٹیم نے سہم کر اور بھی اپنی نظریں میں میں گزریں اور بارے خوف کے تھر تھر کاٹنے کی شہزادہ اندر سے چھپاؤش یہ تو چھپاؤش نہیں ہم سے میرے کیلئے اتنی چھپاؤش ہے اسے اسے ذوق یاں لب پر لکھ لکھ خون اضطراب میں ہاں کہہ خا خا میری تیرے سبکے جواب میں شمس النساء سخت مجبور ہو کر ایک اد جاننا ہے شہزادہ عالم بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں اتنی یہ حرف آپ کا کچھ نہیں سن رہا ہوں یا بھول رہا ہوں شہزادہ اسے یہ تو آپ سیکر دے پوچھیے چھپاؤش تو کوئی نظر نہ آئی کسی کو کدالادون کا تھوٹ لیا جہاں اجاں سے تھوٹ</p>	<p>خدا کے لئے ایک بار تو پھر کچھ لو کیوں مجھے چھپنا نہ چھپا رہی ہوا کے دل دور کر رہی خود شہزادہ سے تو پ رہی ہے۔ دیکھا تھا ایک نظر تو قیامت گذر گئی ابہ کھیل گیا و کھیل تھا نہ دیکھا شمس النساء۔ شہزادہ عالم آپ سے کیا دشاہ بھاری نہامیں اور ہم آپ کی رعیت خیر خواہ میں آپ کا عز اور نگر سے کام میں تو آپ ظاہر ہو جائیگا آپ کو اپنی ہر چھپاؤش ہم کو کچھ روک نہ پائیں۔ شہزادہ۔ لہذا لہذا کیا شہزادہ تقریر ہے۔ شمس النساء۔ یہ سب آپ کی ذرا دلوا دیا ہے ورنہ ہم ایک غریب رعایا ملک حوا چھوڑیں ہمارے خطہ مرتب آپ کو لازم بلکہ ملزم ہے شہزادہ۔ یہ آپ اپنی شکستہ انداز میں چھپاؤش مگر میرے نزدیک تو آپ بھی قلم دو دشمن اور حالت دیو کی کی یہ تیرے میں دہشت کی اسطو پاؤں کو بے قیاس نہ چال پوئی فرمائیے یہ سب کیا چھپاؤش شمس النساء۔ ملکہ شہزادہ عالم جی تو ہے یہ زیادتی اور تو خطہ مرتب کو کام نہ فرمائیے اور کچھ تقریر حالت ذرا پر ترس کھائیے میری دل نہ کھتی سے آپ کو کیا مل جائے گا کہا آپ نے سنا نہیں ہے آتش بت خانہ کو توڑ دیا ہے مسجد کو رستہ دل کو توڑ دئے خدا کا مقام شہزادہ۔ دجا من (خ)</p>
--	---

زخمی ہوں نازک نگاہ چشم تار کا  
یہ سرخ دل شکستہ ہے اک تعلق تار کا

تیرا عشق میں شام گہرا کیا ایک تاج پہنایا  
 اور شبنم کی آس کی جھلک بانظر دل سے  
 یہ شہر و عالم شمع بھی نہیں گذرے  
 ہمہ دو غمخوئی ہزار سال نکاح و شادی  
 عاشق بننا اور گشتِ عالم غلام  
 شمس النساء و یحیٰم شہزادہ عالم حذر  
 کایہ زادیوں سے غافل ناموں کے حافظہ  
 سب سے بہتر اور ایسی ڈالوں ڈول غیبت  
 کو رہا رہا فرمایا ہے۔

شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 بہرہ شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 اور میری دل دینے کا پتہ پتہ دیوں۔ وہ کیا  
 شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 ہوں جہاں میں اب اگر مجھ سے تم مجھ سے  
 کہ حضور اجناس اب میری شان میں آج  
 منہ سے نکلا تو اس قدر ہو۔ یہ جو ہے  
 کہ آپ کے یہ نازک گلہ رنگ رخسار رنگوں  
 وہوں سے کل مومن نہ ہو جائیں تیرے  
 ذمہ۔

اچھا اب آپ میرے عید سے اور نہ  
 صاحب یہ بتا دیں کہ آپ کس فرش نصیب  
 کے گھر کی رہنمائی چرخ ہیں اور کس والدین  
 پر ارمان باغ کی لالہ پیرایہ میں۔  
 شمس النساء و یحیٰم یہ تو میں ہرگز نہ بناؤں گی  
 یہ کہ ایسی ہی ہو انہیں (وہ) کا نا نامہ ہرگز نہ  
 کیا کوئی ہوا ہے۔ کیا کوئی تیرے دل سے لے

کہ کیا ہرگز نہیں ہے پھر میں  
 شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 شمس النساء و یحیٰم شہزادہ عالم حذر  
 سے پتہ پتہ ہے میں یہ سب عرض کر چکی تو کوئی  
 اور رشتہ معلوم نہیں ہوتی  
 شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 اور میں میں اب اللہ کس سے در سے پالا پڑا۔  
 مجھ پر کسی۔ جی تیرے عالم سے تعلق  
 سب سے کہہ کر کہہ کر وہی آدمی کہتا میں  
 یہ راہ وہ ہے جہاں حضرت جی خراب ہوا  
 شمس النساء و یحیٰم شہزادہ عالم یہ آپ کو  
 ہو گیا کیا۔ تعلق خرد سے کام لے لے کر۔  
 شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 جی ہو گیا جاتا۔ وہ آپ کی الفت کے  
 سود سے یا جن کے جان جہاں جب  
 ولی و دماغ ہی بے قابو ہو سکے تو پھر  
 میرے جتن و سود میں کس مجنوں کو  
 یہ ناسک ہو سکتا ہے اللہ اب تو  
 یہ تیرے کہ کیا آپ میں مردن چہرہ نہیں لگتی  
 شمس النساء و یحیٰم شہزادہ عالم ایسی باتیں  
 باطل آپ کے شایاں نہ ہوں نہیں۔  
 شہزادہ جی ابراہیم بن شہزادہ  
 کہہ کر کہہ کر وہی آدمی کہتا میں نہیں تو پھر

چارہ ہی کیا ہے کہ عظیم بدو روڑا پٹیا کی کیوں گئیں  
شمس النساء بیگم - خدا نہ کرے میں ایسا  
کرے پر مہجور ہوں - پیتر اسکے کہ میں اپنے والد  
کا حضور کو نام نشان بنادوں ایسی بے شرم مجہ  
بے غیرت کا ذوق مرزا مرد و بچہ بہتر ہے اگر مرد و  
سویکہ صاف فرمائیں تو نہایت انسب ہے  
شہزادہ - میرے نزدیک تو آپکا اور آپ  
کے والدین کا کوئی ترکہ کا ندام نہیں ہے  
بلکہ فخر و مباحثات کی جگہ ہے - اس لئے  
اپنے قیامت خیز و اندازت آئیکہ کا صدقہ  
یہ تو صوبہ ہی تھا جتنی کہ آپ کس بسج شہزاد  
کی روشن اختر ہیں - ورنہ میں آپ کو  
یہاں سے ہٹنے نہ دوں گا - اور ایسا یہ تو بتائیے  
کہ کیا آپ کے والدین سلیم سے قطع ہو گئے  
کو ناپسند فرما سکتے ہیں - ممکن ہی نہیں  
شمس النساء بیگم - بیشک وہ آپ سے  
ہو ان - عند حسین - جمیل - سلیم - تین  
مہذب - عاقل - فاضل شہزادیکو ناپسند نہیں  
کر سکتے مگر اس بے حیائی اور اس رسوائی  
کو بھی ہرگز نہ گنہگار نہیں کر سکتے - کیونکہ  
یہ باتیں شرافت کو تو بے لگائے اور بغات کو  
خاک میں ملائے دے ہیں البتہ دولت و شہرت  
کے بھر کے وہی لوگ ہو سکتے ہیں - جو  
شہرت و دولت کے دلدادہ ہیں - بھلا وہ  
کہاں ہو گئے جو صرف عفت و عظمت اور

پاکدامنی و عزت کے سقیت ہیں اور شرافت  
و نجابت کے فریقہ ہیں - یہاں سے والدین  
تو خدا کے فضل و کرم اور شاہ سلیمان جاہ  
فیض نعم سے ایسی دولت پر شاید حقولیں لگ  
نہیں - شہزادہ بہت اچھا ایسی سمی - مگر  
جیسے تک آپا یہ نہ جائیگی میں آپکا پندہ چھوڑے گا  
چاہے قیامت ہو جائے آپکو صرف یہ بتا دیتے ہیں  
عذر ہی کیا ہے کہ آپ کس خوش قسمت باپ کی خوش نصیب  
بیٹی ہیں اور دلالت شہادی میں کس قدر بے امانا ہو  
شمس النساء بیگم - خیر اگر آپ اسی پر ادھا  
کھائے بیٹھے ہیں اور میرا بچا نہیں چھوڑوئے  
تو میں مجروری تھا کہ دیتی ہوں کہ میں آپ کے  
لکھنؤ میں معین الملک کی تخت جگہ ہوں  
اب تو مجتہدیں بی بی :-  
شہزادہ - اخاب نہ کہئے - کہ آپ مجھ سے  
منظم مکر مہین الملک کی تخت جگہ کو نظر  
میں لگے بلکہ شہزادہ کی چیز شہزادہ کا  
بھی نہیں چھوڑتا - اسے کسی سے بخشنا  
سکھایا ہی نہیں - اس وقت تو آپ نیرنگا  
شکار ہو رہی ہیں نہ خوشنما چہ معنی :-  
بھیدی - اللہ سے دھکی - دھکیے کہیں  
آپ کی یہ دھکی آپکا یہ شکار نہ کہو بیٹھے مگر  
اس وقت تو خیر سے آپ ہی تیرا اسکے شکار  
نظر آ رہے ہیں - خدا ہی خیر کرے -  
شمس النساء بیگم - جی ہاں بندہ نواز

پہنچا رہتا دہوا کہیں خدا نخواستہ تقدس کی ضرورت تو لاحق نہ ہو۔

بھید سی۔ وہ بیگم صاحبہ۔ اب تو آپ بھی کھلیں درج شرف دیا ہے سرکار گہر سچا پہل خدا کیلئے نہیں نہیں یہ صرف میری سبب کا پھیر ہے صاف غریبیاں نہیں سمجھتا تھا کہ جواب ہوگی بہتر کی ہے

شہزادہ۔ اب تو حضور کا سودا خرید چکا ہوا آپ کے ہونے فائدہ ادا کی ضرورت ہی کیا اور اگر بیچ دے دے تو سودا خرید ہے جس سے بچکا ہونا ہزار گنا گنتی بڑھ کر خرید لے لے کے کیا بھگتا تو چکا

پہنچا اس پیاری پیاری صورت کا صدف نشی بات اور تبادلیج کے کہ غما ہی مملات میں تشریف لائے گا سبب کیا ہے کسی اور غرض سے تشریف لائی ہیں یا میری ہی

شہزادہ۔ اللہ کے بھولانے اور مجھے غرض نہیں ہے تو کس کی بخت کو ہے۔

شمس النساء بیگم۔ آپ تو ناسحق بچے حیران کر رہے ہیں نہ گئے۔ اس کی تو میں کوئی بھی شکاوت بھگوت نہیں جانتے (ابیدہ)

ہو کر حیف یہ بھی اپنی قسمت کی غریبی ہے کہ جو آپ سا شہزادہ و الایار ایک معصوم صفت ملکوتی شخصیت کو خدا جانے کیا کیا مجھے لگے نہ اللہ صاحبہ کے ساتھ

آنکری بیگم صاحبہ کی حضرت حال عطا فرما۔ اور اب بھی مشورہ خاص خاص کرتے نہ نال بدگمانوں کے بغیر ہوتے اس بے ملامت شاہی میں بڑی بیگم صاحبہ چاہے ہی کیا ہے جو کچھ خدا کا وعدہ اچھا رکھنا

شہزادہ۔ درخوش ہو کر نہیں نہیں خدا گواہ ہے مجھے کوئی اور گمان نہیں میں آپ کو

درج شرف دیا ہے سرکار گہر سچا پہل خدا کیلئے نہیں نہیں یہ صرف میری سبب کا پھیر ہے صاف غریبیاں نہیں سمجھتا تھا کہ جواب ہوگی بہتر کی ہے

شہزادہ۔ اب تو حضور کا سودا خرید چکا ہوا آپ کے ہونے فائدہ ادا کی ضرورت ہی کیا اور اگر بیچ دے دے تو سودا خرید ہے جس سے بچکا ہونا ہزار گنا گنتی بڑھ کر خرید لے لے کے کیا بھگتا تو چکا

پہنچا اس پیاری پیاری صورت کا صدف نشی بات اور تبادلیج کے کہ غما ہی مملات میں تشریف لائے گا سبب کیا ہے کسی اور غرض سے تشریف لائی ہیں یا میری ہی

شہزادہ۔ اللہ کے بھولانے اور مجھے غرض نہیں ہے تو کس کی بخت کو ہے۔

شمس النساء بیگم۔ آپ تو ناسحق بچے حیران کر رہے ہیں نہ گئے۔ اس کی تو میں کوئی بھی شکاوت بھگوت نہیں جانتے (ابیدہ)

ہو کر حیف یہ بھی اپنی قسمت کی غریبی ہے کہ جو آپ سا شہزادہ و الایار ایک معصوم صفت ملکوتی شخصیت کو خدا جانے کیا کیا مجھے لگے نہ اللہ صاحبہ کے ساتھ

آنکری بیگم صاحبہ کی حضرت حال عطا فرما۔ اور اب بھی مشورہ خاص خاص کرتے نہ نال بدگمانوں کے بغیر ہوتے اس بے ملامت شاہی میں بڑی بیگم صاحبہ چاہے ہی کیا ہے جو کچھ خدا کا وعدہ اچھا رکھنا

صاحب کو حاصل ہے جبکہ ساتھ کبھی کبھی میں بھی نہ فرمائیں۔ بیٹھے بیٹھائے میرے طرف نا احوال  
 جی ٹیکم صاحب کی اندیشہ کی کاغذ حاصل کرتی ہوں۔ کہے بیٹکے ہو جائیں اور ہرگز نہ گشتان ہونی نہ فرشت  
 یہی غایت عملات شاہی میں ہماری آمد کی ہے کی اسید بھی نہ رکھیں۔  
 در نہ اور کوئی غرض ہے نہ غایت۔  
 شہزادہ اسے پیار میں شمس النساء بیگم انواری کے نہیں کرنا لیتیں۔ کہ چھوٹا ہی پاک ہو جائے  
 جن دیبا اور اسے دربار کا چہرہ پر پور پور ادا دل شمس النساء بیگم۔ دقتا فر ہو کر خدا سنیے  
 چل گیا ہے اور اچھے چھے دین اور ایمان بلکہ سنا ایسا خوشی و دلخوشی کلمہ تو آپ کا منہ سے نہ  
 جہان کھو دیا کہیں کا نہ رکھا میں اپنے آپ کو نہ نکالیں اور آپ سے استعدیادہ نہ ہو جائیں کیا  
 خوش نصیب و خوش سمجھوں۔ کہ حسب ان بیان شہزادہ کی کہیں شہزادہ بیگم۔  
 طرح آپ کی دلریا اور رعنائی ہے ہمیدہ کی۔ کیوں بیگم صاحبہ آخر محبت  
 میرا دل زبردستی چھین لیا ہے اس طرح آہی گئی تاہل و بدل راہیت اس کو کہیں  
 آپ بھی اپنی اس دلریا صورت اور شہزادہ۔ جان جان فقط ان بان  
 اس دلکش آن ویان کی خیرات میں ہی نہیں۔ بلکہ دین و ایمان ہوش و حواس  
 چپکے سے اپنے دل بھی میرے والہ کر دیں عقل و خرد سب کچھ کھو بیٹھا نہیں نہیں  
 تاکہ مجھے کچھ تو تکلیف رہے ورنہ علامہ بلکہ نہ کیا۔ اور نہ بھی کہاں آپ سے  
 مرفقت چھوڑ دو مفارقت سے میں جان و بار عشق میں۔ اسکا تو بیگم صاحبہ نے  
 بے خار ہونا نظر نہیں آتا ہے اسے وہ وقت کچھ جواب نہ دیا کہ بھی نظر کر کے اس نے  
 نوشتے سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہیں کم کے لئے چپکے سے چلی گئیں۔ کہ شہزادہ  
 جو پیشانی میں لکھا تھا میری پیش آ یا دلدادہ نے لپک کر غریبیں بیگم کا دامن  
 شمس النساء بیگم۔ شہزادہ عالم۔ عیسا پکڑ کر کہا کہ پیاری آپ نے میری ایک  
 مدین الملک کی لڑکی تنگ خانداں ہونا بات کا بھی الفت و محبت سے متا ہوا  
 کیونکہ پسند کرے آخر محبت اسلامی عزت جواب نہ دیا۔ اپنے آپ سے اپنا وروں  
 شہزادی یا راجہ و رواج نہ تھی کوئی چیز ہے کہا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کے جلوہ میں نے مجھے  
 یا نہیں دلا کہ آپ میری خاندانی شرافت پہنچو کر دیا آپ کے جمال بے مثال نے مجھے حزن  
 و سلطانی قدر و منزلت دہہ گنا نیکی جرات رخ و سمن لال کر دیا آپ کی بے اعتنائی

کچھ اور ان کی بادشہم نے میرے باغ غیش  
 و گلشن و عشرت کو نذر مردہ و پامال کر دیا آپا کی  
 سچھی نکاحوں نے مجھ پر وہ تیرہ سائے کالان  
 مگر انہوں نے آپا کی ننگلی تھم شکاری آپ کو یقین  
 نہیں کرنے دیجی لئے اگر کوئی تدبیر ایسی  
 ہوتی کہ میں اپنا مینہ شکاف کر کے آپ کو  
 اپنے منہم و منہم دل کی حالت دکھا  
 سکتا ہوں ہر چند آپ کی دشمن باتوں نے  
 میری دشمنی دیا ہو سی میں ذرا بھی مروت سے  
 کام نہ لیا مگر میں پھر بھی ناامیدی کو اپنے  
 پاس بٹھکنے نہ دوں گا۔ کیونکہ میرا دل اپنے  
 نوٹ لیا۔ یا میرے دل پر آپ کا جادو  
 چل گیا تو ممکن نہیں کہ آپ کا دل بھی میرے  
 دشنہ مہبت کا زخمی نہ ہوا ہو۔  
 یہ دو مری بات ہے کہ آپ کی مہبت  
 دیر میں ظاہر ہو یا آپ اسے اپنے پیلوں میں  
 دیر تک داب رکھیں۔ اور ضبط سے کام  
 لیں۔ مگر ایک دن حضور رنگ لائے گی  
 چاہے آپ اس پر لکھ صبر و جبر کے آری چلائیں  
 آپ کو میری جان کی قسم آپ کے نزدیک  
 کوئی چیز نہ سہی۔ آپ تباویں۔ کہ مجھے  
 اپنے ناکید و مایوس تو نہ ہونا چاہیے۔  
 اگر ایسا ہے تو آپ خیال فرمائیں کہ اس وقت  
 آپ کے ملک و ناموس کی بریادی اور آپ کی دنیا کی  
 اور سوا کی بالکل میرے قبضہ و اقتدار و جیط و حیطہ میں ہے۔  
 لیونکہ خدا نخواستہ آپ سے محبوب دلا جا رہا  
 کر دیے کو صرف یہ الزام پہنچی ہے کہ آپ  
 میری موجودگی میں بالافارغ پر تشریف  
 ہی کیوں لائی۔ فرمائیے ہے نہ۔ میرے  
 مطلب اور میرے ذہب کا موقع۔  
 بھجید سی۔ جی ہاں۔ کیوں نہیں امانتا  
 ہوں۔ پیر و مرشد کیا اچھا موقع اور کیا عمد  
 محلات ہے۔  
 شمس النساء بیگم۔ دغوف زدہ ہو کر  
 اور لگاوت سے سلا کر کیوں آپ بھی  
 تو عشق کے چھبے میں آ چکی ہیں۔ شہزادہ  
 عالم انسان کو اس سبب الی سباب  
 سے کسمبھی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کہ اسے  
 سبب پیدا کرنے میں ذریعہ بھی در  
 نہیں لگتی۔ یہ کہہ کر اور اتھ جھٹکا کھینچے  
 ہی کو مٹی۔ کہ شہزادہ نے پھر اتھ فغاں لیا  
 اور کہا کہ۔  
 شہزادہ۔ یہ دل میو آپ کی نذر کر چکا۔  
 آپ کی فرقت میں یہ مجھے چین نہیں لینے دینا  
 بہتر ہے۔  
 شہزادہ کو پکچھ لٹی میں خون دل ہو گا  
 اسے بھی آپا نے جانیے خدا کیلئے  
 شمس النساء بیگم۔ کیا اور اسے دغوف  
 سے اچھا۔ میری راضیت آپ کے پاس  
 پھر لے لو گی۔





نواز کا شو کا ہے ہمارے یہ دلوں کو خیر  
 نوجوان علم کھائے اور دل بندھا نہیں  
 میں نے جن کے ہنسیں خلد میں اس وقت اس کے  
 زیر پا ہے اور یہ انگلی روش روش کی سیرت سے  
 کیفیت تازہ اور سرور بے اندازہ اٹھارہا ہے میں  
 بظاہر تو یہاں دل کی فرحت اور دماغ کی طرف  
 کے تمام سامان میں چننا چننا یہ سیرت سے گلو گلو  
 پیار کی نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر اور پیار سے  
 اوتھار گئی جیسا کہ وہاں میں رکھ دیتے ہیں گلو گلو  
 رہ رہ کر لئی دلی راز کا صاف پتہ چل جاتا ہے یہ  
 کسی عقہہ لائیں حل یا کسی شکل کی  
 مشکل کشائی کی اور چھپن میں زلف یا  
 کی طرح پریشان ہیں اور سوداگوں  
 کی طرح کسی امید کے برائے کی امید پر  
 سرگردان ہیں۔  
 ان میں سے کیا تو ہمارے اس  
 ناول کا نقش ناطقہ شہزاد سلیم ہے  
 اور اسی کے چہرے سے حال ہے  
 زیادہ آئنا نمایاں ہیں۔  
 دوسرا نوجوان شہزادے کا غمخوار  
 اور لنگوٹیا یا خواجہ محمود ہے۔  
 ایسے شہزادے کا لنگر سبب تو یہی کہ  
 جو سرگوشیاں ہو رہی ہوں وہ کسی  
 پر سکوت معاملہ میں ہو رہی ہیں ہندو  
 ہمدانی پیاری پیروں کا تہہ کرہ ہو رہا ہے  
 ایک ظالم ظلم دوست اسے شہزادہ جانی  
 اس تیرے پیار سے وہ پتھر کی جگہ کو میری خانہ  
 دل سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے  
 ان اسے جذبوں تو ہی ایسا اثر دکھا  
 کہ وہ پر سی پیکر حذر ہی اپنا دل قلعے  
 بے چین ہو کر جھج جھج کر کئی آجائے تاکہ  
 یہ ظالم منہ کی کھا جائے۔  
 خواجہ محمود جی کیوں نہیں۔ ذرا کا  
 گڑھا میں منہ وہ دیکھئے۔ اگر آپ کے  
 جذبہ دل یا کشش متصل میں ایسا ہی  
 جذبہ یا کشش ہوتی تو پھر روتا ہی کھائے  
 کھا کھا۔ لھر بیٹھے ہی سر سے اڑا دیتے  
 شہزادہ۔ بھئی تم تو ناطق ہیں سر پر آنا  
 ہو نہیں ملو کب کی کسر نکال رہے  
 وہ اچھی ہمدردی اور اچھی دلسوزی کی  
 اچھی حضرت شمس النساء کی محبت میری  
 رگ دگ میں سرایت گئی ہے جو مجھ  
 کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتی  
 اور اپنا تو یہ مقولہ ہے۔ ج  
 پھر دل میں اس سے مجھ سے میرا خدایا  
 خواجہ محمود شہزادہ عالم ایک سچ سچ وہ  
 ایسی عین میں جہین ہے کہ جس پر آپ  
 سا کہہ دو خوش و غریبہ و سیتہ ہو گیا۔  
 وہ کرٹ ایسا پیچیدہ معاملہ ہے جس میں  
 آپ کے مزاج کو اس قدر پرانہ کر رکھا ہے

شہزادہ۔ یعنی تم ذریعہ بات پر پڑھتیے اور اس  
آپ کی طرح اٹھ جاتے ہو بعد میں تم سے  
جائزہ دے کو غیر سمجھوں اور اپنا پراکٹھ بیحد  
سمجھوں بیک نے ایک آپ مدد جو  
اس بازگاہ ہم ملکہ کو نہیں ظاہر کیا اور نہ ابھی  
تک اسکا مرقہ اخذ آیا خبر جب نہ ہی اب ہی  
کہ جسے کافر اور جفا کا نظام شمار نے اپنی تیغ  
اور انوں خنجر غما سے دیکھ کر میرے قناع  
صبر و شکیبہ سا کراٹ لیا۔

خواجہ محمود۔ احاد تو یہ نہ فرمائیے کہ دل  
کلیں گھٹتیے۔

شہزادہ۔ ابھی حضرت، صرف دل ہی نہیں  
کھو بیٹھا۔ بلکہ صبر و قرار شاہ مانی  
و کامرانی محبت و مسرت حبس کا خون  
ہو گیا۔ اس بات کو اسے بکریہ ذرا سی اضطراب  
بے قراری سے کسی اور میں فرو نہیں آتا  
سے آتش

تقتنی حال نہیں ہے اپنا  
کچھ محب و محنت کرتا ہے

خواجہ محمود۔ مہو ہو۔ کیوں نہ ہو مرشد  
خوب ہی مزہ میں آئے غیبی رنگ لائے  
کھا گئے نہ غیا عیال یہ تو ان کا جو کہ یہ کسی  
مہا و نظر سے نظر لگتی۔ ورنہ کس طرح ہم  
نے آپ کا مہر و مال دل اپنی عباد و بھری  
نکالوں سے قہر کر لیا۔ ذرا میرا

شہزادہ۔ بھائی جان کیا کہوں کچھ کہتی ہی  
نہیں ہوتی۔ اسے گھر بیٹھے ہی لٹ گیا پس  
اس زیادہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ آتش  
نام لے سکتے نہیں محبوب کا  
کیا کہیں کشتہ پس سفاک سے  
خواجہ محمود۔ بھائی کچھ تو فرمائیے اگر نہ فرمایا  
تو آپ کے درد کارمان کیونکر ممکن ہو گا۔

شہزادہ۔ اسے یہ تو پوچھو ہی نہیں  
کہ کس قیامت خیز آفت ان کی زندگی  
آفت چہاں لے میرے دل و جگر میں آرام  
دیں عیش و عشرت پر چھاپا ماہر بند  
درد فرقت ہے اور سلیم ہے کہ سہ میطر  
تو نے اسے درد و حزن سا بتو دیا۔ ورنہ  
اسے شکسار کیا کہنا۔

خواجہ محمود۔ عید کیونکر نہ پوچھوں کیا نہیں  
پوچھا ہوا و نہیں خیر اگر تہدد نہیں۔ تو  
خدا شہزادہ سے بیدار نہیں کیونکہ وہ  
ہم نہیں وہ کہ تک کہتے، شکسار تو نہیں  
شہزادہ۔ بھائی قسم۔ ہے خدا سے پاک کسی  
کہ میں آپ صاحب دل کو اپنی تہدد ہی نہیں  
بلکہ چار چار وار غار ہی بہانہ سوار نہ ہے  
آپ بھی ایسے چلے دیوانہ پیر نہ لایا کہ کس  
سے اسے میری رشتہ کی قسم

ستورہ ہوا ہے اس کیسے زیادہ امید کرے  
آپ باریاں زیادہ نہ کرے کہ کوئی نکر  
کر سکیں گے۔

شہزادہ... یہ یہ وہی نہیں ہے  
آپ خود علاج کر سکیں گے۔

دروہ دروہ... کوئی چارہ ہی نہیں۔  
وہ اس کی آنکھ جہاں پہنچا وہی نہیں  
خواب مجھ کو وہاں پہنچا تو وہی کسی آنکھ کو نہیں  
خوابی وہاں ہی ہے جسکے ساتھ ہم جہاں لے آ رہے ہیں  
تیار میں خدا کیلئے چھوٹے نہیں۔ ہاں ہی کوئی وقت  
آٹھلے نہیں ہیں وہیں وہ نہ کہ بیمار رہ جائیگا  
خواب مال لیا تو ایک کھڑے ہم جہاں لے آ رہے ہیں  
و نہایت شاق ہے۔

شہزادہ... یہ آپ کے جہاں کر چکے ہیں  
ہی گئے اور کرید کرید کر چھوٹے ہیں  
ہیں۔ تو بیٹھے بیٹھے کہ کل میں دالہ  
صاحب سے ملے محل میں گیا ہوا تھا  
اتفاق سے وہ کسی اور محل میں تشریف فرما

رہیں۔ میں انکے انتظار میں ان کے  
پتہ پر لپٹ گیا۔ درسی دیر گزرتی تھی  
کہ ان کی آمد آمد ہوئی اور محل سے اس  
جیسے میں ایک ہاتھ سا پڑ گیا۔ ہوا جیسے  
اور خبر کر لیاں پاس ادب سے سب ادھر  
اور وہ بھاگیں۔ والد صاحب نے کسی اور محل  
کی حرکت کر لیں۔ مگر اس قدر دغل اور

جو ایک میں ایک سر پا اور شکستہ ہو کر رہی  
ہوئی اور ہوسے میں وہاں بھی میاں میں  
ہوئے دیکھتے ہی ہر جگہ کا ہوتا ہوا کہ کسے نہ

جی بھی کہیں کہاں پاسے رفتن اور جگہ رفتن دور  
سردوئے لئے اسکا لگا کر چھپانا اور بدن پر کر

ایک کہنے میں وہ جانا میرے لئے قیامت ہی تھی  
حق صورت و حق صورت تو ضائع حقیقی لئے ہیں  
یہ ضائع میں کوئی کہہ کر کہہ کر دیا ہے غرضی دل ربانی  
کا تہا ہے شرفی و قیامت افزائی کا خاکہ ہے  
ایکین و چھپ کون کی تصویر ہے غرضیکہ  
سر سے پاؤں تک اپنی آپ ہی نظیر ہے۔  
پس اس وقت سے نکل مارا ہی ہے۔

چکر چکر میں ہے طائر تیرے غروب کی طریم  
مضطرب و بغیر اہل اپنی جگہ دل کا آپ ہی  
و مرقار ہوں غنیش و عشرت آرام و چین سب  
اس آرام میاں راحت روح و دل کی روحانی  
میں نظر کر بیٹھا بالآخر وہیں ایمان شکرست  
و شان سے بھی صبر کھو ہو گیا۔

خواب مجھ کو یہ بھلا یہ بھی کون سی دالہ  
میں نے ایسی بے باکا خور باری اور سچی ہے  
جہاں نہ تھی ہے

شہزادہ... بھی یہ شعور ہوا کہ آتش میں  
معلین اندک کسی آنکھوں کا نور ہے  
سردوئے تھی۔ والد صاحب نے غنیش میں  
پا پاسے نہیں۔ نہیں! جہاں تیرے

اور کیا خدا نخواستی تیرا جواب دیتے تھے کہ اگر  
 جانی ہے کہ بچھڑا پڑتی ہے جو بچھڑا ہے کہ تیرا پس کہ اس وقت دورانی کہ ایک ہی ہو سکے وہ تھا  
 جتنا سے دریا کی اتنی تھکان اور بڑی اتنی دلی ہے ہرگز نہیں بھٹکتا میں نہیں کہ وہ چالاک کا لڑا ہوا  
 نکاح کی اتنی چڑی ہے جو میری ہی جان لینے باہر لال میں ہی چھپا رہے باوجود بکلی جو میری چڑی  
 پر سے طرح آ رہی ہے اب آپ ہی فرمائیے سید و قدر کو بھنگ لگی اب پھر نی چپک ہی نہ دھکا  
 کہ میں اپنی فرشتہ فریب ہو رہا ہوں شمس سے کیا کیا رنگ ایسا ہو گیا ہے اپنے چاہ کے کوئی نہیں  
 کیونکہ کچھ نکلتا ہے اسے اسے میں تو کہیں شک نہ ہے پھر عشق مجرب کے دم میں نہ آئیگا  
 کیونکہ میرے باروں کی چاہ تیاں ہی آسمان میں بکلی نگا نیوں میں ہو چکا دیکھا گیا بیگنا  
 جیہاں تو اس سے پہلے گھر میں بویا ہے خواجہ محمود شہزادہ عالم پناہ - اب اکب  
 درہ دم لیں یہ ہے وہ اسے تو بہ تار چڑھ دیں اور دیکھیں کہ پر وہ غیب سے کیا ظاہر  
 ہوا ہے کیا حافظ صاحب کا آپ کو یہ شعر یاد نہیں ہے پھر ہنگام یہ شعر آپ ہر وقت وہ غفلت  
 رکھیں ہوا اس کے حقیقی معنی کا انشاء اگر کریں حافظ شیرازی

یہ سن گم گشت یاد آید ہر کمال غم مجبور  
 کلیہ اعران نمود روز گشتان غم محو  
 شہزادہ - اس کے کتب کی عیول پہنچ کر  
 میری حالت کی کچھ انتہا بھی ہو سکتی تھی  
 میری حالت نہیں رہا ہے کہ وہ اسے دلی  
 خواجہ محمود - یہ سچ ہے - پھر  
 میری حالت کی کچھ انتہا بھی ہو سکتی تھی  
 اور اس کے کتب کی عیول پہنچ کر

سب سے پہلے تو یہ ہے کہ تیرا جواب دیتے تھے کہ اگر  
 میں تو کہیں شک نہ ہے پھر عشق مجرب کے دم میں نہ آئیگا  
 کیونکہ میرے باروں کی چاہ تیاں ہی آسمان میں بکلی نگا نیوں میں ہو چکا دیکھا گیا بیگنا  
 جیہاں تو اس سے پہلے گھر میں بویا ہے خواجہ محمود شہزادہ عالم پناہ - اب اکب  
 درہ دم لیں یہ ہے وہ اسے تو بہ تار چڑھ دیں اور دیکھیں کہ پر وہ غیب سے کیا ظاہر  
 ہوا ہے کیا حافظ صاحب کا آپ کو یہ شعر یاد نہیں ہے پھر ہنگام یہ شعر آپ ہر وقت وہ غفلت  
 رکھیں ہوا اس کے حقیقی معنی کا انشاء اگر کریں حافظ شیرازی

نہیں نہیں بھائی خدا  
 کوئی نہ کوئی فکر تو خیر کرتا چاہا بیٹے اور وہ  
 میں تو کہیں شک نہ ہے پھر عشق مجرب کے دم میں نہ آئیگا  
 کیونکہ میرے باروں کی چاہ تیاں ہی آسمان میں بکلی نگا نیوں میں ہو چکا دیکھا گیا بیگنا  
 جیہاں تو اس سے پہلے گھر میں بویا ہے خواجہ محمود شہزادہ عالم پناہ - اب اکب  
 درہ دم لیں یہ ہے وہ اسے تو بہ تار چڑھ دیں اور دیکھیں کہ پر وہ غیب سے کیا ظاہر  
 ہوا ہے کیا حافظ صاحب کا آپ کو یہ شعر یاد نہیں ہے پھر ہنگام یہ شعر آپ ہر وقت وہ غفلت  
 رکھیں ہوا اس کے حقیقی معنی کا انشاء اگر کریں حافظ شیرازی

نہیں نہیں بھائی خدا  
 کوئی نہ کوئی فکر تو خیر کرتا چاہا بیٹے اور وہ  
 میں تو کہیں شک نہ ہے پھر عشق مجرب کے دم میں نہ آئیگا  
 کیونکہ میرے باروں کی چاہ تیاں ہی آسمان میں بکلی نگا نیوں میں ہو چکا دیکھا گیا بیگنا  
 جیہاں تو اس سے پہلے گھر میں بویا ہے خواجہ محمود شہزادہ عالم پناہ - اب اکب  
 درہ دم لیں یہ ہے وہ اسے تو بہ تار چڑھ دیں اور دیکھیں کہ پر وہ غیب سے کیا ظاہر  
 ہوا ہے کیا حافظ صاحب کا آپ کو یہ شعر یاد نہیں ہے پھر ہنگام یہ شعر آپ ہر وقت وہ غفلت  
 رکھیں ہوا اس کے حقیقی معنی کا انشاء اگر کریں حافظ شیرازی

تو میری راستے مانٹے یہ روزہ دے گا بھگت ہی  
 چنگ جائے اور اپکا پرانہ بھی موقوف ہو جائے  
 شہزادہ - بہت اچھا فرمایا ہے۔ نکلی اور  
 پوچھیں۔  
 خواجہ محمود - اہی حضور یہ کسی انا دھڑی کی  
 راستے نہیں ہے جو حضرت تبار دیکھئے۔  
 یہ بڑی پیچیدہ و زنی سے کچھ کھلائیے تو کہیں  
 معاشیہ و زنی سے کچھ کھلائیے۔ اور  
 پوچھتے پھر تے نظر آئیے کہ اس چچی کی راستے  
 کے یوں بناوے ہیں پیچیدہ عذ ہے  
 شہزادہ - تو مجھ سے منہ سے کچھ فرمایا  
 بھی کہ وہن بھی کی لئے جایا گیا۔ آپ ہی یہ  
 دیکھیں اور یہ شیخین بھی اس وقت عطف ہیں  
 اچھی مدد ملے ہوئی ہیں۔ کہ یہ تدبیر کا وقت  
 ہے دل لائی کا نہیں۔  
 نہ چھوڑ گشت باور ہاں ہی رہا لگ اپنی  
 چھوڑ گشت باور ہاں ہی رہا لگ اپنی  
 خواجہ محمود - اچھا آپ کی خاطر تبارے دیتا  
 ہوں۔ مکتبہ نہ ہو چیکے۔ مگر پہلے یہ تو فرما  
 کہ احسان مانگنا یا نہیں اگر نہ مانگے تو منہ  
 دے گا کہ اتنا بھی نہیں چھوڑے پھر تے نظر آئیے۔  
 شہزادہ - نہیں کہ ان کے عطف و مکتبہ کا  
 مرجع ہے جب دیکھو نقد و در کی طرح  
 نہ نہیں کرتے ہیں۔ ہی رہے ہر بات کو  
 اشد عطف کی آمنت بنا دینا کوئی بات نہیں  
 اچھا آپ کے احسان کا ذکر کیا کرتا ہوں  
 خواجہ محمود - شہزادہ عالم بیچ تو یہ ہے  
 کہ وہ راستے سے جیسے منکر آپ کی پاچھیں  
 تھیں وہ جاہل نہ کو اس جانب کا وہ  
 شہزادہ - کہنا جیسے آپ آج اپنے گھر سے  
 میرے گھر سے کی شہزادہ کی جیسے بیچوں طرح  
 اگر تبارے تو بعد یہ شہزادہ شہزادہ میری جان  
 کا تو دل نہ ہو کہ اب وقت صبر فدا کا ہے  
 اور ان کا یہ قابل بالکل شاق ہے کیونکہ  
 آتش شوق تیرے گھر سے  
 خواجہ محمود - کہ تو ہوں اگر میرے گھر  
 پر مل آئے گا تو شہزادہ شہزادہ شہزادہ  
 کی کھو نہیں آپ کے خلق مبارک سے  
 اترا جائیگا۔ اور مزہ لینگا کہ آپ تمام زندگی  
 لب چاہا کر نیکی۔ تر ہی یہ کوئی ایسی کو چیا  
 راستے نہیں ہے یہ بڑی چھٹی اور  
 مزید راستے ہے۔  
 شہزادہ - (بہنمیدار) اب تو آپ کے مالے  
 جیسے اور دن گھٹیاں مجھے ظاہر معلوم  
 ہوئی ہیں۔ خروانا ہو تو فرمایا نہیں ہوتا  
 نہ کھاتے تھے۔  
 خواجہ محمود - ۱۱۹ یہ مجھے برا بھی تھا  
 آپ کی ان خبر دیکھو نہیں نہیں سے رہا ہے





کوئی دل چلا اپنی دولت میں ادیان اس غار گروہ میں اپنا  
 سے چاہے اور کیونکر نہ ہو جائے۔  
 شہزادہ - اچھی جناب یہ تو شاعری  
 پس جب یہ نامکمل و محال ہے تو پھر تم حق  
 تھلائے رخ بھی کیونکر پر مٹاؤں بن بیٹھے  
 اور اس سوچنی اور فضا نہ ہو جائے۔  
 خواجہ محمود - شہزادہ عالم آگہ قلمی  
 ایسا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کیا پتہ  
 ہی سے آکر گئے۔ کیونکہ آپ نے یہ دہرا  
 ہی بے وجہ ڈالا ہے  
 شہزادہ - یہ واقعی چہ سختی! اچھی برندا  
 پر رہا ہمارے دل کے پھول سے پیار  
 پیار سے کالوں کی سرخی سنبل سے باول  
 کی سیاہی۔ موتی سے دانوں کی آب و تاب  
 رنگین لٹکڑوں کا حجاب ابروؤں کا کیا کہیں  
 ہوا کی کاجڑیں آٹھوں کی فتنہ پردازی  
 جتنی کی کشتہ ہزاری ہونٹوں کی رنگینی  
 ہنس کی آنکھوں کی کمر کی نزاکت نزاکت  
 کی بھٹکے فیض اظہار فتنہ انگیز اداس  
 کو میرا دل ہی جانتا ہے بیچ سے  
 کہ ایسی زچشم جہول یا بد دید  
 آپ کا پاس ہے ہی ناقد کے ہاں  
 کی قدر کیا جانیں۔ آپ کے آگے  
 جہنم کی بڑی سیج ہے۔  
 خواجہ محمود - ہاں اللہ آپ نے تو اس  
 ہزار پائے سالہ میں شعر پیاروں سے



ورنہ مجھے ذبح کر دیا تا تمام بھیت سے  
 ہی ختم ہو بیٹھیں۔ کہا اب تو ہوں ہی  
 اس قابل سے  
 عشق میں ہر گئی مجھے وحشت  
 اپنا سوا میری سنگساری ہے  
 خواجہ محمود یہ پہلی ہی ملاقات میں تو  
 آپ کا یہ رنگ نہ دے کیا کے خدا کیا ہے  
 کیا رو پہ بند لے گا۔  
 شہزادہ ہائے سنگدل تیرا دل ہی  
 اس پر نگار جفا کا رکھل سے سنگدلی  
 میں کم نہیں کیا یہ پہلی ہی ملاقات  
 احسان آفات کا نتیجہ نہیں ہے ہر خون  
 بدن کی جز نہیں ہے اور نہ اپنے  
 آپ میں ہوں مگر یہ دل پر بازو دھنڑو  
 سہمے سے میرا دل ہی جاتا ہے ہر اکو  
 سبکی کیا بھر  
 خواجہ محمود مجھے تو رہ کر حرفہ آتا  
 سہمے کے اپنے آپ کو یہ از میر ہوا۔ اور  
 آپ سے عمو کی راہ لی۔ کیونکہ رنگساری ایسا  
 قدر آ رہا ہے۔  
 شہزادہ چوہدری اس کا ہر داکو ایک  
 قدر تو ان کی کھلوں کے ہر داکو کی ہوائی  
 پر چڑھ کر رہتا ہے ہر داکو کی آوازیں  
 کی فکر نہ کریں۔  
 خواجہ محمود بعد پھر میں کیا خوش کر  
 ہوں۔ میں انک کا گھر کوئی ایسا دیکھ تو  
 ہے ہی نہیں جہاں کی دل میں سکے یا کسی کوئی  
 چال چل سکے مجھے تو ہر طرف نا امید کی ہوائی  
 یہاں کسی صورت نظر آرہی ہے ال انک پہ  
 خیال میں کوئی بات آئی ہو تو فرمایا ہے کہ  
 اس پر عمل نہ کرو۔  
 شہزادہ۔ اس کی تو یہ مطلب ہوا کہ آپ  
 اس سے کوئی طرف نہیں رہتے چاہے  
 میری جان جاسی رہے آپ کی بلا سے  
 ہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ میں آپ  
 سے بالکل نا امید ہو جاؤں۔ اور کوئی  
 عشق یا بھروسہ نہ رہے۔  
 یہ فقر سے شہزادہ کے لئے کچھ ایسا  
 درد ہو کر ہے کہ مرزا صاحب کا دل بھر آیا  
 ہوا تھا کہ مرزا صاحب مذاق ہی کر رہے  
 تھے مگر آپ کا دل بکھل جاتا ہے ہر گھر  
 کی ہر دوسری کے ساتھ فراموشی  
 خواجہ محمود شہزادہ عالم آپ تو ذرا ہی  
 سی چیز پر رو دیتے ہیں بھلا کوئی نہایت  
 ہے اور کیا آپ نے میرا یقین خراب کیا کہ  
 خدا خواستہ میں آپ سے کنارہ کشی یا چشم  
 پوشی کیا چاہتا ہوں یہ خدا کا کام  
 ایسا خیال نہ لہجہ کیا۔ اور ہم سنگ  
 لا رہی ہے اسے نہ کہ حرمی کی توقع  
 دیکھئے یہ ایک روزی سخاوت ہے اگر ان

بھی آپ کے کام آئے۔ تو کس گنجت

کو دوسرے خزانہ کر کے کہ آپ ہم جان  
نہاڑوں سے یام آپ کے غلاموں سے  
نا امید ہوں۔ وہی مطلب براری کی  
فکراس میں ہی جان تک لڑاؤں کا کو

اور آپ کی پیاری نفس اللہ سے ملاؤں گا  
اس وقت البتہ یہ نہ ضرور دامن گیر ہے  
کہ وہ کوئی تدبیر یا چال چلی جائے۔ جو  
چل جائے اور ہی طرح پست ہی نہ ہے

اس وقت مرلی دہری ہو تا تو بڑی مدد ملتی  
یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ راجہ کا بھائی  
کا دور نظر راجہ مرلی دہری بھی اپنی اپنی  
بھی پیٹیم کے جان نشاڑوں میں خواجہ  
ہو گیا ہے کسی طرح کم نہ ہوئے۔

شہزادہ راجہ مرلی دہری کو اتے دیکھ کر  
یا لاشیں پھیلے آئے راجہ صاحب اور حرا کے  
بھوت آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔ بڑی عمر ہے۔  
مرلی دہری صبر عزت تو ہے۔ آج تو رنگ  
کچھ اچھا نظر نہیں آتا۔ یہ سنا جا  
سکے ہیں

شہزادہ آہا ر کیا کہوں۔  
آج کل تانہ تار مار کچھ بھی نہیں  
کے چھتے غلاموں کی دیا کچھ بھی نہیں  
مرلی دہری یہ یہ تانی یہ ہیرا کی سی  
نہاڑوں سے یام آپ کے غلاموں سے

پشتا نہیں ہے۔

شہزادہ۔ اسے یاد چنا اور بری طرح  
مرلی دہری یہ کہے آج ہی یہ کرب و  
بے چینی ہے۔ مگر یہ تو ارشاد ہو کہ دل سا

خواجہ محمود۔ جی تبدیل میں الٹک کے  
یہاں اور کہاں انکی دور نظر نہیں الٹا  
سیلم چور سے۔ اور یہ اسی کو گنجت  
میں براری و انکی بارگاہ ہے۔

مرلی دہری۔ دسیلم سے داء حضرت کے  
آپ کا عشق بڑا اچھا نظر آتا ہے  
تو طبیعت سا تر جاحطہ غنہ یہ پیشہ آور  
ہی جاؤں بظاہر مبالغہ کر رہا ہے

شاید یہاں ابھی تک مطلب  
نہیں ہوئی ورنہ دید لڑائی نہیں تھا  
خواجہ محمود۔ یار تم بھی حب کہتے ہو  
ایسی ہی کہتے ہو۔ یہ تو نقش نہ  
سیلم سا لگوں مزاج کا دل ہے

یہی نہ کسی اور دوسرا بڑا گیا تھا ہے  
یہاں پر کچھ اور ہی نظر آتا ہے  
شہزادہ نے دہ کیا آپ  
صاحبان سے ہی میرے سے اس نے  
عشق کر بھی کیا اس سے عشق  
یہاں سے لکھو فرما دے یہ نہ ہو کہ لڑاؤں

لوا تریہ وہ عشق ہے جسے سلیم کا جان لیا  
سمجھے خدا کیلئے سمجھو میری دل سے ملائی  
نکرتی ہے۔ ورنہ سیم جان پر کیل جائیگا۔ حبیب  
البتہ ایک سیم کے سچے عشق کی محبت کا یقین  
آجائیگا۔ المدرسہ بدگمانیاں۔  
مر لید مر۔ اچھا اگر آپ کا میاں ہو جائیں  
تو یاروں کو کیا دوا دینگے۔  
شہزادہ۔ اچھی دینا لینا کنبخت چیز ہی کیا  
ہے۔ غلامی کر رنگ۔  
مر لید مر۔ کس کی کیا اپنی نفس النساء  
سمجھ کی۔  
شہزادہ۔ اسکا تو غلام پیدا ہو ہی ہوں  
آپ کا بھی ہو جائیگا۔  
خواجہ محمود۔ اچھی یہ تو سب کچھ تو ہی آج  
مگر کہیں شاہ ذی شاہ نہ ٹھہرے۔  
قالیہ۔  
شہزادہ۔ آپ کی بدولی ہی تو تمام کا  
بگاڑ دیتی ہے۔ جو ہوئی بات کا  
تینا ناس کر دیتی ہے۔  
مر لید مر۔ اچھی شاہ تو شاہ۔ اس جیلے  
جس سے روئے فصل سے ذرا کینہ ہے ہی اسکا یہ وہ  
شہزادہ۔ ہاں یہ سچ کہتے ہیں۔ اس کا اثر  
خدا کی محبت پر ہے۔ قبلہ کو میری  
میرے چہرے کا ہی رہتا ہے۔ یہ پونا جان کی تو نہ دیا ہے نہیں۔ دن انکی دھڑکتا ہے۔

اسی نمٹے ہے۔ خدا سمجھے اس نماز سے  
خواجہ محمود۔ اور کیا فیضی کو آپ سمجھ کا  
ہاں سمجھتے ہیں حضرت یہ دو دنوں ایک ہی گزرتے  
چلے ہیں اور ایک ہی تھیلی کے پتے پٹے ہیں۔  
مر لید مر۔ اس میں کیا شک ہے !!!  
شہزادہ۔ یاد انہیں تو قبلہ و کعبہ کو بے  
دین مرشد کر رکھا ہے۔  
نہ لایہ بھی کوئی بات ہے کہ دین اسلام کی اجل  
دین الہی اور سنہ ہجری کی جگہ سنہ اکبریا ہی اٹھیں  
اکبری کا اختر عین الہی اختر عین کیا جائے  
یہاں تک تو خیریت تو خیریت تھی۔ مگر تیس اور ہی  
غضب و جہا جہا ہے کہ کلمہ کی جگہ الا الہ  
والہ اکبر حلیفہ الد اور صل علیہ کی جگہ اللہ اکبر  
اور جل جلالہ اٹھ کر جاتے ہیں۔  
ہت تہا بے مشیول کا منہ کالا۔ روح سیاہ  
مر لید مر۔ اچھی ہونہ یہی کہو انی نیلا کونہ  
جدا یہ بانی فساد کی کیا سکتے ہیں اور میرا  
تجربہ تو ہی کہتا ہے  
عدد شہزادہ سبب خیر خدا احترام  
پس یہ بے دین و عین میں کس آدمیت کی  
مر لید مر۔ اچھی ہاں خورعت ہو۔  
خواجہ محمود۔ اچھا اگر ہی سمجھتے تو یہ  
عالم کی مشترکہ انوار کو کسی طرح یہاں تک  
خود دانا چاہیے تیار ہمارے مانتے تو  
میرے چہرے کا ہی رہتا ہے۔ یہ پونا جان کی تو نہ دیا ہے نہیں۔ دن انکی دھڑکتا ہے۔

جڑ ہی جالیگی۔ اور آخر یہ تنگ آکر سیطرت  
 نکلیاں تو غیب نہیں۔  
 مرید یہاں مان غور کر لئی ڈاکر ہی خیال میں آئی  
 خواجہ محمود۔ ابھی تک کچھ نہیں سوچا۔  
 مرید یہ۔ اور تہ آپ کو سوچہ ہر دوں رکھی  
 کہ ہے میں کر دے باقی دنیا میں نہیں آئی  
 چھاپ چھاپی کیا یا کر تھیں لہجے میں تھا۔ وہ تیار ہوا  
 آپ ہرانی کے درباری زعفران کے کان میں  
 اس معاملہ کو قائلہ کیجئے اور دیکھئے اسکی  
 کار گذار یں۔  
 خواجہ محمود۔ دینی والدہ کیا تدبیر تھائی  
 کہ بھڑکا دیا۔ میں تو اس کنبہ سے کو  
 بھول ہی گیا تھا بس اب سب معاملہ میں ہے  
 مرید یہ۔ اچھا پھر اسی بات پر سن رہی  
 تندرستی ہوا اور اس سہانے وقت میں  
 کھلیاں کھل رہی ہیں۔ بلبلیں چہرہ ہی  
 میں۔ رابرستانہ وار حمیرہ تھاجھا آتا  
 ہے۔ انگین اشکو پیر میں۔ بی شاہچا تھا  
 آجائیں۔ اور ایک دور ہی اڑوا فی کا اشر  
 جاتا تو پھر مرزا آجھا تا۔  
 شہزادہ وہاں رہا تھا ہوں اسوقت تو  
 میرے دل کی تھی۔ پھر مرزا صاحب دیر  
 کیا ہے۔  
 خواجہ محمود۔ کچھ ہی نہیں سوچا۔  
 حکم ہر تہی ڈاکر ہی خیال میں آئی

بازار سی تو منہ چھپکا ہی پھٹی رہی میں یہ حکم  
 ہی کی صاحب کی باجپیں کھل گئیں کیونکہ فی صاحب  
 جانتی ہی تھیں کہ یہ آسمانی ہر پانچو سے کم نہیں  
 یہ ہتھ پھال آیا کرتی تھیں اسلئے یہاں کی ہر روز  
 داری تھیں۔ اسلئے آج کے دن میں آوا آئی  
 یہ کسی غائب تن دین مزاج سے پوچھا چکا۔  
 اول تو اس پر کالہ اتش کا من در غیب تھا اس  
 اس پر نہ تو کھنگارے اور ہی سوئے رہتا ہے  
 کا کام کیا۔ اسلئے اسکی اس بارغ کی  
 تھا ہی ہمارے نشا طر منہ میں جلسہ دست  
 کیا۔ اور ہی صاحب کے ہاتھ منہ میں نے سار  
 ملا تا شروع کر دیا۔ جب تک سار تک  
 ایک ایک پاپ پاؤں گنگوں کا سہ سے  
 لے لیا۔ اس کے بعد ہی حضرت حاجی کی  
 اس چہرہ غزل کے چند شہرہ۔ اشہار جو  
 تیز تر سے کم نہ تھے۔ بی اما چہ بڑی  
 آن بان۔ گئے گئے۔  
 اس ہی جاتا ہے اگر جان جائے  
 اس دل کے مشرق کو تو بھی مان جائے  
 محفل میں کسی نے آپ کو دل میں چھپا لیا  
 اتوں میں کون جو ہے یہاں چاہے  
 گو دھندہ دھندل ہو چھوٹا ہے تو سچہ  
 کیونکہ تندرست ہے۔ اسلئے اسکا ہر روز  
 داکر ہی خیال میں آئی  
 ڈاکر ہی خیال میں آئی

یہ تو بجا ہے کہ آپ کو دنیا سے عرض  
 جاتی ہے جسکی جان اس سے جان بجائی  
 یہ مختصر جواب ملا عرض و مل پر  
 دل ناترا نہیں کہ شری مان جائے  
 وہ از مودہ کار تو ہے کوئی نہیں  
 جو کہچہ تباہے داغ اسے مان جائے  
 اس کے ختم ہوتے ہی پھر تائیں کا ایک  
 چلا اتو ہمارا زندہ دل زندہ سرور سے  
 بلکہ مست نہیں نہیں اس میں بڑھ کر بد ہو گیا  
 آنکھیں خون کیو تو مگر اپنی تنگدلی کی  
 مرید ہر کے بیان سے بی مناجان کو  
 ایک دو تھالا ان ایک تھارہ دھوپ کی  
 رخصت کر دیا اور علیہ برخواست ہوا

## ساتواں باب

### بہتراری و شکایتی

رستے چرمیں بے نور آنکھیں ہو گئیں  
 رفتہ رفتہ صوفتا ناسور آنکھیں ہو گئیں  
 اکبر یاد میں ایک علیقلان سپر تو مان ہوا  
 سے جو قدرت و ملت ہی میں سپر و  
 کو نیا دکھا رہی ہے اور سفر فرشت  
 منزل سے نام سے شہر یہ ہے نہ چر کہ  
 سفر زکا نام اس مکان کے کہ وہاں سفر

بیٹے اس رعایت سے معلوم ہوا کہ وہ میر  
 بیان بجا ہونے کے بعد کہ اگر فرقہ میں سے  
 انجانہ ہی کی ملکیت میں ہے  
 چونکہ شمس النساء و بکیم فطرت میں ہی نکلا  
 کی ریتکی کا ایک خاص ماورہ پھر نے کوشش کر  
 پھریا تھا بیٹے خوش نصیب متول اور  
 صاحب خست و اقبال والدین بھی  
 دیگر گویا اس کے حوصلوں اور دلوں  
 کے پورا ہونے کے سامان حیا کر دیئے  
 چنانچہ اسکا وہ باب جسکی یہ  
 اکھوتی یعنی حتی سہ وقت اسکی و لوشیوں  
 ہی میں پیدا و متہرک رہتا تھا یہاں  
 ہی اس کی میلان میں کے موافق اس نے  
 اس تفریح کیلئے ایک چھوٹا سا باغ  
 بنا اور وہاں ایک مینیہ تیار کر لیا تو  
 اسکا نام بھی اس کے نام سے ملتا  
 ہوا چین ماورہ رکھا دیا گیا۔

شمس النساء بکیم دن میں دو دو  
 تین تین مرتبہ اس تربیت فضا باغچہ  
 میں آئی اور ریلوں کے پودوں اور  
 روشنیوں کو اس کے نازک و دار با  
 سے چھوٹی چھوٹی حقیقت تیار  
 کے کہ قدر سے ہے جس قدر کہ  
 شمس النساء و اسکی خصوصیت سے  
 ان کے بیٹے کے لئے ان کے لئے

فیاختی سے ایک تجربہ کار گیارہ روز کار مارا  
 بھی بنایا وہاں میں چپٹ کی آرا نہالش و  
 نہ پائش میں یہ وہ دن رات معروف بہم تن  
 مالوفہ رہتی تھی ۔  
 گل و غنچہ اس کی رخسار کی ہائیں بیٹے  
 تھے یہ وہ شہنشاہ اس کے قدر و قامت پر  
 جانور ہوئے تھے اس روح افزا باغی میں کہاں  
 غنچہ کی تعلیم یاد کو گودریا تے تھے میں غنچان  
 کیلئے یہ آوازیں کرتی تھیں جیسے سننے والے شجب تھے  
 اور کہ یہ پوچھتے تھے سے ذوق  
 یہ پوچھتے تھے کہ چٹک انکلیوں کی سی چٹک  
 یہ ہائیں کس کی بارغ سے باغبان اپنے لگا  
 پیار سی شمس النساء کو سوائے اس باغیچہ  
 کی توجہ اور محلات شاہی کی دل بستگی کے  
 اور کونسی کام ہی نہ تھا ۔ اس چہوئے  
 دلکش پیار سے وہ دلربا باغیچہ میں جا بجائے  
 عجیب عجیب بو تھے غریب غریب بو  
 تھے جلیقہ فرحت افرا اور راحت تھیں  
 سے شہنشاہ جان سے طرہ شاہ روح معطر تھیں  
 کلاب چینی بیباک سرین و نسیم کے تھوڑے تھوڑے  
 ششم کے نظریہ سبب پودہ ہوں گے  
 سواریاں بول ششم کے پیو در اسکے وار  
 وود و رخت بھی اس لوگ تھان سبب خزان  
 میں پھل پھل رہتے تھے  
 نگار اس سرور قیام کو مرخصا زمانہ سے وقت  
 بلکہ اسکے چہل پہل تھی سے ایک خاص شخص  
 ورونی انیسیت تھی خاصا کار کے دفتر سب  
 غنچوں اور نظریہ سبب کیلئے یہ توجہ شہنشاہ  
 شہنشاہ اور لاکھ دل سے فریفتہ تھی یہاں تک لاکھ  
 اسکا کوئی پہل نہ ہو تھیں جفا و جور سے نہیں  
 سرگرم تھیں یہ وہیں اسلئے کہ مہتری اور خوش  
 اسکے رنج و مال میں غنچان و چینی تھی بعض  
 کہ اسے انار کے چھلکے لگا سو جان عزیز  
 تھے اور وہ سیطرح ان کا ضلع و برادر  
 ہونا پسند نہیں کرتی تھیں ۔  
 شمس النساء و بیگم اس وقت جن اورہ میں  
 تقریب طبع کی غرض سے گلگشت میں  
 خوبے لگا اس کی یہ عورت اس کے پیو کے  
 پیو کے چہوئے کی دہائی تھیں اسلئے اسے  
 کو بالکل معصا ہی تھیں کیونکہ آج وہ  
 خوش و بانش ہوئی تھیں عرصہ نہایت  
 ہی معزز و شہرہ سبب اور بہتر سے نظر آ رہی  
 اور بارش کی ساری دلکشی فرحت افزائی  
 اس کی سوان روح ہو رہی تھی خدا جان  
 اسکا کہ کیا ہو کہ میں سبب اسکے لکھ میں  
 بلش ۔ پیو میں چٹک ٹیکر میں ٹھکر  
 اور لکھ میں انور و بیباک تھے  
 بیشائی پہل ہے اور بیت ہی بے گل تھے  
 اور بار بار اسکے منہ سے یہ شعر نکال رہا  
 ہے سے سے سیطرح ۔

فیاختی سے ایک تجربہ کار گیارہ روز کار مارا  
 بھی بنایا وہاں میں چپٹ کی آرا نہالش و  
 نہ پائش میں یہ وہ دن رات معروف بہم تن  
 مالوفہ رہتی تھی ۔  
 گل و غنچہ اس کی رخسار کی ہائیں بیٹے  
 تھے یہ وہ شہنشاہ اس کے قدر و قامت پر  
 جانور ہوئے تھے اس روح افزا باغی میں کہاں  
 غنچہ کی تعلیم یاد کو گودریا تے تھے میں غنچان  
 کیلئے یہ آوازیں کرتی تھیں جیسے سننے والے شجب تھے  
 اور کہ یہ پوچھتے تھے سے ذوق  
 یہ پوچھتے تھے کہ چٹک انکلیوں کی سی چٹک  
 یہ ہائیں کس کی بارغ سے باغبان اپنے لگا  
 پیار سی شمس النساء کو سوائے اس باغیچہ  
 کی توجہ اور محلات شاہی کی دل بستگی کے  
 اور کونسی کام ہی نہ تھا ۔ اس چہوئے  
 دلکش پیار سے وہ دلربا باغیچہ میں جا بجائے  
 عجیب عجیب بو تھے غریب غریب بو  
 تھے جلیقہ فرحت افرا اور راحت تھیں  
 سے شہنشاہ جان سے طرہ شاہ روح معطر تھیں  
 کلاب چینی بیباک سرین و نسیم کے تھوڑے تھوڑے  
 ششم کے نظریہ سبب پودہ ہوں گے  
 سواریاں بول ششم کے پیو در اسکے وار  
 وود و رخت بھی اس لوگ تھان سبب خزان  
 میں پھل پھل رہتے تھے  
 نگار اس سرور قیام کو مرخصا زمانہ سے وقت

جہاں نے نہ دیکھیں شبنم فرشتہ میں ایک کو غم ہو۔ قلن ہو۔ دور وہ بیاہ خطریاں ہو۔ گوئے ظاہر نہ اور نہ دیکھ چمن نادرہ کی سینہ میں چہ مگر باطن میں کسی صدمہ سے جاؤ گا کہ غرت نوں ہے دل ہی دل میں یہ لکھی ہے اور کوئی نہ صدمے نہ رہی ہے سے وقت تم نہ مہول پہلو میں تو بیکار ہو سناں غنیش دل راقت میں بھی بیکار ہو سناں نہیں شمس النساء بکیم کیمی بھی اسپر فضا با شیب سیری و آواز دمی کا لطف بھی اس طائرینہ پردہ کی طرح اٹھالیا کرتی تھی کہ جو فضا میں تیز و آویز کرتے کرتے دالے کے دوسکے نام میں پھانسی تھا شکر چھلک پھلک کہ پھر اس طرح صاف نکل جاسے جس طرح سببناں سے نہ گاہ نازیا ہو اسے نرم جہوئے اسی طرح ہمیشہ سحر و کلف کے جاں سے قربہ جو کہ با کلفت نکل جایا کرتی تھی اور ہم بھی سیکرہ دیتے نہ کہ کسی تھی کہ کہ نہیں دھو دھم کہ تارچ و کون سے ایسے جہاں سے شہر جاں میں گرفتار نہ ہوئی کہ تارچ کہشیاں اور خطا نہیں بھول گئیں ہائے دور اٹھائے نہاں اور تارچ و کون ایک ہی صدمہ سے غنیش میں آتی دل کی اس طرح کہ کب سے کہ یہ فرشتہ خوش یا کبھی بھی انکی فرشتہ و فرشتہ سے نہ	سورہ اسے کیا یا نہیں میں ہل تو ضرور ہستی لیکن نہ اسکا دل بہت سے نہ طبیعت ہی مسرور ہوئی ہے بیک کش کش میں آخرب اس روح افزا باغیچہ کو تو شہر و طراوت سے اسکا شکر گوشت لپٹے ہوئی را اور ذرہ بھی اس تغیر نے اسکا دل نہ ہو گیا تو ہمیں یہ اداس ہو گیا کہ کون میں آکر نہ لپٹ کر رہی اور اسے فزون کا دیکھا دل سے کھڑو نہ تھا اس سے کون خود میرا شکر کی اس طرح چڑھائی ہو گئی ۔ ایسی میرے تیشہ دل کو کس سنگ فراق کی ایسی مٹیں لگتی جو یہ چور چور ہو گیا تھی دل ہے چمن نادرہ کے پر کھیل لطف سے مسرور ہو رہا تھا تھا ہی دل اس سنگ سے جیسے ایسا اسکی غرت تھا میں اٹھا کر کھینچتا بھی نہیں دھاتا ہی دل سے جو نہ دیا نہ کیا دیکھ سکے پیشینا گزرتے تھے ہم بھی تھا ہی دل ہم جہاں سے آگیا دیکھ رہے ہو کہ نہیں ایا ۔ اسکا لہذا اس پر سنا دھم دم وادان دل کو ایک بریک کیا تو کلا اور اسکو نہی فرشتہ اور فرشتہ کا چھلک پھلک کہشیں ہو گیا نہیں ہی نہیں بھیجی اور دھو دھم سے کی چھات میں دھنسا رہا تھا ہلکے ہو گیا ان کے دیکھنے سے نہ کے حسن بھون میں آگئی ہار سی بالا ذرا پر
--	--

میری نگہ صاحب کی آمد کی دل چاہی تھی۔

اُسے میں کیوں بالآخر نہ پہنچی۔ اور گئی تھی تو وہاں کوئی ایسی دلچسپی نہ دیکھ سکی کہ جس نے اپنا دل دے بیٹھتا۔

میرا دل ہی چھین لیا۔ اور یہ تگڑا بار بار اسی

خیر نہ کے دیکھنے کیلئے تڑپا رہا کہ سینے میں

جانتا ہے اگر اس دل بقیہ کی یہ ہی بیتی ہو

جہاں کے کالے پڑ جائیے ہر لمحہ دل محروم رہتا

ہر ساعت جگہ پر خون رہتا ہے۔ روئے

مضرب ہے۔ جان بیکل ہے بیضا

دور و نزدیک رہا ہے کہ پوچھو ہی نہیں

نہ وہ دلوں سے نہ وہ اشکبیں

کہ میں یہ ہر وقت تیری کے ملنے کا انتظار

کرتے ہیں ہر لمحہ مد نظر و دیدار رہا ہے۔ اے بیٹے

وہ میرے پیٹھے کیوں پاؤں میں کھاد کی

نار سی۔ مگر اس میں میری خطا ہی کیا

وہ میری نہیں تو کس کی خطا ہے

سراسر میرا قصور ہے۔ نہیں نہیں میرا

کچھ قصور نہیں۔ یہ سارے ہتھکنڈے

اس کمزور شے دل کے ہی بغیر میں نے

کچھ وہاں بیکار فکری میں ملا دیا ہے

تو کینتہ، جل میں سے تیرا کیا لگاؤ

وہ تھا جو تو نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا

کہ تیرا آئینہ میں کا سانپ یا بھلی گھوڑا

بھی نہ تھا۔ تیری کہانی کہ تیرے

تیری کہانی کہ تیرے



عناایتوں سے نہ ظم خود کا جزیت میں نہ پناہ  
سہم نہیں اور نہ پناہ صافوں کے جان و مال کو  
و غایین کر رہے ہیں۔

حفا نہ کیست کہ آپ کسی کے گلے سے ہاں ہوں۔  
میں نہ کرے آپ کسی کے پے آ رہوں۔ ورنہ  
اس شرم سے کہاتل بیڑا لیاں ہو آپ کے عجیب  
چال و حال میں سنا کی دوستی و دشمنی دولہا  
و دیوار و کشتال میں کچھ ہی ہوگا اے

استاد دل تو تو اس الزم سے سیطرہ جبری نہیں  
ہو سکتا کیا کیونکہ تو نے بھی حضرت عشق کے چکے  
میں آ کر تپ سے چشم زدن میں موطول کی طرح  
آؤ نہیں پھر نہیں اور میرا زندگی بھر کا ساتھ چھوڑ  
دیا۔ یہ تیرے ہی کرشمے ہیں جو تو نے تمل لیا  
یہ تم ہی مونسیم کہ جو دمانہ کے نشیب و  
درائے سے بالکل بے طرحتی۔ ناز و دنیا ز  
عشق و عاشقی کے پرہیز کچھ اور بنا  
ہو یا۔ اور ذرا بھی اس سے حال نہ رہے  
رہم نہ کیا۔

خوش نہ آئی یہ تیری پہل بہن  
یوں رہ کر آتا جا پائ سال  
اسے کیفیت مجھ میں پہلے ہی کیا رہتا تھا  
اور بہادر بھی تیری غایتوں سے  
تپ ہم نے چوڑا لالا سے مجھ کی موت کے  
چوچھے آہندہ ہو کر چھو گیا۔ اور کیوں میری  
برادری و تباہی کا طلبگار ہو کر کیوں میرے

آرام و چین عیش و عشرت کا دشمن طرہ کر گیا  
الہ مجھے کراہ نہ چلا میرے دہن غف میں و معین  
نگاہ میری آرزوں۔ متناؤں۔ دلولوں و حصولوں

اشکو کا دشمن نہ بن میری دولت شہمت و مقام  
پاک و دانی کا دشمن نہ بن اگر تجھے بد لا ہی لکھا  
تویش کی شہر سے بے جہوں نے عریض ہی  
مرست اور خوب ہی درگت کی ہے۔ کبھی تیری  
تینخ نظر سے تیری و صبیحاں اڑتے ہیں

کبھی حنا کے ساتھ تیرا خون اڑتے ہیں  
میں مجھ مشت استخوان بکیں و نادان  
کی ہڈیاں جدانے سے تجھے کیا خاک ملے گی  
البتہ بکلاما سے پنکھہ ضرور ہا مقہ  
آئینکا۔ یا الدل تو دل محبت و مودتی

ماندہ سی کے تیرے بھی تو اچھے نظر نہیں تے  
یہ نگوڑی بھی توڑی بڑی نظروں سے  
گھور رہی ہے یہ بھی تو میری جان لیوا  
ہو گئی یہ موتی بھی تیرے ناموس کے  
پچھے بادعاں سے ہو رہی ہے

میرما تباہی و ببادی پر بے طرح تری  
ہے کاش یہ عشق میرے لئے باعث  
طلب و جام ہوتا۔ تو کیوں میری ہڈیاں  
بے تری کا تمام دنیا میں اشتہار ہوتا  
پھر اب کیا ہوتا ہے دل کھو بیٹھے

عفت و عفت کی جان گورو بیٹھے  
بوسیدی جی ارا بیگم صاحب بجا و شاد ہوا

آخر پکوا ہوا رہی کرنا پڑا اور سب کو درگاہ  
 لڑ پہلے ہی اتار گیا تھا۔ کہ ہونہ ہو ہماری  
 بیگم صاحبہ کہیں نہ کہیں دل کھینچیں دی  
 سامنے آیا۔ شبہ صراحت نہیں آج  
 آگے آگے دیکھتے ہو تھے کیا  
 آگے اس کیفیت دل پر برا میرا نہ تھا  
 وہ بھی کسی اور کا ہو گیا کسی طرف دار نہ کیا اسکی بھی  
 پر تک و ششنگا لگے کہ سلیم صاحبہ دی اور ہونہ  
 دہانے کہ مہارے شہزادہ عالم کے یہ نظر ہے  
 آپ کو ہکا کر لیا۔ قد و ان خوبہ و جوان اگر چہ  
 لیکر جہاں میں ڈھونڈ گئی تو بھی نہ پاؤ گی۔  
 بھیدی بیگم صاحبہ امیر تومیر بھی آگے سے تھا  
 اسے میرے دل پر با شہزادے کیا یہ صبح ہے  
 ضرور صبح ہے۔ جب ہی تو میرے دل  
 کو جی رہا تھا طبعی اور بائی اور پھر سب انور ان  
 نے کھینچ کر اپنی طرف کر لیا اور وہ تیرا ہی دم  
 بھرنے لگا۔ مہر سے بالکل بھر گیا۔ آف  
 افسانہ کہیں کا پیار اور علام نام بے غفرت  
 منہ سے نکل گیا۔ کہ جس کے زبان پر آتے  
 ہی تمام بدن میں رعشہ اور تمام جسم میں  
 لرزہ ہونے لگا۔ عرق انہماں سے  
 سر تیر ہو گئی۔ جان بے چین روح مضطر  
 ہو گئی۔ دوسری طرف بڑی بے چینی سے  
 گردن بدل کر نہ کیا میں تھوڑی دیر  
 کیلئے یہ غالی پلاؤ کچا ملتی ہوئی کہ میں  
 کہ کیا دل ملک ہندوستان شیکر شمس النساء  
 بیگم کے عرض سلطانہ شمس الدھر کے مہاراجا  
 نام سے مشہور ہوئی۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں  
 بھیدی خدا بھر کندہ زمین ہرگز نہیں  
 کیونکہ شہزادہ نو خیر دان باد قیامت  
 تک اس آن ہونی قربت کو منظور نہ  
 فرماؤ گئے۔ پس میرے یہ خیالات شیخ جلی  
 کی مرغیوں سے کم نہیں۔ اسے دور فرست  
 سے کہہ کر اسے قبول صورت و مقبول  
 سیرت شہزادے تیرے پر ہی پشال  
 سلطان جہاں حسن نے میرے دل کو  
 دیوانہ کر دیا۔ میری نظروں میں اس رو  
 والا نظر فریب خطر آجتک پھر رہا  
 آہ تیری دھیمی دھیمی محبت آمیز باتیں  
 میرا تیش روئی سے جواب دینا اور پھر  
 منت و بجا جت سے گر کر اسے سیری  
 خوشامد و دلجوئی کرنی اور مجھے وہاں سے  
 ہٹنے نہ دینا اور میرے چلنے کے ارادے  
 تک کہ میرا دامن تھا لیتا اور۔ اسکی  
 ہستیا رخ دیکھا کر اپنا بچھڑا چھڑا نا  
 حبیب یاد آ جتا ہے۔ کلچر پائش پائش  
 اور دل گہ سے ہو جاتا ہے۔ اسے اتر  
 یہ حال ہوا ہے۔  
 مدت ہوئی کہ مارتول سے دل کڑھتا ہے  
 پر کڑھنے سے سدا رت دیکھتے ہیں گھبراہٹ

آہ مجھے کیا خبر تھی کہ اپنا خانہ پر میرا دل لوٹ  
 لینے کے لئے آگیا تو کہیں میں تھکنا دوسرے  
 کا بھلیں بد سے ہوئے بھیجھا ہوا۔ جو اپنے  
 دل کا حمد سے میری تمل جبر و تکلیف اور  
 لیگا۔ اسے آئے تھکنا دوسرے تو نے یہ قیامت افر  
 میں کہن بدل اور کہیں سیر نہ کیا یہ ہو تو  
 دوسرے پر کیا بے غماہی کا دل داتا ہے  
 تو اسے دوسرے کی خبر تھی کہ کوئی ہے  
 پر وہ مومن صوفی نظر آئیگی کہ میری لگی  
 کی کیا یا لپیٹ جائیگی۔ اور میں اسکی محبت  
 و الفت سے دیا ہے جہاں میں جا پڑو گی  
 جہاں میرا قتل پڑا بھی نہ ملے گا۔ اسے  
 پیار سے میرے ساتھ تو تو نے کوئی چھا  
 سلوک نہ کیا۔ کیا مجھے نہیں کرتے چھوڑ  
 دیا اور شران کی پھیر سے تو نے کڑا نا  
 پر سے ملت و مذہب میں رو ہے۔ آہ  
 میں یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ میرے خرق  
 میں مر رہی ہوں۔ مگر بہت جلد بھول  
 حضرت شیدا گھر ملی یہ ہو بیوا ہے  
 سے شیدا  
 قتل گاہ عشق میں شیدا تھے  
 دیکھ لیں گے اکیلا دم پر  
 اسے ہر میں تنہا رہی پیار سی  
 دور سے دیکھتی تھی اسید کہ سکتی ہوں اور  
 کیا پھر تھے تہیں دیکھنا نصیب نہ ہوا کہ

یہ امید نہیں ہے  
 پیار تنہا رہی زخم توہم وقت یا دن اظرفیت سے  
 گم رہتی ہوگی۔ وہ مذاق و مزاح تنہا راول  
 بہت ہو گا کہاں تو سوا و ذوق و صدمہ انتہائی  
 کے کوئی مرض ہے نہ ہمد نہیں تو نے نشہ  
 سوز کر گیا ہوگی جیسے مجھ پر کر رہا ہے  
 تم سے تو اتنا بھی ضبط نہ ہوا کہ اپنے دوستوں  
 دیکھا حال نہ کہتے اور اس کے غایط ہوتے  
 مجھے امید نہیں کہ اپنا نے تنہا یہ راز  
 اپنے ہمدوں سے غمناں رکھا ہو بلکہ مجھے  
 بڑا اور اس راز کو دلشت از باہم کر چلے  
 ہوئے اور مجھے دوزں جہاں سے براد  
 خدا خیر متہ اسے چھوڑا کیا تو واقعی  
 مجھ پر اور میرے خاندان پر برا ظلم کیا  
 پیار سے کسی پر وہ نشین کی پردہ دہری  
 جی نہیں ہوتی نہیں میری یا یسین الملک  
 کی بدنامی کا خیال کا ہے کو اتنا کچا نہیں  
 تو اپنے دے ہوئے دلو خالی کرنا نہ نظر  
 ہوگا۔ بہا سے گو تم نے مجھے بدنام کر دیا  
 ہو مگر مجھے دیکھو کہ ہنوز منہ سے کام لے  
 رہی ہوں کیسی سے بھی در و دل کہا ہو میرے  
 تو میرے تنہا رہی محبت کی مار پڑے۔  
 میرے دیدے نہ کام آئیں اسے کہتی  
 بھی تو کس سے نہ کوئی عہد ہے نہ ہمارا کہ  
 اس سے یہ میرے بہانہ کہہ کر اپنے دل کی داز

نکالتی الجہ گریہ و زاری بچا رہی کچھ مہم سہری  
 کرتی میں۔ اور تنگ غرو کچھ آنسو پونچھے  
 مگر ان سے بھی پورے طور سے تمام سے نہیں  
 کیونکہ درود دیو انہم گوش دار و سکی وہ بہت  
 میرے دل میں سمائی ہوئی ہے کہ خدا کی پناہ  
 اس لئے اسے پیار سے شہزادے میں ایک سخت  
 کرب و مصیبت میں مبتلا ہو رہی ہوں یہ کہانا  
 عالیشان سپہر تو مان یہ باغ یہ باغچہ یہ درود  
 دیو اور عین و عشرت یہ عذاب و سوز چھ نہیں  
 دن رات تیرا ہی حال تیرا ہی خیال تیرا  
 طاق تیرا ہی انتہا تیرا ہی جان۔  
 کی دشمن اور بیری ہو کر چھپے چین نہیں  
 لینے دیتیں یہ بچا رہی اپنے اسی پرورد  
 مہم بہت کی الجھن میں پڑی تھی۔  
 کہ اور کیا موت آؤں پڑی  
 ایک آفت سے تو مر رہے ہوا تھا جینا  
 پڑی اور یہ کیسی میرے اللہ نہی  
 ابھی اپنے خیال سے پر تو ب میدان میں  
 سرگردان ہو رہی تھی کہ آؤ آئی بیٹی۔  
 شہنشاہ شمس النساء بیٹی شمس النساء  
 اس مہم بہت زدہ نے تو آ آنسو پونچھے کر  
 اور اپنے کو سب فال کرباب دیا جی اب  
 جان فرماتے۔  
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی اور او صبر آنا۔  
 شمس النساء بیگم۔ راپنی اماں کے پاس کیا  
 آیا۔

یہ پیران گھبرای کیوں اس خربت توبہ  
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی خربت کیا خاک  
 تہا رہا با جان کو سنا نہ مائے مائے سنانے  
 کات لیا اور زمر تمام جسم میں سراپت کر گیا  
 شمس النساء بیگم۔ مائے مائے میرا اللہ  
 یہ کیا غصہ نہ ہو گیا۔ اور یہ کیسا آسمان  
 بھٹ پڑا اب اس کہاں۔ اٹھے اٹھے  
 میرے آیا یہ کیسی قیامت ہو گئی۔  
 اب یہ دونوں بد حال اس سو کر ملکین  
 کے پاس ایک بڑے اضطراب اور کج ہمت  
 میں ہیں اور آپس میں یہ حسرت آمیز  
 گفتگو ہوئی۔  
 معین الملک۔ (شمس النساء بیگم سے)  
 آئے بیٹی تو کہاں تھی تیرے دیکھنے کو بیٹی  
 رومح اضطراب و متحیر ہو رہی تھی اچھا  
 ہوا تو آگئی اور تو بیٹی بچھڑے تیرے تھی اور  
 رومح قیامت نہ تیرا کیا ہے چاہی۔ تھی میرے  
 حسرت تو نہ کی گئی۔  
 شمس النساء بیگم۔ اباجان میں تو نہیں  
 مجھے نگہ نہی کر اس واقعہ ہا نکا  
 کی مطلق خبر نہیں۔ دوسرے میں یہاں سے  
 لپٹی ہوئی نہ در تمام جسم پر درم اور انکو  
 سیلا دیکھ کر کما۔ میرے یہ وہ لہو یہ لہو کیا  
 میرے ابا۔ مائے مائے۔ ابا میرے  
 آیا۔

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبرائیل اب تو نشست برخواست چلے پھر  
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتباد جاہ  
 بھی بعد ازاں سلطنت فتح پور سکری میں رہا تھا۔ اب تو وہ میں۔ اہل خاص طیب ضرور  
 آیا تھا مگر فقہ کے اسے حکیم آبلہ ہو جاتا ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے ہی  
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب  
 علاج سے بالکل بایوسی ہے۔ اور اب کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ  
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔  
 اس کے جانیکے بعد ان کی حالت اور بھی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔  
 شمس النساء حکیم۔ اسے اماں جان یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے  
 اب کس خبر نہیں۔ انوس۔  
 فرخندہ حکیم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر ہی نہیں نکلے اور تمام باغ میں دھنیں  
 اسی آفتاب میں حکیم آیا بھی اور چھوٹی لیا میں نہیں کینکے خبر کرتی۔  
 شمس النساء حکیم۔ اباجان۔ اباجان  
 معین اللہ۔ راتیں بہوشی سے کہہ کر اس بیٹی ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ  
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے لیا تھا

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبرائیل اب تو نشست برخواست چلے پھر  
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتباد جاہ  
 بھی بعد ازاں سلطنت فتح پور سکری میں رہا تھا۔ اب تو وہ میں۔ اہل خاص طیب ضرور  
 آیا تھا مگر فقہ کے اسے حکیم آبلہ ہو جاتا ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے ہی  
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب  
 علاج سے بالکل بایوسی ہے۔ اور اب کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ  
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔  
 اس کے جانیکے بعد ان کی حالت اور بھی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔  
 شمس النساء حکیم۔ اسے اماں جان یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے  
 اب کس خبر نہیں۔ انوس۔  
 فرخندہ حکیم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر ہی نہیں نکلے اور تمام باغ میں دھنیں  
 اسی آفتاب میں حکیم آیا بھی اور چھوٹی لیا میں نہیں کینکے خبر کرتی۔  
 شمس النساء حکیم۔ اباجان۔ اباجان  
 معین اللہ۔ راتیں بہوشی سے کہہ کر اس بیٹی ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ  
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے لیا تھا

ہوں۔ مجھے قبر میں کیونکہ چین آئیگا  
شمس النساء بیگم۔ اے اباجان آپ کیا  
فرماتے ہیں جس سے میری روح نفا ہوگی  
جاتی ہے اور لیجیہ منہ کو آجاتا ہے  
فرزندہ بیگم۔ حیف مجھے کس کے پرورک  
اے میرے بول کیا ہیں اسی روز سیاہ دیکھنے  
کے لئے زندہ رہی تھی گئی تھی۔  
شمس النساء بیگم۔ اباجان خدا کے  
لئے جو صلے سے کام لیں ورنہ میری جان  
اسی صدمہ سے نکل جائیگی۔ یا اللہ  
مجھے ایسی کج نصبت اور بجزس دن نہ دکھانا  
کہ جس دن میرے سر پر میرے اباسکا  
سیاہ نہ رہے۔  
محبت الملک۔ اے اے رحمت  
جہان و آرم جگر حوصلہ کیا خاک کر دیں  
اب الوداع ہے  
شمس النساء بیگم۔ منہ میں تھپے سے  
شربت نکال کر۔  
بھلا اباجان میں کون ہوں  
محبت الملک۔ سختی سے آنکھیں  
کھول کر لکنت سے اتم۔ اتم۔ میری  
میرے بھتی ہو۔ سوچتا  
فرزندہ بیگم۔ مجھے مالک علی کو بھی قہ پڑھنا چلو۔  
محبت الملک۔ دماغم سبکست میں  
پہ پہ پانی پہ پہ پانی پانی

فرزندہ بیگم نے گریاں و نالان ایک خاد کو  
اشارہ کیا وہ دوڑ کر گلاب کی بوتل اٹھا  
لائی۔ جس کے چند قطرے منہ  
میں چھائے تھے شمس النساء بیگم نے  
حالت مذکورہ میں پریشان شروع کی دو چار قطرے  
اسی حلق سے اترے تھے کہ مہلین الملک  
نے نگاہ حسرت و یاس سے چاروں طرف  
دیکھا آنکھوں میں آنسو بہا رہے تھیں  
ڈبل گیا۔ اور طائر روح قفس غمگین  
سے چشم زدن میں پرواز کر گئی فرزندہ بیگم  
اور شمس النساء بیگم نے یہ حالت دیکھ کر  
شور مٹیں بکا دئیں تے آسمان سر پر اٹھا  
لیا۔ اور۔ اور عورتوں نے ماتم و گہر دم  
سے عرش کا کلیجہ ہلادیا ماسے پر گریہ و  
داری آہ و بیقراری سن شکر مہلین الملک  
کی ماری امیدیں اور آرزوئیں۔ یہ کہ  
کہہ کر سب کو سمجھا رہی تھیں کہ  
دیکھو تمہارا بین و کتا سے سے آتش  
زمین کو زلزلہ آئیگا چرخ کو چپکے  
ہماری ارمح کھیں جو ستیر رہی ہوئی  
اے کج نصبت اعلیٰ کے اس شہادت  
اشیوں کو دھارنے کی طرف تہ نہ تھی انہما  
اور انہما را جیوں۔ مہلین الملک کے دم  
نکلتے ہی دم و بھر میں یہ تہ نہ تھی

مہاراجہ نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 سلطان نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔

## انکھواں باب

### بی زعفران

یہ وہ کامل ہے اپنے فن میں حضور  
 دھوم ہے جسکی ذی کالوں میں  
 یار غار سلیم خواجہ محمود بزم نشاط کے  
 برخاست ہوتے ہی اپنے مکان پر  
 پہنچتے ہی بی زعفران یاد آئیں  
 و ذرا آدمی بھی گیا۔ جو قورڈی میں  
 میں بی صاحب کو سنا تھا تیکر اسپل مائیا  
 بی صاحب نے اتنے ہی عرش خدا پر  
 کو موجود تھا اہل حق کے یہ خدا ہی  
 صاحب راہ سے یہ جو دریا لائی تھی  
 سب کو لایا و مرقہ لائی تھی

نہ کہ لکھا کہ وہ کون ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 گویا ہوا کہ وہ کون ہے اور مجھے پتہ ہے کہ وہ کون ہے۔  
 غریبوں سے کچھ بیزاری نہیں ہو سکتی۔  
 غریبوں سے کچھ بیزاری نہیں ہو سکتی۔  
 غریبوں سے کچھ بیزاری نہیں ہو سکتی۔  
 غریبوں سے کچھ بیزاری نہیں ہو سکتی۔  
 غریبوں سے کچھ بیزاری نہیں ہو سکتی۔  
 غریبوں سے کچھ بیزاری نہیں ہو سکتی۔

## بی زعفران

یہ وہ کامل ہے اپنے فن میں حضور  
 دھوم ہے جسکی ذی کالوں میں  
 یار غار سلیم خواجہ محمود بزم نشاط کے  
 برخاست ہوتے ہی اپنے مکان پر  
 پہنچتے ہی بی زعفران یاد آئیں  
 و ذرا آدمی بھی گیا۔ جو قورڈی میں  
 میں بی صاحب کو سنا تھا تیکر اسپل مائیا  
 بی صاحب نے اتنے ہی عرش خدا پر  
 کو موجود تھا اہل حق کے یہ خدا ہی  
 صاحب راہ سے یہ جو دریا لائی تھی  
 سب کو لایا و مرقہ لائی تھی

و عظمیٰ صابر اور سہاگر مجھ سے یہی  
 کھٹکاتا تو مجھے جلایا ہی نہ ہوتا۔ صابریا میں ایسا  
 سکتی ہوں۔ انشا اللہ پہلے جو متعدد و کلام چمکے  
 لے گئے کسی میں بھی پینے بے احتیاطی کی منتی  
 جو ضد انحراف سے میں کہہ بیٹھوں گی۔

تو وہ کیا معاملہ ہے اس سے بھی نفرت ہے  
 نہ مجھ سے ایسا کہ بدترین سو میں اس کی کچھ فکر  
 کرنا یا کرنا ممکن ہو تو دنیا عرض کر دوں  
 خواجہ محمود وہابی زعفران جو تمام آپ  
 سے نہ ہو سکے تو میرا سے انعام و سپہ

خواجہ محمود۔ بی زعفران اور حسب الد  
 آپ اپنے دل میں کسی اور خیال کو جگہ نہ  
 دیں۔ آپ سے مجھ پورا الہینان ہے  
 یہ میں نے صرف اس لئے کہہ دیا۔  
 کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک دہرہ دار کا  
 خواجہ محمود کہوں کیا امید تم سے

والا تو شاید شمسائے پیرا ہی نہیں  
 تم اپنے فن میں طاقان بہ اتفاق ہو۔  
 زعفران۔ یہ سب آپ کا حسن خلق ہے  
 ورنہ یہ جار کس قابل سے اچھا بیان تو فرما  
 کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک دہرہ دار کا  
 خواجہ محمود کہوں کیا امید تم سے

زعفران۔ وہ عاجز اور سے۔ آپ نے  
 مجھ کیا خیال فرمایا۔ کیا پینے یہ بہت بڑا  
 اپنے صبر کی طرف اشارہ کر کے کہ وہ سوپ  
 میں سفید کیا ہے۔ اور زندگی لگتی  
 گواہوں میں اس کی سہمہ آپ ایک  
 عاجز اور سے ہی رہے۔ اور سے  
 ابھی تک بچوں ہی کے سے خیالات  
 ہیں۔

ایک چھپا ہوا شمسائے پیرا کوئی شمسائے  
 سے نہ کر کے تو ضرور شمسائے پیرا  
 ہی نہیں کہہ سکتا۔ سے مکان میں ایک  
 زعفران۔ و قابل سے کیا کہہ سکتا  
 یہ تو ہے ہی نازک یا اس کی (خواجہ محمود)  
 یہ آنکھ کان کا نہ آئیں۔ جو میں نے  
 کچھ بھی سنا ہو یہ بہت پر تکی کہہ سکتا  
 کچھ نہیں سنا ہو۔

خواجہ محمود۔ و بچہ بہتار سے آئے  
 میں۔ تقدیر کیا کہوں کر میں بیٹھوں  
 اس کو ہوں تو تمہاری ہی کو پورے  
 زعفران۔ میں کیا شک ہے۔  
 خدا ہمارے صاحبزادے کو عمر غری و  
 اقبال۔ اندری مرحمت فرما سے اچھا

ہو پیرا ہی۔ واری زعفران ماننا ہوں  
 میں یہ کہہ سکتا کہ آپ کو دیکھا ہے  
 کھانگی کھات تو آپ سے سیکھتا ہے  
 خواجہ محمود وہابی تو میں کہتی  
 انوشا۔ کہ آپ نے مطلق نہ سنا



کچھ نہ کچھ تو سنا ہو گا۔ کیونکہ اب یہ خبر کچھ  
ایسی زیادہ پوشیدہ بھی نہیں ہے بلکہ سب کو  
اثر نے لگی ہے اور کائنات کا ہر انسان بھی ہوشیار ہے۔

زعفران - اے۔ سننے کو تو غزروں یا تیر  
سنتی ہوں۔ مگر یہ کیونکر معلوم ہو کہ غفر کیا ہے  
اور کس خاص معاملہ کی بنا ہے۔

خواجہ محمود - وہ کیا ممکن ہے کہ  
آپ نے شاہزادے عالم والا معاملہ  
سنا ہو گا۔

زعفران - اے یہ کیوں نہیں فرماتے  
ضرور بیٹے یہ اڑتی سی خبر سنی انکار کس  
ٹکڑی کو ہے۔ مگر غیب سے جیت تک

کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ میں کسی  
معاملہ میں دخل نہیں دیتی۔ اور خواہ  
شعرا ہی بیچ میں تاکیں نہیں اڑاتی۔  
اب آپ نے یاد فرمایا ہے جو حکم  
ہو۔ حاضر ہوں۔

خواجہ محمود - اب تو آپ کو کچھ نہ پوچھ  
فکر ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ شاہزادوں  
عالم کی یہ حالت مہربانی سے مگر

ہوا ہے جس سے ایک شکل کی فرقتیں  
کہ تب بھی در و جگر می سے در و سر می ہے  
بس ایسی حالت میں اگر آپ نے انکے علاج

درا۔ تھی کی تو پھر ان کی زندگی مجھے  
نظر نہیں آتی۔ خداوند کے کوئی نور و کرم

معاملہ ہو گیا تو ایک بیگناہ کا خون آپ کی گردن  
پر رہ جائیگا۔ اور آپ کی زبیرہ قیامت گردن  
جائیں گی۔

زعفران - خدا نہ کرے صاحبزادے کے کوئی  
ایسا منحوس واقعہ پیش آئے اور یہ لگڑا معاملہ  
میں کوئی شہید ہو جائے جو جمل ہی نہ ہو اچھا آپ

اپنی مطلب بیان فرمائیے کہ آپ چاہتے ہیں  
جہاں لڑائی کو حاضر ہوں بھلا یہی کوئی بات  
ہے کہ بہار شاہ و صاحبزادے فکر و تردد سے

نہیں۔ اور میں تماشہ دیکھوں یہ تو مجھ سے نہ ہو  
کہ میں اپنی جان تک وار کر چلیں تو کئی اچھا باب  
ارشاد فرمائیے۔

خواجہ محمود - شاہزادہ عالم کا حرف یہ مطلب  
ہے کہ تم کسی طرح شمس النساء علیکم  
سے اعلیٰ ملاقات کر دو تاکہ کچھ کہیں  
ہو جائے اور دل مضطر نہ ہو جائے وہ

تمہیں بہت خوش کر دینگے  
زعفران - بھلا یہ کوئی بات ہے۔ دنیا  
نیا کسوت چیر ہی کیا ہے اہل کی کھائی

ہوں یا کسی اور کا۔ دولت بہت تو آفتہ کی  
آفتہ کی میں ہے وہ تو شیشہ ہی ہے پور  
انعام غایت فرمائیے میں بھلا کیونکر ان کی

نکستہ حرامی کر سکتی ہوں۔  
خواجہ محمود - اچھا تو پھر آپ چلیں  
میں شاہزادے عالم سے آپ کا مقابلہ کر دو

زعفران نہیں میں آج شہزادہ عالم سے  
 حضور کوئی پہلے یہ تو مجھ لوں کہ شمس النساء یکم  
 کیا حالت ہے اسکی طبیعت بھی شہزادہ عالم  
 کو طر فائل ہے یا نہیں اگر کامل ہو تو اسکی کیا ارادہ ہو  
 خواجہ محمود میرے نزدیک تمہارا شہزادہ  
 سے مل ہی لیتا ہنہر ہے ۔

زعفران - نیو آج کا ملا اجا بہت نہیں  
 ہے جتنا ملے ۔

خواجہ محمود - اچھا تو کل کس وقت تمہارا  
 انتظار تھ خنڈ میں کیا جائے ۔  
 زعفران - جو وقت موقع ملا ۔ یا جوت  
 آپ کے یاد فرمایا ۔ فوراً حاضر ہوئی ۔

خواجہ محمود - بہتر ہے مگر گھر جا کر پہل  
 نہ جانا کوئی فکر ضرور ہونا چاہیئے ۔

زعفران - بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں  
 یہ بھروسے کی بات ہے میں اقرار کرتی ہوں کہ خط  
 جان اپنی راوی کی صاحب  
 دان کو ان سے ملاؤ گی صاحب

خواجہ محمود وہاں بی زعفران مجھے تم سے آگے  
 بھی کہیں نہ راوہ امید ہے ۔ خیر رخصت

بی زعفران دعا دیتی ہوئی اپنے گھر کو چلیں  
 راہ میں اس خیال کیا کہ خدا کے سونے کی

چیز یا جہاں میں چھوٹی ہوئی اور کھڑے ہوئے  
 شمس النساء یکم کا دل تولتی چلوں دیکھوں

راوی - یہ کیا ہے یہ کہہ کر اتر چلیے ۔

کچھ کار دانی کر رکھو گی تو بہت سا کام نبی عجل  
 یہ منصوبہ دل میں رکھو کہ یہ سیدھی مل میں ہوگی  
 پھر تک یہ اسی مل کی ملک پر دروہتی اور انیش  
 ہے اسلئے یہ مل کے کل حالات سے واقف  
 ہے حسن اتفاق سے بہتر کی طرح قریب  
 نشانے یا تھکا شمس النساء کے پاؤں پہنچی  
 جو اسکی خوش قسمتی سے اسوقت تنہا بیٹھی تھی  
 سوچ رہی تھی ۔ جلتی چپکے سے پیچھے کھینچی

اور سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا ۔  
 زعفران - بی مزاج تو اچھا ہے ؟ آپ کا کام  
 کیا ہے ۔

شمس النساء یکم - دو تھنڈی سانس  
 لے کر تھکے چمچی ہوں ۔

زعفران - اور نام تو آپ نے بتایا ہی  
 نہیں ۔

شمس النساء یکم - مجھے نگور کی شمس النساء  
 کہتے ہیں ۔ اور آپ کا کیا نام ہے ۔

زعفران - بی ذرا نہ کر ۔ کے آپا نگور سی  
 ہوں ۔ آپ کے دشمن نگور سے ہوں ۔ جو

آپا کو نہ دیکھو نہ سکیں ۔ بی مجھے زعفران کہتے  
 ہیں مگر آپ کے کلام میں کچھ درد

کی تو آتی ہے یہ آپا تھنڈی سانس کیوں  
 کرتی ہیں ۔ اور نہ کہہ سکتی ہیں ۔

شمس النساء یکم - شہزادہ شہزادہ شہزادہ  
 شمس النساء یکم - آج

شمس النساء یکم - آج

میں یہ آپ کی تو مدت سے توفیق من من  
 کر آپ کی تو میں دیدار کی مشتاق تھی۔  
 میری طبیعت تو بے غلہ تھائی بہت اچھی ہے آپ کی  
 خواہش الہ بھی ہے میں کیوں ٹھنڈی سانس لیتی  
 لگی آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔  
 داول میں اس کنجش کا آنا خالی از غلت  
 نہیں۔ کیونکہ اس فن کی مشہور دالہ ہے  
 حضور صبر کرو۔ معلوم ہی ہو جاتا ہے۔  
 (عمران) بی میرا خیال ہرگز ہرگز غلط  
 نہیں ہو سکتا۔ آپ کے ولی فیالات کا آئینہ  
 آپ کی صورت ہی ہو رہی ہے چھپانے  
 کو تو آپ لاکھ چھپا رہے۔ مگر سب چھپ  
 بھی سکے۔  
 حبیبی۔ ہمدردے غیب دانی۔ بی  
 زعفران بھی لال بھجڑے تھکے نہیں۔  
 زعفران۔ لے مجھ سے نہ توڑے بیٹے  
 بھی تو تمام عمر آپ ہی صاحب ل کی جو حال  
 سیدھی کی ہیں۔ ابرا کیا مجھ میں اتنی  
 بھی سمجھ نہیں۔  
 شمس النساء بیگم۔ دل میں یہ تو دینے  
 پہنے ہی تار لیا تھا کہ یہ بڑی چٹا پنہ  
 اس کا آنا ہے سبب نہیں۔ دیکھئے تو دل  
 بہید لینے کے لئے کبھی چل چل رہی  
 ہے بی زعفران خدا ہی کرے یہ کیسی کھڑا  
 پھر ہی باتیں کر رہی بہ خیر سے نلک میر کا

کا تو شوق نہیں ہے کمال کا شہرہ سستی  
 زعفران۔ وہ اپنی بھنگ دنگ کھائے  
 میری بلا اپنے تو ناحق مجھ نہ بھنگی کو بھنگ  
 (دلین) تو کبھی کیوں ہو۔ اگر آپ سے آپ تمام  
 مدت سے نہ اوکل ہو تو پھر رہنا نا ہی زعفران نہ رکھو  
 کیا آپ اپنے ولی جذبات کو کی طرح چھپا سکتی ہیں  
 ہرگز نہیں۔  
 شمس النساء بیگم۔ شاید آپ ہی کا خیال صحیح ہو  
 مگر یہ آپ کی یہ نہ کیوں پڑ گئیں خدا کا شکر کہ کچھ  
 بھی ہو تو آپ کو اس سے کیا غرض۔  
 زعفران۔ خدا خدا خدا تونہ فرما کیے بدک  
 خدا خدا خدا فرما کیے کونجے آپ کی دلی فیالات  
 و خالی معاملات سے سبب مراد نہ ہو مگر مجھ  
 کو کسی تکلیف دہی نہیں جاتی کہ خدا نہ دل  
 ٹوڑا ایسا ہی نرم دیدیا ہے۔  
 شمس النساء بیگم۔ تو بی خدا نہ کرے  
 مجھ پر تو کوئی ایسی مصیبت نہیں پڑی کہ  
 جس کے لئے آپ کا ہمدردی کی ضرورت لاحق ہوئی ہو  
 زعفران۔ آپ کو نہ ہی کسی اور کو سہی  
 پتو شمس النساء بیگم کے اور بھی کان فطرت ہو گئے  
 شمس النساء بیگم کسی اور تو ہوا  
 کہ نہ سبب طلب آپ کی سبب مجھ سے نہ ہوا  
 کیوں پڑ گئیں۔ یہ تو طافات نہ ہوئی۔  
 طافات ہوئی۔  
 زعفران۔ سہ منہ تو نہ آملو اے۔ کہئے تو

آپ مجھ سے دعائی نہ مانگیں کہ بہتے  
شہر آتی ہے۔

زعفران۔ دودل میں تمام کھیل بکرتے  
پتھر بکرتے کئی بکرتے کھیل جاتی ہے  
صاحب زادوں میں نہ مالوں کی جیت کہ آپ  
مجھے معاف نہ فرماؤ گی۔ اگر ایسا ہی ہے میرا پی  
کا لحاظ پاؤں سے توں نہ فرماؤ بیٹیا  
کہ سارا اچھا اچھا جاکے۔

شمس النساء بیگم۔ آپ تو ناحق مجھے کہتے  
میں تعجب رہی ہیں۔ اچھا صاحب بیٹیا

زعفران۔ ان اچھی جی خوش ہو گیا جنگ  
جنگ جیتے دو دو جہاں نہاؤ پو توں پہلو

اچھا تو اب میری بھی بعضی سی آپ دھم فرما کہ  
اپنی بیدہ شاہجہانی کی جو بھی بتاؤ مجھے کہ

شمس النساء بیگم۔ میں تو کہیں وہ نہیں  
ہوں۔ وہ جس کی بتاؤں یا آپ آج نہ لکھ

کیونکہ لائیں۔ اور میرے حال کی اس قدر  
میںوں جہاں ہیں۔

زعفران۔ آخا! صاحب زادوں  
اتنی دیر کے بعد آپ کے میرے حال زار پر

رہم فرمایا۔ اور میری خبر نہ لکھی نہ انداز لکھ  
تو تیرے دوست تیرے دوست تیرے دوست تیرے دوست

دیکھ کر کوئی شکر نہ لکھیں۔ (بہتے)  
کیا کہوں صاحبہ زادوں کی دعا۔ ایسا

کہہ چلوں۔ آپ نے یہ کیا فرمایا۔ کچھ طلب  
جی حضرت آپ کو تو وہ مطلب جس کا جواب

نہیں۔  
شمس النساء بیگم۔ دہشت ہو گیا ہو کہ

یہ کیا آپ پسندیاں سمجھا رہی ہو۔ میں تو  
آپ کی ان پسندوں کے جو جیسے سے

بالکل تاحیر ہوں۔ ان اگر کچھ فرماتا ہو تو صاحب  
صاف فرمائیے۔

زعفران۔ بی کب تک مجھے نہ بتائیگا۔  
اور کب تک ان لکھا یا کچھ لکھا۔

شمس النساء بیگم۔ دین نہیں ہو کہ بی  
زعفران ہمارے مکان باز رہی الفاظ

سینا آشا میں۔ ہم خیر فی زادوں یہ الفاظ  
سننے کی تاب نہیں لاسکتیں۔ ہمیں

صاف نہ فرما دیں۔  
زعفران۔ دجی میں ابھی شریفہ زادوں

کی قوم بنی ہیں۔ نو نڈوں سے انکھیں لڑتی  
پھر میں اور یہ دعوت کریں۔ رہ تو ہی وہ

جڑی ہو کہ یاد رہے۔ صاحب یہ تو کوئی  
باز رہی الفاظ نہیں۔ بلکہ محاورے ہیں

جنگ۔ کہ کی زبان پر جاری ہیں خیر آکر  
یہ سے مست ہوئے تو میں آپ سے

کی دعائی چاہتی ہوں۔ اب آئینہ تھا تھا  
کا وعدہ کرتی ہوں۔

شمس النساء بیگم۔ آپ بڑی ہی ہیں

نرم و لگن دار دل دیا ہے کہ کسی کے چہان کی  
اور اس موندی کاسے پر چل گیا ہے کسی اور  
دیکھ رہی ہوں کہ بچہ مارا ہو پتھر سے ہے  
زندہ ہی کو نہیں لیتا ہے۔ درویش ہی کو نہیں  
چھٹا مہر سے پتہ ہے۔ رقا ہے فریاد کرتا ہے  
بھی فغان کبھی بس پتہ ہے۔ کبھی دیکھتا ہے  
حالت تباہ ہے ہر وقت گریہ و زاری ہے ہم  
لحہ افسانہ ہی ہے۔ دل میں تپک جلتی ہے  
تیس ہے مال پر درویش زمین تو آسمان بنا دیتا ہے  
ہیں دیکھا ہے خون را در کادول دہلاو تیا ہے۔

کیا تو۔  
فصل المشاکمہ لے آئے کیس بیچارے  
کی ایسی حالت ہے۔

و شوار ہے۔ تو بار برسوں کا بیمار ہے  
سو کھ کر کاش ہو گیا۔ گل سا چہرہ و شجرہ  
ہو گیا ہے۔ نہ لکھ در دھن کا نور ہو گیا  
گو بہر دین و مال ہے۔ عیان ہو یہ گوہر  
وقت خیال ہے۔ خدا اچھے پیارے کے

دل میں لیا کون سا تم ہے کہ جس سے  
اس کی حالت بالکل پرہلہ ہے اگر چہ  
یہی حال رہے تو نہیں معلوم کہ اکی جالیا پر  
کیسی کیسی قیامت کیسی گئی آفت  
آئے میں تو بخیر ہوں ایچھو یا قصہ  
سے پہنچا ہے۔ اس سے اس کی جان

بھائی ناممکن در بال ہے۔ بلکہ اسکا خود  
کشی کرینا بالکل بفرین تیاں ہے  
ما صاحب را دہی آپا ہی فرمایا ہے۔ کہ  
کو خیر نہیں۔ چہ خوش سے  
نکریا کیا تھا کہ نے۔ لہذا وہ بے لگا ہے

<p>سمیوں کو پوچھتا ہے کہ اس کو مار ڈالو          بھیدی میں بلیک صاحب آپ اس شعر          پر اس قدر چونکے کہ بول ہوئے          شمس النساء بلیک بلی بلی بلی بلی          اللہ عزوجل میں ہی سہو و آفات میں          اب بھی اس معیت کے قتل کا نام نہیں لیا          کہ میرے دل کی پریشانی وہ بھی جانتی ہے          زعفران - وہ اپنے دل میں بھی ابھی          پریشانی سے متور کا میرے سر پر          وہ کہنے نہ رو تو پھر ہاتھی کیا ہوئی          بلی کیا اس غریب کا نام تھا دل اب تو مجھے</p>	<p>آپ خود ہی کھود کھود کر نام پوچھ رہی          میں تو شیخ یہ پروردگار است          مہار سے شام دوست عالم دیا کی          شہزادے کا نام زعفران کے منہ سے          نکلتے ہی مہار ہی ہر دین کا دل دیا          ہو گیا ہے عباد الہیہ کی یاد میں          کہ تو نے لگا تمام جسم سنہ کیا عرق سے          تو کی یہ قریب تھا کہ غش آجائے          حیرت و شہزادے کو مہار اللہ کی کت          وہ مہار اللہ کی مہار کی طرح بیٹھی          ہی تو اغریب خیمہ سے ہو سکتا تو ہی</p>
<p>اس کے فریاد و غنایں و رور و گمراہی          آہ و بکا شور و شین گریہ دین          جلتے          شمس النساء بلیک سخت بے چین          ہو کر وہ بلی زعفران تمام مہار          حرف نام تباہی میں یہ اشخاص خیر نہ تھا          جیسے بھی اس کی ضرورت نہ تھی</p>	<p>شمس النساء بلیک بلی بلی بلی بلی          یہ جہالت سے یہ کیوں اب کیا تھا اب          تو نے تو ان کا دل چل گیا موقعا آگیا          یہ تو آپ اپنے ہی جی سے          یہ سننا تھا کہ شمس النساء دے میں          آگیا</p>
<p>سکا تو اسو نہیں بدلتی میں          دیکھ جتے ہی جی جی گویا اپنے          ہی میں ہی جی جی جی جی جی          شمس النساء بلیک بلی بلی بلی          پتہ جی جی جی جی جی جی          پاس آنا کلتا جی جی جی جی</p>	<p>زعفران - وہ صاحب زادہ کی          اشخاص کیوں کر نہ تھی - نہ اس          تبادوں - ایک دو بار کی تو بات ہی          میں تو عرفا اپنے نام تباہی سے گریہ کرتی          جی کہ قریب کشتاں آپ کو جی کوئی          رنج نہ پہنچ جائے - اور آپ کا دل          اب بھی ہے اب تو نہ ہو جائے - اب جب</p>

مواہب سبب انہیں حضرت کی ملی جھکت  
ہے۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

واہ بی زعفران! میرا پستہ جی سے  
کیا یو چھو رہا ہے تو ایک ہی ہوتی وہ ہنتراد  
میں کیا غریب کی مجھ سے اتنا کیا واسطہ  
زعفران! یہ خبر کہ واسطہ نہیں تو مرنے  
دینے کے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ شامزادہ عالم  
سما نام آئے ہی آپ کھڑکیوں کیسے اور  
آپ کی حالت اسوقت ایسی عیر کیوں  
میرا ہی ہے۔

شمس النساء بیگم۔ یہ تو مرنے ہی چاہتے  
کیوں آئے ہیں ان کے تمکد فرمیں یا نہیں  
آپ ہم ان اتنی جھڑپ ہی نہیں کریں۔ اور  
تمکد نہ کہنا لیں۔

یہاں تو بی زعفران بھی کچھ لڑا اب  
سی اہ کیسے رہا رہے گا دل کا گھٹا تھا کہ  
میں مل سکتے کہ بیان جہاں کہیں لگیں۔ آخر  
سو جرات تو یہ سر جھا۔

زعفران! جینے پونے ہی اچھا ہے۔  
میں شہادت ہوتی ہوں۔ انشا اللہ تعالیٰ  
میں ملے گی۔

چنانچہ نام شہید شمس النساء سے  
ہر سے پہچانیا اب اڑنے لگیں۔ کیونکہ  
بی زعفران نے کوئی ایسا دیکھا تھا وہ  
کیا ہی نہ تھا اس نے تو وہ چلتا ہوا جاو کہ زعفران سے سبب باتیں کہی گئی ہیں

چلایا تھا جس شمس النساء کے قہقہے میرا  
کلی اب جھڑپ روکا وہ ملی بھیجے کہنے میں آتی  
راہی تو فرشتہ برائے زیورہ قہقہہ نہ تھی۔  
شمس النساء۔ واہ بی زعفران! اتنی جھڑپ  
بھی نہیں۔ جی بیگم! جھڑپ نہ تھی ملی ہے  
یہ تو لا بھی مارے جی نہ تھے کی جھڑپ  
اپنا مطلب حاصل نہ کر لگی۔ آپ زور دیکھتی  
تو میں کہ یہ لکھی کیسی چالیں جیتی ہے۔  
زعفران! بہت تو جیتی اب کب تک  
بھیجی رہوں دل ہی تمام ہو نیکو آیا۔

شمس النساء بیگم۔ ابھی تو بہت دن آ  
چلایا تھا۔ بیوقوفی۔ تو پھر آپ شامزادہ صاحب  
کو کیوں نہیں سمجھا ایں اور کیوں نہیں  
ان کا کوئی علاج کریں۔

زعفران! جھڑپ کیا۔ جہاں۔ اور  
کیا علاج کہہ کر دل جھڑپ جھڑپا جھڑپ  
جن کے پاس انکے دوسکا و زمان سے  
وہ ہی کان پر اٹھتے ہیں تو دوسرے بھیجے  
کیا کہہ سکتے ہیں۔

شمس النساء بیگم۔ جی میں اب تو یہاں  
اس کے پاس چارہ نہیں۔ کیونکہ اگر میں  
اس سے اپنا ولی بھیج دیتا ہوں اور خدا نخواستہ

شہزادہ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ تو جہا  
ہی غضب ہو جائیگا اور یہ تو ظالم ہے  
اس سے سبب باتیں کہی گئی ہیں

<p>اور بھی بھی گئی تھی اس دن نہ بے تماشائی کیلئے          دل سے پوچھنے یا پوچھنے سے پوچھنے جھگڑا          ایسا سنگدل ہے جو شہزادہ کی ایسی حالت میں          آیا اٹھو و کہہ دیجئے خاتون کرسے بی زعفران مسکرائیں          یور دیں کہا کہاں آیا آپ یہ پراتی جالی میں -          زعفران - سے اپ میں بھی کس کا نام اوں          کہ وہ سنگدل کون ہے جو شہزادہ کو سبکدوشیت          میں شہزادہ کی آمد ہوئی سے تیر کی دھماکے سے          پاکہ اس سے شہزادہ کے آدھ نہ لے زیادہ فغان</p>	<p>کیا شیتے میں تانا چٹم بدو کر مسکرا مارا          شمس النساء یکم - جہا میں کیدیں خفا          ہونے لگی دیکھا لیکے اوزخا ہونے کے کیا سنی -          یہ تو میرے سمجھ میں ہی نہیں آتا          زعفران - اچھا تو اس سے آپ کو کیا آپ          قسم تو کھا بیٹھ بھر دیکھا جاکے          شمس النساء یکم - اچھا میں خفا نہ ہوئی          زعفران - اس کی ہی نہیں میرے سر کی</p>
<p>شمس النساء یکم - اگر تہا رسی ہی مری          ہے تو میں تہا رے سر کی قسم کھاتی ہوں          اب کیا تہا بی زعفران نے بدھڑک          شمس النساء یکم کے ذوق پر ترے پیار          میت سے اٹھ کر رکھ کر کہا کہ وہ مہرخی          پیار ہی دل با جان لیو صدمت تیری</p>	<p>شمس النساء یکم - نہیں بی زعفران          ایسا قالم و جلا کولن پوچھا چٹے کسی سے اذکار          میں مزہ آتا ہوگا - بچے تو کوئی ایسا بھلا          نظر نہیں آتا -          زعفران - شاید آپ کو نظر آنا ہو مگر بچے          تو تالپہ سے</p>
<p>شمس النساء یکم - شاید آپ کو نظر آنا ہو مگر          بچے نظر آتا تو میں بھلا اس سے پوچھتی          بھلا اس بھرو جھانسنے حاصل اس سے          بہتہ خدا کچھ تو علم چاہیے          زعفران - اگر علم ہو تو میں اس سے دیکھا دیا          مگر پہلے آپ میرے سر کی قسم کی کھا لے کہ          آپ مجھ سے حقا تو نہ ہو گئی - مگر ایسا ہو تو جیائے          دیکھیں میں برا ہوں -</p>	<p>شمس النساء یکم - اگر تہا رسی ہی مری          ہے تو میں تہا رے سر کی قسم کھاتی ہوں          اب کیا تہا بی زعفران نے بدھڑک          شمس النساء یکم کے ذوق پر ترے پیار          میت سے اٹھ کر رکھ کر کہا کہ وہ مہرخی          پیار ہی دل با جان لیو صدمت تیری</p>
<p>شمس النساء یکم - اگر تہا رسی ہی مری          ہے تو میں تہا رے سر کی قسم کھاتی ہوں          اب کیا تہا بی زعفران نے بدھڑک          شمس النساء یکم کے ذوق پر ترے پیار          میت سے اٹھ کر رکھ کر کہا کہ وہ مہرخی          پیار ہی دل با جان لیو صدمت تیری</p>	<p>شمس النساء یکم - اگر تہا رسی ہی مری          ہے تو میں تہا رے سر کی قسم کھاتی ہوں          اب کیا تہا بی زعفران نے بدھڑک          شمس النساء یکم کے ذوق پر ترے پیار          میت سے اٹھ کر رکھ کر کہا کہ وہ مہرخی          پیار ہی دل با جان لیو صدمت تیری</p>



# نواں باب

## تجدید تہائی

تجدید تہائی میں ہے۔ وہ شریکین حضرت  
قرین نزع میں بیمار عیسیٰ و ابن مریم میں  
ہے۔ وہیں ملک اس کو دیا۔ ستارہ قمریہ

ہوئے آج پورا ایک سال چل گیا۔  
اس ایک سال میں زمانہ نے گریٹنگ کی طرح  
سنگینوں رنگ بدلے مگر ہر رنگ  
وضع پر قائم نہ رہا۔

ہر ایک لحاظ بیک ساعت بیک دم  
دگرگوں میثود احوال عالم  
کے مطابق ہوشان عالم کا تفسیر ہے  
ہزاروں بھری پر ہی پرمان گودیاں

خالی ہو گئیں۔ لاکھوں پر آرزو آغوش  
مراؤں سے پر ہوئے۔ سیکڑوں خوش  
دو دو جواؤں نے ناشادوں پر اداس دیا

بنانی سے عالم جادوئی کی ناہ کی غور و  
بوتے سے بہت ارمان نکلے دل کے  
بیکون پھر بھی کم نکلے ہوئے عدم  
کو سدھارے کتنی عورتیں۔ بیوہ  
ہو گئیں۔ کتنے مرد حضرات دوست و بیٹل

محبوب ہو گئے۔ ہزاروں چہستان و دریاں

اور فاضل کی تو شہزاد کی تربیت کی بالکل  
ایسی تھی کہ اور یہ شہزاد آپ ہی کا گھلا یا گھلا ہے  
شخص الشاہ ولیکم خیر بی زعفران اگر آپ  
مجھے کہ اس الزام کا ملو ہم نہ لگے ہیں۔ تو  
مجبور تھی۔ یہ آپ میں اپنے کو بھی آپ ہی  
کے سپرد گئی ہوگی۔ جو کچھ میسر ہے اور شہزاد  
کے حلق میں بہتہ سمجھ کر کیجیے۔ میں آپ کے ہر کلمہ کی  
تغییر کو لیسیر و چشم حاضر ہوں۔

زاد (نارنگی) دینی اس بہت تیزی شرافت  
کی ہم میں نہایت ہی شریف زادہ کی تھی۔  
انگریزی نہ نہ پہنچ سکیں۔ صاحب زادی میں  
آپ کی اور شہزادہ صاحب کی تالیف اور  
حاجان تار ہوں۔ جو کچھ آپ لوگ  
اور شاد و فریاد۔ اسکی تئیں میں حیاں تک  
نہ لگے گی۔ آپ میری خاطر ہنس سکتے بالکل  
مطمین رہیں۔

شخص الشاہ ولیکم۔ جبکہ آپ کی طرح  
ستے بہت تیزی۔ امید ہے اچھا آپ آپ  
تجدید غیب کے بھائیوں۔ اور شہزاد سے  
عالم کو سمجھائیں۔ اور یہ بھی کہیں۔ کہ  
وہ دایا نہ کریں۔ جس سے نصیب  
و شہزاد کو کوئی سخت حادثہ واقع  
ہو جائے انسان کو صبر و ضبط سے  
کام لینا چاہیے۔

ان کی بات پر کچھ خوش و غم نہ ہونے



ٹکڑے درجی میں ان کا کھینچا گیا  
ورنہ ایمان کیا ہی تھا خدا نے لکھا

اس عرصہ میں مصداق عشق و مشک  
چھپا نہیں رہتا۔ بڑی بیگم صاحب

شہزادہ کی والدہ (کون کونسا مان الفت  
کے دشمنوں نے اپنی خفیہ عتباری

کی رپورٹ کر دی جس کے سنتے ہی  
بڑی بیگم کا چہرہ مارے غصے کے آگ

سا اٹھیا وہ گویا آنکھیں رشک خون  
ہو گئیں۔ آخر محمود کو شاہ ذبیحہ کے

کان تک یہ جزو حقت اثر پہنچائی گئی۔  
مگر شاہ ذبیحہ کو اس تمہی انگیز و تاسف

خبر نے بڑے تذبذب میں ڈال دیا کہ  
وہ اس جزو کو یا یہ صداقت سے گیا ہوا

خیال فرماتے تھے۔ اس لئے پورے  
طور سے یقین فرماتے پہنچاتے تھے۔

شاہ بھرت پناہ کا یقین شکوک طرہ پر  
جس سے ان بچہ و دل کی آزدیوں میں

بہت کچھ قیدیں لگا میں گئیں۔ اور راز و  
نیا فکسے پیام و سلام میں رد کار میں پیدا

کہو گی گئیں اب یہ ایران است صدمہ  
جہائی کی جانکاہ لذت چھوٹے کچھ کر نمازوں

کی جان و مال کو پانی پی پی دعا رتیں۔  
اسی عرصہ میں سلیم نے فرزند بیگم کو دام میں

بہت سے کیلئے بڑے بڑے کپڑے لگائے گئے  
انکے ہندوں میں نہ آئی پھر گاہ دہلی سے نکال دیا

چاہا اس میں بھی کامیابی ہوئی آخر حیدر علی کی  
معیت کی ماری بہت ہی ٹھیک ہوئی تو آخر

تنگ آکر بڑی بیگم سے شہزادہ کی تمام چادر باریک  
کی شکایت کر دی جس پر بڑی بیگم صاحب کے

غصے کا تعریف کیا یا رہا جس پر غصوں پر پتہ چلا  
اور انہوں نے فوراً بال میٹی کو اپنے

حفظہ میں سے لیا۔  
اس کے پیار سی شمس الدنیا بیگم کے دیکھو

بھی شہزادہ کی بیجا حرکت نے بہت کچھ  
بھی شہزادہ کی بیجا حرکت نے بہت کچھ

وہ بھی اپنا دل شہزادہ کے کی نظر چھٹی تھی  
ایکے جبراً تھرا اسے شہزادہ کی انا

ملا بیگم کو کتوں سے چشم پوشی ہی کرتا پڑی  
اور سلیم کی الفت و محبت میں بہت چین

دلے آپ ہی رہتا پڑا اس کے لیے ہوئی ہوئی  
ہے اسکا ہر چہ دل آفرین تھے اس کے ہی

بہت کچھ قیدیں لگا میں گئیں۔ اور راز و  
صبح ناکر نے والوں کو الصلوٰۃ خیرا من اقصم

کی دلکش آواز سے دکھایا ہی تھا اب یہی اجھی  
طرح نہ بٹھنے پائی تھی کہ شہزادہ سلیم کے

موتوں و قدیم مرزا عبدالرحیم کے ہوتے  
نہیں۔ چونکہ شہزادہ عالم کی تمارت

بے چینی میں کھٹکتی تھی ایکے میم کر کے

مفتد سے جہیز نکول ایسی امی آنکھ لگی تھی	میں جانتا ہوں یا میرا خدا اناں تو ہی بے نظار
کہ مرزا صاحب یا سنے بیدرمان کی طرح آدھ کھد کھنی میں کہہ دے تندرہی سے اس کام	سینے سے ہی مرض بھر کو بگاڑ دیا۔ اگر تیرے کا غماں ہو گیا۔
عالم کے دل کو کھائی ہوئی تو قابو لایا یہ جگہ ناسبت خواجہ محمود۔ وہ تو ترسے حق ختم سے وعدہ	ناگوار گندہ لنگر برعکس اس کے آپ بکھر کر کھائی گئی ہے۔ اور اس کا دلوں کی کچھ بھی نہیں
میں سے ہی بوجھا کہ کہو بارہ زعفران کو بلوایا تھا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑی تجربہ کار رہ	کیا بابت چیت ہوئی
خواجہ مجبور۔ اسلئے تو میں اتنی سویر سے وہ دروازہ پر پہنچا جو کھلے دے وہ دھڑک رہا	آپا ہوں کہ آپ سے کل کیفیت کہہ دوں۔ اور کوئی تمام استعجاب نہیں
ظاہر آتی ہی ہوگی۔ کیونکہ اس سے نہیں سمجھتا یہ باتیں جبرجہاں تھیں۔ اور اب کچھ دوسرے	وعدہ کیا ہے کہ جمع کر دوں تندرہ سے عالم سے ملنے والی شے کہ ایک گندہ کھارے اعلیٰ دینی کہ
وہ تو تمہارا تو بکایہ افغانی ہے اب انشاء اللہ آپ کے ایک بار عیاد و دولت پر حاضر ہے یہ سنتے ہی	تمام کام منور جھانکے۔ میں نے جو آپ سے مرزا صاحب کو دیکھا ہے وہ بڑے دیکھتا تو کچھ اراد
تو ام میں اس وقت خلل اعجاز کی اس	یہی زعفران وہاں ہا تو ہی اندیشہ آئے اور لاکھ
کی معافی چاہتا ہوں۔	نہیں تو وہ اپنے سلسلہ فرشتے پہنچا دیا اسے کیونکہ
شہزادہ۔ بھئی تم ایسا کلمہ نہ کہو۔ کیونکہ	انکی انچیں کھل نکلیں جو دستہ کی اشیاء کہ
میرے دلوں کو جبرجہاں پہنچا سکتا ہے البتہ نہیں	کیونکہ یہ سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ
ایسا اعلان فراموش بھی نہیں ہوا کہ کیا	پوچھتے ہیں۔ البتہ اس میں ایک شے ہوگی
وہ تیرا کام کر دے میرے لئے خیرانی بھی اٹھاؤ حالت میں مرزا صاحب کو کہہ کر بی زعفران	اس پر میں برا مانوں اور خدا ہوں۔
ایسا تو شاید کوئی بھی نہ کہتا ہوگا۔	شہزادہ۔ کہو بی زعفران مرزا صاحب
پھر بھلا میں کیونکر کر سکتا ہوں۔ اس وقت	تم سے کہہ دوں وہ کھل بیلا سی لایا جو
مہار سے آئے اور بی زعفران کے آئینے	سے ابھی اور میری آنکھ
خیر خاندان سے جیسی راحت میرے دلوں کو	وہ تیرے لئے دیکھ کر چہرہ پر تڑپ
جیسی سرت میری رخصت کو ہوئی مرزا	ایسا کہہ کر کہہ کر دے



کی نکتہ چیں

شماره اول - ایستادگی و شجاعت  
شماره دوم - ایستادگی و شجاعت

ایضاً

تاریخ ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶

تاریخ ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳

کتابت

میرزا محمد علی خان قزوینی

وہاں پہنچ کر اس نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نیا مکان خریدا ہے جس کی قیمت صرف ایک سو روپیہ ہے۔

و کتب و کتابخانه

و آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم

فرماندهی کماندین

تأخذ زناها وجميعهم. لو ديتهم وجميعهم وجميعهم

سلطان بنده کافر نظر سلیم را می بیند

کتابخانه اولیہ سلطنتیہ اولیہ اولیہ

مجلس

در انوار السعید میفرماید که پس چرخ جبروتی و جبروتی  
مما یم و الا انکما صا کما یم و

ہاں میں جیسے ان تہذیبہ دیدہ دلہا ہے

تہاری دلکش دیباچی صورت و کیسی ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

کیونکہ اگر تم نے خدا اور اس کی میری محبت سے  
منہ پھیر لیا تو پھر میں کہیں کا نہ رہیں نہیں رہیں گی کیا بھی کچھ نہیں ہوتا اے اے جیہ زدوں آ  
خدا شاوہامرا وہاں کی قسم تم میری محبت سے  
مٹ نہ پھرنا بلکہ جیتنے کے وقت کیاں رکھ  
اور انہیں تم جو رو جیٹا ظلم نہ ہو کر لکھو وہ  
شوق سے تم پر کر کے کیسے آجی وہاں  
اپنا دل اپنا جگر اپنے گھر کے دیوار سے  
جہانم تمہارے بحر میں لب پر آہ ڈالو  
سب دل میں تب بھر چکا ہے ہر دم  
بیقراری ہر لحظہ آہ ڈاری جگہ میں اور  
پہلو میں تپک جہان فرین روح تلکین  
لحزب خور سے نفرت ہیں دھجھا سے  
دھبت ندون کو چلیں نہ رات کو آرام  
جگہ کو بی امید نہ کاوتی سے کاہم ہیں  
نہ جلد احباب سے غرض تنہا لپٹندی  
کا مرض غم کا نور ہر دم خضر و سولس  
مرض غم کا نور تاب و گراں کا نور ہے  
و تکیب لکھنا استقلال و سطر اور وقت  
لفظ وقت کا ملال ہے عجیب حال ہے  
کسی پہن کر کسی کر و شہر آرا نام نہیں ہم کو  
تہا ریت رہتے ہیں احباب ہم جہاں میں  
جہانم وہ نہ سہا ہے چہرہ مجھے بہت بھروسہ  
نہا کہ ایک نہ کیوں یہ حضور کا آئینہ گے  
اور خواہ خواہ ہمیں سب کے چہرہ کے قرار  
کر کے یہاں تک لے آئیے۔ مگر وہ بھی

محض پیرا پیرا بے توقیر نظر آ رہے ہیں انکھوں  
ہیں کوئی کام نہیں آتا ہے میٹر  
و سپتہ قحط پیلو عرش اعظم  
اشہد اب کہاں آہ میں  
جہانم اب تو صبر کی تاب نہیں کیا  
نہایت گوارا نہیں موت آجاتی تو  
اس محبت کی زندگی سے بہتر تھا مرنا  
اس بچنے سے برتر تھا جیتنا یہاں  
سے میرے دل و جگر و دلوں کی حالت ہے  
اگر آپ چاہیں تو دیکھ لیں ہر دم فرق ہو  
تو میں نہ نگار جیتنا بل دار سے میر  
کچھ نہ ہو چھوڑا آتش خیم سے  
جگہ دل کیا ہے دلوں  
جہانم اب تو فرق کے حد سے اشتیاق  
کی تھکنیں ہم سے بھی نہیں جاتی مرنے  
کو تیار ہیں یہاں دینے کو تیار ہیں اب  
اں اگر آپ مجھے اہر او ناشاد کی زندگی  
چاہتی ہیں تو جی طرح ممکن ہو جائیگا  
فرحت ہمارے جیسے سرور اور مہر ہے  
دل کو دھپیں کچھ نہ کہی ہی جیہ زندگی  
کے برقرار رکھنے کا حل ہے آئندہ  
آپ چاہتے ہو آپ کا کام دالہ دم  
نہاں عرش و قحط پیلو عرش اعظم  
پہنچے فاقم سے شوم کی شہر ان کے

حواس نہ کیا گیا اور وہ پیکر خطہ مستقیم محل میں بنی ہوئی تھی۔  
 وہ دوسری لمبی اور نازک کی خوش قسمتی کہ اس وقت بھی ہماری کبیدہ و نرغیدہ نازنین یہ حکم سنتے ہی ہر  
 اس نے اپنی دل آویز آواز سے انسان کو کوئی کتا ب کہتے تھے۔  
 آہنا یا یاد خطہ چپکے سے شمس انسان کے ماتھے میں دیا جیسی شام کا وقت تھا اس طرح بھی ہماری نازنین  
 اور مسکرا کر کہا کہ آج تو اندام مٹنے کا کام ہے کتب الیہ کے رخ زیبائی طرح صاف و منور تھا کہ ایک بیک  
 خطہ کو شمس و فرور و قرین سے بڑھا اور اجنبی خطہ  
 اپنے خود پیشے کے انجیل میں باندھ لیا تھا کچھ اب  
 وہ اندام کا لقا تھا کیا۔ اندام میں تو اس نے  
 پناہ گزین پر با چھوٹا تار کر کے لکھا مگر جواب خطہ کا  
 وعدہ کیا اور اسے رخصت اس کے جانے کے لیے  
 اس نے گارے پھر اس خطہ کو آنچل سے  
 کھل کر جڑ سے اتار دیا۔ اس نے پھر ہاتھ پڑھا  
 تھا کہ وہ یہاں سے تعلق قائم ہوا۔ اور اس وجہ  
 عشق و سرج ہوئے۔ ابھی خطہ ہی ختم ہوا تھا  
 نہ سارا یہاں تھا۔ ابھی کہ کسی کے  
 پاؤں کی چاپ پائی دی۔ آہستہ پاتے ہی  
 اس نے خطہ چھپا لیا اور انسانی گشتی۔ اگر یہ  
 آہستہ سے منہ ملی تو شاید یہ گریہ و زاری  
 سے انور و نہ ہو جاتی۔ مگر خدا نے خیر کی کہ  
 اس آہستہ نے اس کے کان کھڑے  
 کر دیے۔ یہ سن کر پیچھے گئی اور وہی چلا  
 شعلہ ہی کتا۔ یہ دیکھنے لگی۔ اب وہ  
 آئینا بیاں چھپنے پاؤں کی چاپ سے اس کے  
 سلسلہ چھو اویس۔ جھٹ۔ وہ بڑھی ہوئی  
 فرستادہ مائیں مقدر۔ جس نے بڑی

حکیم صاحب کی یاد فرمائی سے شمس انسان کو مطلع کیا  
 ہماری کبیدہ و نرغیدہ نازنین یہ حکم سنتے ہی ہر  
 بادل نواز تہ اور فکر شمس حکیم صاحب کے پہلو میں جا  
 بیٹھی۔ شام کا وقت تھا اس طرح بھی ہماری نازنین  
 کے رخ زیبائی طرح صاف و منور تھا کہ ایک بیک  
 ایک تیر تار اندامی اور اسے  
 ابھی عالمگیر و دنیا تمام خلقت کہ ہو گیا۔ اس  
 پہلے حلو فان نے اس شریکین نازنین  
 کا وہ دو پہلے میں نام بنی رقتہ و دلا  
 باز رہا ہوا تھا بار بار بار سنبھالنے  
 اور بار بار ہاتھوں کے قہار سے بھی  
 روئے گل کی طرح اڑ کر حضرت یوسف  
 کی طرح کم کر دیا اور وہ شرم کا تپا اور  
 حجاب کا خاک بالکل شکستہ سرہ لگی تھی  
 اب اس کے اضطراب یا سچ باب کے  
 کیفیت نہ پوچھتے تھے کسی کبھی بھڑکی  
 اور کسی کبھی آہستہ۔ اس ہونے۔  
 پاؤں کی چاپ اور صوفی پھرتی  
 مگر وہ غنقا سا اور منظر حلو فان میں  
 اب آواز اور کم ہوا کہ پھر کی طرح نہ مل سکتا  
 اسے تو انہی بیاں نے تمام عمر گزار لی  
 یہاں سے دیکھا اور تھا۔ اسے جبر و فخر  
 اسے بھی یہاں سے جاکر گھر سے  
 لیتی پڑی اندھیر ہو جانے کے ہیبت  
 محلات شاہی میں بقیات روشن کرتی تھیں



جب بزم ہو گیا تھا جسکو وہ پہنچ کر پہنچا تو  
 دہریوں سے لگا لگا اور فوجوں اور پتہ لگا کر سامنے پہنچا  
 اور نہایت ادا کیا کہ اپنے دوست خاص سے لڑھکیا لگا کر  
 اپنے دوست سے لڑھکیا لگا کر اور دل کی پڑھ لگا کر  
 بہت کھڑکے لگیں کاتھنا کھٹکے اور پتہ لگا کر  
 دہریوں سے لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر

ہوا اتحاد حبیب تمام ضرورتیں اور ضرورتیں  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر

میں جا رہا تھا۔ دہریوں سے دہریوں کی لڑھکیا  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر

میرا دل اٹھتا تھا، بدلتا تھا، اور سینو تھکتا  
 ہوا تھا، دل کی لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر  
 لڑھکیا لگا کر اور پتہ لگا کر اور پتہ لگا کر

جس کی سند میں غلطی ہوئی تھی اور  
 تمام گروہوں کو تار کھینچ دیا تھا۔ آگ بھڑک  
 ہو گئی اور آگ بھڑک میں خون آلود تار کھینچ  
 غصہ و غضب میں بڑھی بیگم۔ غصہ  
 سے بہ گھٹو گئی۔  
 بیگم۔ آپ کو کیسی طرح یقین ہی نہیں آتا  
 تھا۔ آپ کو کیا ہے۔ طرہ یہ اب بھی یقین

عقد اس پر کیا ہے۔ طرہ یہ اب بھی یقین

ننگ لائے میرے نزدیک اس ننگ  
 خاندان کی چوکر کی کوتلواری کے گنگ  
 اتار دیا چاہیے۔ ورنہ میرا سلیم میرے  
 ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

شاہ فریاد۔ غیر تمہاری مرضی یہ تو کوئی  
 ایسا شکل معاملہ نہیں۔ مگر میرے نزدیک  
 اس پیچاری کا ایسا قصور نہیں۔ جیسا کہ  
 بیگم۔ یہ سب آپ ہی کا کار اور ہر اس  
 اگر آپ اس چٹیل کو اس قدر سزا دیتے  
 اور اس قدر تھکا سکتے تو اس قدر گل نہ کھینچتے

شاہ فریاد۔ میں تو یہ پیش کردیا تھا  
 کہ گو میں بیوقوف کہ آنکھ میں ادھنگی کہے  
 یہی محل میں رہ کر شہزادے سے  
 آنکھ میں لگے۔ مگر اتنا۔ اس کی کسی  
 خطا کا ثبوت آپ کو نہیں ملا۔ صرف گمان  
 ہی گمان ہے۔

بیگم۔ البتہ یہ تو میں بھی ہوتی کہ میرا سنا ہے  
 تو یہ تو گوری کی بھی نہیں مارتا اور میرا  
 پاس اس کے دل میں بہت مگر اور اور بیگم  
 اور اس کو ادھنگی پر پتی ہے اور کسی کا کچھ  
 حقیقت نہیں سمجھتی۔

شاہ فریاد۔ اچھا تو جیسا کہ تم صبر تو  
 کرو میں بہت جلد اس فتنہ پرے کر کو  
 مٹا دیتا ہوں۔

اب غصیب سلطانی سے جو مجلس میں  
 اکسیر خیر اور وہ حکم ہاتھ فرما کر بیٹھتے۔  
 شمس النساء قید نہائی میں قید کیجئے اور  
 سو کو وہ وقت سے برکت دل کے اور کچھ  
 نہ پائے اور بجز اس خادمہ کے کہ ہر اکثرت  
 لایا ہوا ہوتا ہے۔ یہ پھر ہر کوئی اور ہر اس کے  
 پاس بیٹھتے نہ پائے۔ اس حکم کو قید کیجئے  
 اور وہ ننگ کیوسف ایک اور ہر یہ کہ  
 میں حضرت کیوسف کے سجادہ پر بیٹھا ہوں  
 گئی۔ اور اس کی ننگ شنگی ماں فرخندہ  
 بیگم کو بھی حکم ملا کہ اب وہ بھی اپنے گھر واکر  
 رہے وہ جہاں ہی باجی شمس کیوں وہ دل  
 بریاں اپنے گھر کو چلی گئی۔

# دسواں باب

## نورانی ملاقات

وہ آئے تھے کہ کیا نہ نہ تھا اس قدر تھا  
 کہ نہ کچھ عرصے ہی تک چھاندا نہ نہ تھا  
 عمر کا وقت بہت سا فرتی تھا  
 نہ پچھتے تریب شیکر تریب شیکر  
 کو اور خود اس سے تریب شیکر تریب شیکر  
 حیران قدم اعجاز ہے۔ اس کا ہر  
 کہیں اس قدر صرف ہے کہ

تو یہ تو گوری کی بھی نہیں مارتا اور میرا  
 پاس اس کے دل میں بہت مگر اور اور بیگم  
 اور اس کو ادھنگی پر پتی ہے اور کسی کا کچھ  
 حقیقت نہیں سمجھتی۔

شاہ فریاد۔ اچھا تو جیسا کہ تم صبر تو  
 کرو میں بہت جلد اس فتنہ پرے کر کو  
 مٹا دیتا ہوں۔

گیندوں گرجوں کے صلیب مندروں کے  
 رملوں یا شہر کے اہل کے میدانوں میں کسی  
 برق و شمس کے برق دھکی کی طرح برق نشی  
 کر رہی ہے کسان اہل کاندے پر دھکے نہیں کو  
 ان کے کھیتوں سے اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہیں۔ نہیں معلوم شاہ تو بچا اور بڑی بیگم  
 گھر میں بندانی رات کی رہ رہی کیسے چرخ  
 تھی ایسے ہی وہ ان کے گھر میں ہے شام کی تنکا  
 لطف اٹھا کر اسے گل میں ڈنڈا ویا شہر کے باہر  
 بار ہے میں۔ مگر ہمارے ناول کا مضمون وہ تھا  
 پیر و دلہن کا تھوڑے عرصہ ہی دھکے  
 ایک کمرے میں فرش پر محفل ہی تھا ہوا  
 اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا ہے مرزا  
 چائیں تو اچھی چل رہا ہے جو پہاڑ  
 کی چال چل جائے اور پٹ نہ پڑیں  
 امید تو ذاتی ہے کہ اس کی چالیں  
 خیر چل جائیگی۔ کیونکہ زعفران بلی کوئی  
 ایسی ایسی ناچ رہی ہے کارہائیں ہے۔ وہ  
 تو بڑی تجزیہ کار علامہ روزگار ہے یہاں  
 وہ سب دھوکا کھا سکتی ہے۔ وہ چشمہ  
 دھکے کر گئی ہے۔ بن لیا اس نے سب  
 میں کانٹے درخت کر کے ہونگے۔ اور  
 جو پورے رات غلام کر لیا تھا اور نہ وہ کبھی  
 پکا و نہ نہ کرتی۔ ہوتا تھا اس کا دل  
 پانچ گنا ہے۔ وہ درخت و راج رشک قمر  
 کو ہر چیز نشان سے اڑا دیتی۔ اگر کیش

ایک کلمہ ہاں کو خدا کی شہر ہوئی تو زعفران  
 کی درخت جو ہوگی سو ہوگی۔  
 نگہ اس کے ساتھ ہماری اور ہمارے  
 اسام جان کی بھی خیریت نہیں نظر آتی  
 صاحب کی آفت اور کیسی تیا دست  
 ہر پارک میں سفر دیکھا جا میگا۔ جیسا کھلی  
 میں سردیاد رکھتے ڈرنا چہ معنی۔ تیا  
 کو چہ عشق میں دم دھرا اور مصیبتوں  
 ڈرنا۔ اور اس کا مقابلہ نہ کرنا تیری ہی  
 دہلوری نامروی ہے۔  
 ہی نہ کہ جان جا لگی۔ بلا سے جائے  
 دیدار کے مڑے تولٹ بیٹھے۔  
 مزہ تو یہ ہے کہ شاہ ذبحا نے ناہق  
 ہماری غیرت یوسف کو چاہ زندان  
 میں بند کر رکھا ہے۔ خیر وہ تو کان کے  
 بڑے بٹکے ہیں۔ اور وہ لوگوں کی لگائی  
 بھائی میں یہ سب سے بڑے ذرا آجیتے  
 ہیں۔ مگر کچھ تو بڑی بیگم۔ احباب  
 تعجب ہی نہیں بلکتا۔ نہ ہی تیا ہے  
 کیونکہ وہ تو بڑی زیرک و دانا ہیں  
 پھر وہ کیونکر انہیں کے ہم خیال ہو گئیں  
 کچھ نہیں یہ سب ہماری تقدیر کی حوی  
 ہے ورنہ ماں ہر کر اپنے زور نظر تحت جگر  
 سے یہ طوطا چشمی کبھی نہ اختیار کرتیں اور

نہ اس طرح آنکھیں پھر لیں۔ اُسے  
 کیا ان کا خون سینہ ہو گیا۔ جو ان کے  
 دل میں محبت ناموری بھی ماتی نہ رہی نہیں  
 نہیں! ایہ کچھ نہیں! ادا و بیچارسی بھی لوتیوں  
 اور رضا و سکے چٹوں میں گئیں اور نہ مال کی  
 مانتا کسی اپنی اولاد کی مصیبت نہیں دیکھ سکتی  
 اُسے اُسے۔ انہی کو اور نہ گناہ کا اچھا قوی  
 ماتمرا آگیا ہے جبکہ دیکھو وہ سلیم شمس اللہ سے اس طرح مہکام ہوا  
 ہی پر پھر تیری تیز کیلے پتر ہے، ایک اکیلے  
 کیا کر سکتا ہوں۔ کس کس کا منہ بند کر سکتا  
 ہوں۔ اور کس کس غماز کو غمازیوں سے  
 روک سکتا ہوں۔ اگر میری کچھ بھی چلتی ہوئی  
 تو میں ہر در اس کا کچھ نہ کچھ معقول  
 بند و بست کرتا۔ میں غم و رماندہ لہو رہا  
 زندگی پر جو میرے لئے ایسی جانکاہ مصیبت  
 اور ایسی جگر و دوزخیت ہے اور قید  
 الم کی کلفت اور زندانِ غم کی تکبست  
 بھگینے مجھ سے اسکی ذرا برابر بھی امداد  
 نہ ہو سکے اس سے تو بہتر ہے کہ میں کچھ  
 بھگا کر اپنی جان ہی نہ دیدوں۔ اس میں وہ  
 نائی ہے تو مضر میں ایک تو روحِ حیات  
 سے نجات ملے گی۔ دوسرے اس جان  
 کی مصیبت و آذیت دیکھنے سے بچ  
 جاؤ لقا۔ اُسے اگر میں یہ جانتا کہ میرا  
 منجوس خط یہ فتنہ اٹھا لیتا تو میں کبھی

اسے لکھنے کی جرات نہ کرتا اور سینے سے بچتا  
 اس بلعِ عالم کو قیدِ تنم کی کلفت میں نہ  
 بھناتا۔ حیف خود کہ وہ راعلیٰ و غنی  
 یہ اپنے اپنی خیالات کے دیباے  
 بے کنار میں حبکا اور ناچہرہ، متاعِ غریب  
 کھارے تھا۔ خواجہ محمود کے آگلی  
 مسلم ہوئی۔ بہت پاتے ہی چون ہو کر  
 اس طرح مہکام ہوا  
 شہزادہ۔ وہ یارِ ب تو ماشا اللہ آپ  
 بھی اغماض کرنے لگے۔ سچ ہے میرے  
 وقت میں کوئی کسی کا قہر کیا نہیں ہوتا  
 حال بد کا شہر یک دنیا میں  
 نہ رہا اور نہ آشنا دیکھا  
 چیز آپ کل کے لئے آج میرے توان  
 ہم غنیمت است ملا۔ بعد آپ کو کسی کے در  
 مصیبت کی پڑی ہے کوئی درد و مفارقت  
 یا حد و جہا جرت میں نہ جاتے آپ کی ہلا  
 کو کیا پڑی ہے۔ جوں جوں یا مہر و کار  
 خواجہ محمود۔ واللہ آج تو بالکل ہی  
 میرے پیچھے ہیں۔ میرے آتے ہی باقی  
 کی طرح اولیٰ پڑے۔ ابھی بندہ تو اس  
 کیجئے کہ آپ کی بیقراریاں یا اندوہ  
 دم بھی لینے دیتا ہوں۔ دن رات تو آپ ہی  
 کی فکر و افکار میں بچہ نہ رہتا ہوں اور بہت  
 ڈالت پھرتا ہوں گھر تکر ہے۔ کہ تیرے در و

اس مطلب کے بار اور شکار و صدمہ سے  
دوچار ہوا۔

شہزادہ۔ یہی کہیں کھڑی تو نہیں تھی  
اس پہلی کی سی تھیں۔

خواجہ محمود۔ کھڑی نہیں اور چھٹی ہوگی  
اور پہلی کی کہیں اور ہوتی ہوگی۔

تو واقعی عرض کہ رہا ہے آپ کو یقین نہ آ  
اواسکے ہاچ ہی کیا دیر سی جانستہوں کی خوب

قدر کی کاٹتا ہوں پیرو مرشد  
شہزادہ۔ نہیں! نہیں! غریب پرور

خطانہ ہو جائے۔ میں تو فقط آپ کا دل ٹوٹتا  
ہوں۔ درخت میں تو آپ کو اپنا پکا غمور

سچا دل رہا غمور سمجھتا ہوں۔ اور آپ کی  
اس سنی مدد کو اور شش بیخ کا حال نہ

دل سے شکام ہوں اور قدر کرتا ہوں۔  
ہنیکت کی پاس، اچھی اور غمراہی تھی۔

اور آپ کی جد جہد کی طلب سامان تھی۔  
خواجہ محمود۔ در واقع کلام کر کے پھر اس

سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔  
شہزادہ۔ یا رقم میں تو قطع کلام کی عادت

اور وہ تہہ پہن تھے تو یہی نہیں پہنچے ہی  
نہان پڑے بیٹے ہو۔

خواجہ محمود۔ (نہ کر اس)۔ جی ہاں۔ کیوں  
نہیں۔ اچھا تصور ہوا۔ منافق فرما ہے

پھر اس سے کیا کہا پہلے وہ میری پاس  
نہان پڑے بیٹے ہو۔

آئی تھی۔ مگر مینے آپ کے پاس نہ بھیج دیا۔  
شہزادہ۔ بہت ہی تلاش ہو کر۔ یا ر

وہ آج اس کلام کے اقدار کے کا حق القدر  
وعدہ کر گئی ہے۔ مگر مجھے تو حکم ملتا ہوا ہے

خواجہ محمود۔ قربان اس بد گمانی کے  
آپ کو بھلائیہ چلے کیونکر معلوم ہوا۔ کیا اسے

آپ ہی حجاب دینا ہے ایسا خیال بھی  
نہ کیجئے۔ اور یہ سب ہمارے چہرہ نشہ

میں۔ آپ اہمیت نہ رکھیں اور وہ جو کچھ  
کہہ گئی ہے اسی پھر کی دیکر سمجھیں۔ یہ تو کہہ

ان تمام باتوں کا حسن و قبح کا ذرا  
میں ہوں۔ اچھی جناب آپ کی مشرتہ

موجود تھی۔ آہستہ سے اور تھکے کی پرت آئے  
تو یہی۔ جب تمام معاملہ جو کس میں

پھر کیونکر نہ آئے گی۔ نہ آنا ہوا تھیں  
لگی ہوئی۔

شہزادہ۔ شاید ایسا ہی ہو۔ مگر مجھے  
یہ خیال طرہ آتا ہے کہ وہ کیونکر نہ آئے

لائے گی۔ جب وہ شاید تھکے میں مقیم ہے  
کیا کسی جہاد سے نہور سے کبھی یاد کر اڑا

لائے گی۔  
کہیں وہ ایسی ہی ہمدرد کا رویہ نہ کر

گزرے جس سے سب کے سب  
آفت میں مبتلا ہو جائیں یا زہر امتا سے

وہ جس سے سرفراغ ہو جائے قابل اور خجالت  
نہ کر اس)۔ جی ہاں۔ کیوں

سے نہ دکھانے کے لائق نہ رہیں اور بار بار  
 کھٹا کھٹا مل جل کر یہ کہنا چاہتے تھے  
 نہ خدا ہی ملانہ وصال صتم  
 نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے  
 گئے وہ توں جہاں کام سے تھے  
 نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے  
 خواجہ محمود آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے  
 اوج ہے مجھ سے بھی ابھی تک اس معاملہ میں  
 بی زعفران سے کوئی گفتگو نہ ہوئی اور وہ ہر گز  
 اسے بلا کر دیا گفت کرنا ہوں میں نے اس قسم و  
 باز کہ معاملہ کو کبھی تدبیر سے ہی ہے  
 ہنر اور نہ ہنر وہاں اب ان عاجز و ناتوان  
 یہ کہ ایک آدمی کو بچا جو بی زعفران کو ساتھ  
 ہی لے آیا۔  
 خواجہ محمود بی زعفران صاحبہ اپنے آپ سے  
 قہر لیا کہ تو پر کتنا چاہیں آپ وہ لاجو ابی کام  
 کر رہی ہیں جبکہ جو ابھی نہیں اور نہ اسکا کوا  
 ہی ہو سکتا ہے  
 بی زعفران نے کہ آپ کس تدبیر سے شمس الہیہ کو لایا  
 زعفران - خطا میں کس قابل اور کس لائق  
 ہوں - یہ سب آپ صاحبزادہ کی نیک  
 خیالی اور آپ ہی صاحبزادہ کی خوش  
 انہالی کے کرشمے ہیں - ورنہ مجھ کو تو  
 کسی سے ہر گز کیا سکتا ہے - آپ تو آپ  
 کی چیزوں کے حقدار و صاحبزادہ ہیں

خلیفہ ارشد و موصل کروں مگر انہی بات  
 کہتا تھا کہ اس طرح ہے کہ ابھی تک مجھ سے اور شمس النساء  
 بیگم سے اس خاص معاملہ میں کوئی گفتگو نہیں  
 ہوئی - اور نہ میں نے ابھی آپ کا اسکا  
 انتہائی ہی لیا ہے - البتہ کی آپ کا  
 نوٹ ہی تھا یہ بی زعفران کی توجہ  
 رہا ہے جسے شمس النساء بیگم کی  
 لگائی و محفلت سپرد ہے اس نے  
 تو ختم عقرب تک یہ بی زعفران کا ہے -  
 کہ میں شمس النساء بیگم کو ضرور مضور  
 تھوڑا دن عالم تک پہنچا دوں گی نہ سمجھ کر  
 یہ اس نے شمس النساء بیگم کو شغل بھی  
 لیا یا نہیں - اگر حکم ہو تو میں تدبیر سے  
 پاس جاؤں - اور اس سے دور نہ لیا  
 کہ وہ کیا جہاں پہنچا دے گا کہ نہ ہے  
 اور شمس النساء بیگم کا منشا بھی مدد کر رہی  
 کہ اسکا کیا ارادہ ہے - تو یہ تو میں نہیں  
 ہی جانتی ہوں - کہ نہ تو یہ کیا ہے -  
 اور کہ کسی نہ کسی ہنر سے یہ کہ کیا عیب کہ  
 اس نے شمس النساء بیگم کا منشا بھی لایا  
 کر لیا ہو تو یہ کتنا عجیب شمس الہیہ کے ہر  
 گز سے مجھ سے ہی کہنا نہ لایا تھا - سب  
 انتہائی ہی محفلت نہیں چاہتا کہ میں جانتی  
 ہوں مدد و انشا اللہ و بھی والہیں آگے  
 شمس النساء کی محفلت سے آپ کو مل کر رہی

خواجہ محمود۔ ہاں۔ ہاں! وہ میری ضرورت  
 جادوگر خدا کیلئے ذرا جلدی اگر تیرے بھائی شاما  
 دین ہمارے شہر کو صاحب کا خدا جانے کیا  
 حال ہو گا بی زعفران یہاں سے فیضان الدار کے لئے  
 کھڑی ہوئیں اور سیدھی بلا سیدان کی طرح لیٹیں  
 کہ پاس پہنچی اور دو نول نہیں ہیں یہ باتیں ہوں  
 شبنو۔ کہو جی آپ کے شہزادے صاحب  
 کا کیا حال ہے یہ اس وقت کہاں ہے  
 باپتی کا پتی آ رہی ہیں۔ ضربت تو ہے  
 زعفران۔ وہ ان کی پوچھتی ہے۔ کہاں  
 سے آتی ہو۔ سوئے شہزادے کے پاس  
 سے اور کہاں سے آؤ گی۔ پچارے کی اس  
 شمس النہار کی مفارقت میں بہت  
 ہی مری حالت ہے حتیٰ کہ بچا گیا۔  
 نہیں جانتا کہ شہزادہ وہاں سے یا کوئی اور  
 بھرنے کرو یا بیمار سے بدتر اسکو  
 بھلا یہ تو کہہ کہ تو نے انارکلی کا غنیمت  
 معلوم کر لیا کہ اسکا ادا وہ کیا ہے۔  
 یا خواجہ محمود! مجھے شاہزادہ کے سامنے  
 چہرہ ثابت کرنے کی نیت ہے دیکھو اگر  
 میں شہزادے سے ذرا بھی خفیف ہوئی  
 تو تیرے نکاح چرٹی سلامت نہ رکھوں گی  
 کہ مجھ سے بری کرتی نہیں  
 شبنو۔ وہ بولا آپ تو ناحق گھڑی ہو  
 بھلا بدولت میں اس کی مرضی پائے آپ

اس قسم کا وعدہ کر سکتی ہوں خدا کرے  
 کہ آپ شہزادے عالم کے سلسلے خفیف  
 ہوں۔ اگر آپ کو بادشاہ ہو تو چلیے آپ بھی  
 اسکا رخ دیکھ لیں کہ کس طرف ہے  
 زعفران۔ اچھا اگر وہ راجہ ہی ہو سکی تو  
 کس طرح یہاں سے لے چلوں گی۔ اور  
 کیونکہ شاہزادے تک پہنچاؤ گی۔  
 شبنو۔ یہ بلوڑی اتنی بڑی بات ہے اور آپ کو کیا  
 فکر ہے۔ میں شہزادوں کی سیر  
 زعفران۔ نہیں مجھے بتا لیا نہ کہ وقت پر نہ کہ سہو  
 شبنو۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے  
 رات کو جب مہربان سو رہیں گے اور محل  
 میں سہانا ہو جائیگا۔ اس وقت پہر خوف  
 و خطر سے چلوں گی۔ اور آجکل تو ریوڑ ہی پرانی  
 کا پروردہ رہا ہے۔ پھر کیا خوف  
 ہے۔ خیال لیجئے کہ تو ان اب اور کاہیک  
 نہیں سوئے بی شبنو کے بھنا سکے اور  
 دوسرا کوئی نہیں۔ اور ہے بھی ابھی  
 چونکہ آجکل بی شبنو کے آتشاؤ ریوڑ ہی کے  
 دربان ہیں۔ ابھی اب انہیں خوف  
 ہی کیا ہے جو چاہیں کریں ان کی تو  
 انچل گئی ہیں اور سرکڑی میں ہے۔  
 زعفران۔ (دخوش ہو کر) ان ہی  
 کو کہتی ہے اچھا تو اس وقت ادھر  
 ادھر پڑے گا میں معروضہ ہیں۔ چل

دیکھیں انارکلی کا کیا مطلب ہے۔  
 شیشیوں کی تڑپتی ہیں کہ وہ حق پر کی جھگڑا کر  
 عالم سے کچھ کم مغرب نہیں ہے  
 زعفران بخر جو تو سو ریانت کریں  
 ہمارا ہرج ہی کیا ہے  
 شیشیو۔ اچھا پوچھیے!!  
 اب یہ دونوں بچے کچھ بے بس پوسن  
 مانی کو عفری میں دو بے پاؤں ہیں تو ہتھ  
 اہستہ روانہ ہوئیں۔ کیونکہ پاؤں کی تھمت نہ  
 معلوم ہوئی تارہ رو کر تھمتی کو دریا تھمتی  
 بنار ہی تھی اس کے وہ من و وہ آب و آبیاب وہ  
 آب و تاب نہ ہی وہاں میں بڑا ہو سکتا  
 لے اور حرم کی دیوی کا یہ حال اور  
 اس دنیا کے بچے کا وہ حال بھی مجھے  
 خود دیکھا نہیں جاتا۔  
 جھینڈی۔ اندر سے سہدو ہی سنے  
 زعفران کی اس بناوٹی سہدوئی نے  
 ہماری بھولی بھالی تارین کی ستم  
 نشیہ دہلی شمشیر بر کا نام کیا ہے  
 ہماری سے کس نہ بنے بس نکل یہ رہا  
 شیشیوں کی شہریت چھوڑت کر تھمتی  
 کئی۔  
 شیشیو۔ دیکھو انارکلی یہ وقت روئے  
 دھبے کا نہیں۔ موز زعفران کیا کہتی  
 ہیں۔ موز اور اپنی تھمتی کے تھمتی  
 کہ یہ تھمتی ہی صرف سہدو ہی نہیں بلکہ  
 تھمتی سے لا علاج و روشنی مانج بھی ہیں  
 ان سے تھمتی بڑے بڑے کام لائیں گے  
 انارکلی۔ ڈانسو پوچھ کر میں بی زعفران  
 کو زب جانتی ہوں۔ اور ان سے بہت کچھ  
 ایدر کھتی ہوں۔ سگر میرا دھرا لیا اور نہیں  
 ہے کہ بی زعفران کا علاج اسکا دوا ہو سکتے  
 بلکہ یہ درو تھمتی سے ہے۔ تھمتی سے ہی مر  
 لے اگر اسکا علاج ہے۔ تھمتی سے ہی مر  
 ہے۔ دوسرے سے۔ اسکا تو ہی بچا نہ ہی  
 نہیں ہو سکتا۔ اور اب تو بی شیشیوں  
 اپنے سے سایہ سے بھی تھمتی کھاتی ہیں  
 تھمتی زعفران سے ہی ورتی ہوں۔ کہ  
 ایسا نہ ہو بی زعفران میرا بھید لیکر کئی اور  
 تھمتی کھلائیں۔ اور میرے خون کے پاسے  
 ہو جائیں۔ کیونکہ تھمتی کے تھمتی کی چھوٹی  
 چھوٹی میری دشمن ہو رہی ہے۔  
 زعفران۔ وہ بی انارکلی آپ نے تو  
 حجب میری حافشا یوں کی تھمتی میں  
 اپنی جان بچا۔ چھوڑت آپ کی سہدوئی  
 میں ماری ماری پھرتی ہوں۔ اور آپ  
 چھوٹے غماز دشمن کہیں۔ انوس اور  
 زعفران۔  
 شیشیو۔ نہیں۔ نہیں۔ وہ بی انارکلی  
 زعفران آپ کی دلی چیز ہے اور تھمتی



عالم کی بھی جان شمار و زردار میں آپ  
 اتنے مطلق و سب کھائیے اور بلا شک و شبہ اپنا  
 دلی رزق ظاہر فرمائیے ہم میں سے ایک بھی آپ کا  
 فہم واد عالم کا مخالف نہیں ہو دیتا تو آپ کے  
 پاس شہزادہ عالم ہی کی فرستادہ آئی ہیں۔  
 زعفران (زارکلی) اور سی لٹ کی پستیں  
 ہوتے تھے اپنی خدائی حکایتوں لیا انا چھوٹی  
 انارکلی۔ یہاں زعفران کے خوب آتے ہیں۔  
 کہ اور نے ہمیں نہ بھیجا ہو۔ اور میرا ہمد  
 کھیل کے بعد اور آفت برپا نہ ہو۔ اچھا  
 کہو کیا کہتی ہو۔  
 زعفران چھا۔ بی شش انارکلی  
 سنو۔ اگر آپ طوبہ چکر شہزادہ عالم کو  
 سمجھا بیٹھی۔ یا نسل نہ دیں گی۔ تو وہ نرم  
 کھائی کو تیار دیتے ہیں۔ اگر آپ چھینے  
 میں ذرا بھی اٹھان لیا۔ تو اسوں نے  
 مزار آرمی لیا۔ پھر جو اس کے کف اٹھائے  
 اور کائنات کا نیچا ماسے پر بیٹھنے کے اور  
 کوئی چارہ ہی نہ ہو کہ وہ (خدا) سچا ہے ہرگز  
 کا جہاں کے کہ بابت روکے اور تھا جسے  
 ہے۔ اور بھی سی امید دلانے پر۔ جو بیٹے  
 آپ سے انجا کہ وہ بیچارہ بار بار شہزادہ  
 کو بھی سہارا دیتا ہے کہ وہ یاد دلائی کی فکر ہوئی  
 کہانی ہے آپ کو جو ہے ہیں آخر جب کوئی بھی  
 تو کی جاتا تھا کہ نہ ہوئی ہے یہاں بھیجا گیا

اب آپ فرمائیے کہ آپ کا کیا ارادہ  
 ہے۔ چلنے کا یا حزن کیلئے اپنی  
 گروں پر لینے کا۔  
 زعفران و شیو کی تفتی آمیر کھنگو سے  
 زارکلی کا کچھ کچھ مرغ اور حزن و رنج  
 ہوا اور دلی رزق ظاہر کر لیں سمیت ہر کی  
 مگر شہزادی کی خدمت میں شکر تمام بدن میں  
 رخصت کیا پیدا ہو گیا۔  
 انارکلی۔ یہاں میں اس قید شدہ ہیں  
 کیونکہ کیا کہتی ہوں۔ اور شہزادہ عالم کو  
 ایسی بزدلانہ حرکت کرنا میرے نزدیک  
 مناسب نہیں۔ خدا کے اہمیں میری  
 کبہ مجھ سے مزار در جہ و جہی  
 کتنی ادب و نیکوئی مل سکتی ہیں وہ تاق  
 ایسے ہی ادا کا کچھ کہہ دوں گا جو عمل کر  
 رہے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ چاکر کسی  
 طرف سے میری ایک ایسی ظاہر کر سکتے  
 سمجھائیں۔  
 زعفران۔ یہی راز ششم مجھوں یا بدید۔  
 یہ تو دل سے ملتی ہے اور میں ایک  
 بڑا ہے۔ جہد مر آیا آیا جہد مر سے پھر  
 پھر یہ تو تم خود پر چھ لینا۔ کیوں کہ وہ اپنا  
 دل کھو بیٹھتے ہیں یہ بات کہ تم کیونکر  
 یہاں سے بھاگ سکتے ہو۔ اسکا رزق میرا  
 یعنی ہوں۔ اس علم سے چھ لیا گیا

جیسے نیم بوئے گل کو بھاتی ہے اگر کسی کو تھری انارکلی - وہ بی تہذا تم تراپنے شکون کیلئے  
 آہستہ آہستہ ہر جگہ تو میں قابل دار مٹھری - جو سروں کی خاک کٹا رہی ہو - تم  
 شہو - آپ جلے کا منہ تو ظاہر نہ ہوئے تو ہی کہو کہ اگر میں واں گئی تو میرے  
 ہر طرح سے چلتی میں اگر کسی کے فرشتہ کو بھی خبر ہو جائے تو اپنی خاک کٹا دوں -  
 انارکلی - عتو سی عذرہ تامل کے بعد - اور کیا میں واں سے چھوٹی واپس  
 بی زعفران تم مجھے واں سے چاکر کیا کروں - جس سے میرے خاندان  
 سودا کے طہرین کی آتش و عیب و شر - پر آجائے - چونکہ مجھے بی زعفران کو  
 پاس کے بھرتے کے اور کیا نتیجہ ہوگا - اور یہ تم کو تامل کرنا منظور نہیں اور  
 زعفران - یہ تو آپ اور تہذوہ عالم جلیں - تھا - سی خاطر انکی پاسداری بھی لگے  
 لکبرائے خفا مجھے تو تہذوہ عالم سے منظور ہے ایسے میں اس شرط پر  
 شرمندہ و مجھ جب نہ چلیجے - اور عتو سی - چلنے کو خاطر ہوں - کہ بی زعفران تہذوہ  
 دیر کے لئے چلی چلے کہ میری خاطر عالم سے مجھے یہ محکمہ لکھو کہ دیریں  
 وہ تہذوہ عالم کا دل و دلوں و دھاریں - کہ وہ خود اپنے شرم کے خفا بطور حکام  
 شیواں بی انارکلی - میری آیا - احضار رسول کے چہرے کو آئیگی - اگر وہ صاحب  
 بچاری کو تہذوہ عالم سے ملنے دے - بقا کے مضبوط نہ رہ سکیں تو لدر مجھے  
 اور خدا کے لئے بشریت کے چلنے سے - معاف کریں - میں واں جاسنے سے باز  
 نہ کہیں کہ اس میں ہم دونوں کی باستا آئی - یہ بھی آئیگی کہ میں یہ نہیں چاہتی  
 بگڑ دیا گئی - اور ناحق تہذوہ عالم غریبوں سے روٹھ جائیگا اور منہ پھلے  
 غریبوں سے روٹھ جائیگا اور منہ پھلے - ہر جگہ تاک تو غنیمت ہے مجھے تو  
 جو منہ ہے کہ کہیں وہ ہماری جان اسے - متھاری و نشکی ہو  
 کا کہ نہ مہجاش - تو تہذوہ ہی دیا خیال خاطر جاسا چاہیے ہر وقت  
 جاتے ہیں اسکی خاطر اس سببی جیاری - نہ تاک جاسے  
 ہی خاطر تہذوہ ہی دیا چلیجے - ورنہ میں ہر گز نہ گستاخی نہ کیا کرتی  
 ایسی ڈھٹائی کی محبت و جرات نہ کرتی



پیار سے ناظر آپ بنی زعفران کو اقرار لینے کیوں اپنی راہ میں کاشیے نوے نہ جاتی اور  
 کو جھانکے دیکھے اور بسا آپ ہماری  
 زہرہ جیہیں تقاسمے ولی خیالات کی طرف  
 اپنے خیال منہول فرمائیے۔  
 بنی زعفران تو افکار کثرت منہول کی  
 جانب پھلتی ہے۔ اور یہ خیرین و اندوہ  
 تکیں ان خیالات کی اولین میں اور پھی  
 کہ یا عالین۔ اگر میں دماں گوی اور  
 شہزادہ عالمہ بنی تعلق جذبات سے فطری  
 خواہشات سے مغرب ہو گئے۔ اور مجھ  
 پر غلبہ کر نیو مضر ہوئے۔ یادہ مجھ سے  
 کسی قسم کی ریاضی سے پیش آئے اور میر  
 حباب عصمت کو ہوا سے نفثاتی کی جزو کو  
 سے ذلک والہ تو میں کہیں کی نہ ہی  
 ماحق اپنے ناموں میں بال آجایا  
 مہر اور سولی کی افرامی کا مجھ پر وہاں  
 آئیے۔ اپنے بیٹوں میں منہ دکھائیے  
 قابل نہ رہی۔ دین دو دنیا دونوں طرف  
 ہو گئے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔ یہی ہے۔  
 وہ خیالات کیا ہو گئے۔ مانا کہ شہزادہ  
 شہزادہ کو حقہ ہر تہہ کو اوقہ سے نہ دیا  
 اور کسی نظر کا چہرہ جو نہ کیا۔ اور  
 غصہ نیست کہ میرے ہر سے مایہ جہانے اور  
 یا نہ تہہ کی کہ یہ پرہیز بنی حیات ہی نہیں  
 سے نہ تہہ کی کہ یہ پرہیز بنی حیات ہی نہیں

بنی زعفران کو صاف جواہر بنی تو اس سے کہیں نہ  
 تھا۔ بیوزبان مار چکی وہ کہنت آتی ہی ہوگی اور پھر  
 ہون محرومی ہوگی۔ اسے اب کیا ہوگا۔ یہ کیا  
 کیا ہوگا۔ یہ کیا ہوگا۔ اسے اگر میں نکار بھی کر دیتی  
 تو اس مریض تم دلم کا کیا حال تھا خدا نہ کرے  
 و ما کریمہ سخرق میں جانے دیتا۔ تو بھی  
 خوں ماحق میری ہی گردن پر ہوتا۔  
 (کچھ دیر بعد) کوئی جہان دیتا یا خود کشی  
 کرتا تو یہی بلا سے مجھے شریعت تو  
 ما خود نہ کرتی۔ سب تو سب اگر بیخبری  
 نماز نے جہاں پناہ لکھا بیچا دی۔ تو مجھ  
 قیامت ہی ہو جائیگی۔ بخت میری جہاں  
 ہو جائیگی۔ اور مجھ میری جہاں لکھی تو گئی۔ مگر  
 میری اہل پیادہ میری کو نت۔ میں  
 شہی جہاتی حجت۔ اسکا کیا حال ہوگا۔ یہ  
 آئیے اور کائنات ہے۔  
 اے اللہ میری نصرت و نصرت کو چہا  
 ملک ملک موت کو کو بیچ آگے دے مجھے اللہ کا پھر دیا  
 دے دے دے۔ سے چہرہ سے شہر و ملک میرے  
 پہر میں نہیں کی مریش و جو اس میرے قابل  
 میں نہیں۔ اسے اسے کیا کروں کہوں  
 جہاں اس سے مائوں سے  
 جہر و طاقت کو کر جہاں یا نہ تہہ کی کہ یہ  
 اس میں ہو کر ان کو کہیں کہیں مائوں سے



<p>چونکہ رات زیادہ آگئی تھی اس لیے محل سرا میں ہر طرف سناٹا ہو گیا تھا سینے خوش ہو کر کہا بسم اللہ تشریف لے جایاے خیر آپ رات بھر سوئیں۔ اس کے اس بہت کو خدا کر کے کہ تو رات خدا کر کے مخدوم سی دور یہ بھی ساتھ ساتھ کچی پھر اپنی بہن سے کہہ آیا آپ انہیں بچائیں میرا ساتھ جانا سب نہیں آپ ہی نظر ہیں میں پہلی خبر گیری کرتی رہوں گی یہ دو لڑائی کو رخصت کر کے واپس آؤ کہ نارنگی کے ہلنگ پر چپکے سے لیٹ ہی اب زعفران اور اپنی ماہ تابان کو نشاہ منزل کی طرف خزان آنے دیں اور یہ فکر نہ کرنا وہ عالم کی خبریں دیکھیں تو خیر اسے منتظر رہی کیا خبر ہے اور اس کے جلسہ کی کیا کیفیت ہے۔ یہی یہ آج خلاف مول یہاں سنا اور مبارک تو خیر جہان شہزادہ تنہا کیوں ہے۔ ہو نہویا رہی جلسہ اس وقت مصائب ملی گئے ہیں۔ اللہ اللہ اس وقت تو ہمارے شہزادے کا پیرو نہیں راہ ہے طلب سکھ لڑ رہے ہیں یا پھر کھل رہی ہیں بڑے حلیم و سلیم مہذب و مہذب یہی ہے اور بار بار دہر دہرست دہرست یہ بہت میں یہ شعر سن سے لعلی رات کا فتن</p>	<p>اپنے قاتل کی میں آمدن کے سبب ہو گیا غل ہو بسم اللہ بسم اللہ کہ ہمارا شہزادہ جسکی آمد کے انتظار میں تھے وہ معرزوہ پیارا مہمان معنی زعفران کے احاطہ کے بھاگ سے اندر آیا نظر پڑنا تھا کہ ہمارا معطر شہزادہ میناب ہو کر شیر پڑھتا ہوا اپنے مخرم مہمان کے استقبال میں مال کو وڑا اسے فالسب وہ آئیں گھر میں بہا خدا کی قدرت کبھی ہم انکو بھی اپنے گھر کو کہتے ہیں اور اپنے پیارے مہمان کو ساتھ لیکر اپنے گھر میں داخل ہوا مگر زعفران متھک کر دم نہ لگیں۔ اب تحلیہ کی صحبت کیونکہ گھر میں ہو گیا یا میں ہو رہی ہیں کیونکہ مہمان عاشق و معشوق سہریت اگلا کاتین را ہم خبر نیست بھید سی جیسے پیارے ناظرین ! میں آپ کی خاطر سے اپنی جان بھتی پر لیکر لڑ رہا کہ عجب نہا ہے نہا کے و تیار شہزادہ۔ آپ تلعبات پر غالب آکر بڑی شہانت سے اللہ سے یہ گدنی اب میں آپ کے نزدیک اس قدر نامور ہوا کہ جب وقت نہ لیا قدیم نہ تھا۔ اس پر بھی اس قدر شہزادہ کرنا چاہا کہ خدا کی پناہ میں رہے مگر اس قدر شہزادہ ہو چکا تھا کہ اس پر</p>
---	---

شکر ہے اللہ نے جو خود کو دکھائی آپ کی  
 اگر آپ نے خود غرض جزو مطلب برابریوں  
 جانے کی کیا تہ مجھ لیتیں تو ہاں کیا کیوں طلب فرمایا  
 اور بیان آئیں قانون پر امت کیوں دہرتی آپ  
 فرمائیے کہ اس وقت وہ کیا آپ کے آگے آئے  
 اور آپ کو ہماری برابری کے نام  
 سے بچا سکتا ہے اللہ رحیمہ کی گمانی  
 انارکی۔ آپ نے شرعی وعدے کئے۔ اور  
 شرعی متعین کیا ہیں۔ ہمارا نہیں تو  
 انکا اس بلا خفا آپ پر فرض بلکہ عین  
 فرض ہے کہ اسی نہ موت کو لینا ہے  
 اور لے کر میں ہر وقت آپ کے تہذیب و تمدن  
 اور مہبط امتد میں ہوں۔ انسان اپنے  
 قرار سے غرض ہوجاتے تو ہوجاتے گھڑا  
 و رسول کے احکام سے تو غرض نہ کرے  
 اور اگرچہ خدا نخواستہ کچھ زیادتی کی تو  
 میرا بے بسی اپنی عفت و عصمت  
 کے تحفظ کرئیے لے اور کیا کر سکتی ہے  
 کہیں ہر اس سے ہمارے کاغذ ہے پر  
 سوار ہو کر بندہ کو جانیں اور اپنے پاؤں نہ  
 جھاڑیں یہ بھی آگے دینے کی بدنامی  
 اور سزا کی کامیاب ہو گا فرما دیجیے کیا  
 اور وہ ہے میر  
 حد سے زیادہ جو کہ ستم خیز شہنشاہ نہیں  
 ایسا ہو گا کہ ہرگز نہ کر سکا ہوتا ہے۔

شہنشاہ (دبڑی بدباری و نیچنگی اور  
 پیار سے کچھ میں) جان جان آپ بھر  
 نہیں۔ انشا اللہ میں خلاف شروع فرم  
 خلاف وعدہ کی امر کی جرات ہی نہ کرے  
 چاہتا ہوں وہ میرا وعدہ میری جرات ہی  
 جان ہی نکلیا ہے۔ ماشا اللہ۔ آج  
 تو ہمارے عیندہ حوصلہ شہزادے کے گناہ  
 میں کسی دل کی روح حلوں کی گئی ہے  
 جب ہی تو آپ جسے ہندو و ثقہ ہیں  
 باتیں کر رہے ہیں مگر اللہ یہ تو فرمائیے  
 کہ کہہ تاکہ اس معیت جانتا تھا۔ ہوس  
 آتے ہیں پناہ میں چھتا رہیں آفران  
 اور یوں کی کوئی اتھا بھی ہے یا اپنے  
 تمام حوصلے دوسرے آرزو میں۔ تنہا میں  
 انکلیں سب تھکتا ہوا تھا۔  
 انارکی۔ بھائی کیا کہہ سکتی ہوں۔  
 میری حالت زار تو آپ دیکھ ہی رہے  
 میں خواہ مخواہ شاہ و پناہ بد گمانوں  
 کا شکار ہو رہی ہوں۔ غنا زوں نے  
 آسمان سر پہ دھار رکھا ہے۔ کروں تو  
 کیا کروں اور گول تر کیا کروں اور ہر  
 آپ کی یہ کیفیت ہے۔ ہر وہم و ہراس  
 میری حالت ہے۔ وہ کہہ سکتی ہیں میں  
 آج سے کہ اپنا ہر جہاں میں آکر رہا  
 گیا تو میری یہ کیفیت ہے۔ کوئی اتھا ہے مگر

انارکلی۔ خیر ان کو آپ اس وقت کو ایسا  
 ہی ہمایوں قدیم سینت سیم خیال فرماتے  
 میں تو فرمایا کیجئے مگر میں تو کہی نہ کہیں  
 گئی۔ کیونکہ مجھے تو اس وقت سے  
 اس وقت تک مسموم بھر چکیں نہیں ملا۔  
 شہنشاہ نے یہ سب بہاری تقدیر کا مقدر  
 ہے۔ وقت بچا ہے گی کیا غلط  
 اچھا آپ یہ فرمائیے کہ وہ کونسی تدبیر  
 کی جائے جس سے ہمارے اور آپ کے  
 جائز تعلق کا سلسلہ قائم ہو سکے۔  
 انارکلی۔ بھلا میں اس بارے میں کیا صلاح  
 دے سکتی ہوں میری تو کچھ سمجھ ہی میں  
 نہیں آتا۔ البتہ پردہ عیب سے کوئی  
 ہندو سیت ہو جائے تو ممکن ہے ورنہ  
 ہمارے آپ کے تو کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ  
 شاہی کتاب کے خوف سے کوئی ہمارا  
 ساتھ نہ دے دینگا۔ پھر کیونکر کوئی تدبیر ہو  
 سکتی ہے۔  
 شہنشاہ۔ نہیں نہیں۔ میں تو ضرور  
 چار روز میں کچھ بندوبست کر دنگا ایسے  
 میں چاہتا ہوں کہ آپ اگر سکھیں تو بہت  
 عجز سے دن سبیلے ولی چلا جاؤں  
 و ان پتھر کو پکا کمال دینے کا تھا اگر دنگا  
 انارکلی۔ جی ان آپ ضرور ولی چلے جائیں  
 کیونکہ ہمارے کچھ ضرور دیا نہ ضرور دیا نہ کہی گیا

محبت دیکھنے میں نہ دیتی اور نہ بہر وقت  
 کا راجہ شائستہ رہتا۔ بہت عرصہ دروہا بہت  
 بھی کم ہو جائیگا حدیث و عشرت کے مدبران  
 بھی وہاں موجود ہیں۔ کہ ان کے میرا اس سے  
 جو کچھ مجھ پر نہ کی ہے سے صبر و صبر نہ کرں  
 کی۔ رنج و غم و رنج و غم شریا و دلفان تراز  
 میں نے مجھے تفویض فرمائے ہیں۔  
 پھر وہاں میں کہیں جا کر سکتی ہوں۔ میرا  
 بھلا تو نالہ و فریاد کی عادت ہے غلطی سے  
 سکھائی ہے ننان مکتب میں فغانی ہے  
 شہنشاہ۔ جان میں انارکلی کے یہی  
 خیالات ہیں اور آپ مجھ پر ایسے ایسے  
 سخت اتہام لگاتی ہیں تو ناشائستہ میں  
 ہرگز ہرگز ولی نہ جاؤں گا بلکہ اب اسکا نام  
 بھی نہ لینے کا بتک جب تک شاہ ذیجا ہمارا  
 آپکا فیصلہ نہ کر دینگے میں کسی کے نام سے  
 یہ سوچتی ہوں کہ مجھ پر اپنی جان بچا لے  
 اور جی چھپا لے گا انشاء اللہ ہو جائیگا  
 میں کبھی ایسے سمجھتے ارادہ کا اظہار ہی  
 نہ کرتا آخر میں جی تو اس جاوہر العزت  
 کا راز لہو ہوں پھر کیونکر ایسے نہ کر کہ  
 تمام افساؤں سے تعلق  
 تحقیق عشق کے ہر ہیں پھر پھر پھر



پس میں آپکا ہر طرف شرمک حال ہوا آپ نے  
کیسی طرح اپنا دل بھلا دیا۔

انارکلی - نہیں، نہیں۔ میں روکتی  
نہیں۔ آپکو جس میں اچھائی نظر آئے وہ

کام آپکے لئے میں خوش ہوں میرا خدا بھی  
آپ کا شک میری معیت رافت میں

ساقیہ - نیکی۔ ابھی تو مجھے یہ خدا جاننے  
کیسی کیسی آنتیں نازل ہوئی تھیں

جس سے یہ ہو گیا ہے۔ گویا  
سیست ہو گا آسمان زمین جو سے بلند

میں نازل سے تہ و بالا جہاں ہو جائیگا  
شہزادہ - وہ یہ جو غلوں و نامزدوں

کا کام ہے میں نے تو بھی منہ نکالا۔  
اب اس سے بجز نامیر سے نہ نکلیں

انارکلی - خدا لا یشا کی قسم میں کسی  
اور غرض سے آپکی مدد راہ نہیں ہوتی

میں تو طوطی یہ چاہتی ہوں کہ اگر وہ ملی  
جہاں میں کوئی ہیروسی صورت نظر آتی

ہو تو آپ بلا تامل چلے جائیں۔ یہاں جو  
پڑائی میں جھیل لوں گی آپ اطمینان

رکھیں۔ اں مجھے اتنا خیال ضرور ہے کہ  
ہاں میں بھلا نہ وہی حادثہ کیونکہ میٹر

سچی شراب کسی سے یہ آبد غراب  
لیا نہ ہو کہ تم کو جو دانی آنتہ کرے

شہزادہ - فی الحال تو کوئی اور بہرہ دی  
بادی النظر میں نظر نہیں آتی۔ سوئے

اسکے کہ نہیں اس قید سے بچنے کے لئے  
تبریر نہ کر سکتا ہے۔

انارکلی - بھلا، ہو گا کہے کہاں جائیگا  
تمام ہندوستان تو غصہ و بجاہ کی تلمرو

میں ہے۔  
شہزادہ - یہ بھی ایک ہی ہوئی جہاں

شاہ و بجاہ کی حکومت۔ رت ہندوستان  
میں ہے۔ ہو گا کہے ماں سارے جہاں

ہوئی تو تہ و مکان نہ ملتا۔ اتہو ملک  
خدا تنگ نیست، پائے گدا تنگ نیست

انارکلی - اگر ارادہ ہے۔ تو جاتا مل  
آپ دلی چلے جائیں۔

شہزادہ - بہت اچھا آگے کی یہی مرضی  
ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں۔

انارکلی - مگر جہاں تک ممکن ہو غطر  
کتا سمیت کا انتظام معقول رہے۔

میں آپکی خیر و عافیت نہ معلوم ہونے پر  
کوفت میں کھل گئی کہ جان وید ونگی

شہزادہ - اٹا ابدالی عمدہ انتظام  
کہوں گا کہ نہیں روٹا یک خط ملا کہ یکا

بجید سما کیوں عزیز ناظرین کیا کچھ  
نشا اور آپ کو سنایا۔ یہ بھی آپکی خاطر تھی  
درتہ کرن ایسی جان جو کھوں میں قدم

دہڑا ہے۔

یہ باتیں سہر سہی عقیں کہ صبح کی آدھ  
نیک ایک دن سے چل گئی جس نے اپنے  
نفس میں ان کے ہوش اڑا دیے  
پھر تو ایک بات بھی نہ کہہ سکے اور ناگہانی  
نے تمہارے حقیقت کی آجائیت چاہی جسے  
نہ تو وہ علم نے جبراً و قہراً منظور کیا  
اب ہماری غرض نظر نازنین ابی زعفران  
سے ہمراہ جیسے ہم اقبال نکلیا اپنی  
زندگیاں میں سنجی مانے یہ کیسا دل نکار  
وقت تھا جوان وہ لوں پر گذر گیا  
شکر ہے ہماری مہر نگار اپنی عقبت اور  
عفت بچہ لیکھا گو ہمارے شہزاد عالم  
کا لہجہ یا ہوا دلورہ بار بار افسوس حسرت  
سے یہ کہہ رہا تھا نگار کیا ہوا ہے  
وہل کی شب میں رات شرم و حیا کا بندوبست  
کھوتا بند تھا بستان یہ دلیں رہ گیا۔

## سکیماء ہواں باب

### ناصح مشق

حضرت ناصح کرامیں دہیدہ دل  
خوش رہہ پر کوئی اتنا تو سمجھا دے کہ  
سمجھائیے کیا۔ نہیں معلوم ان تمکلیں اور  
عبولی عجالی صورتوں میں دلفریبی کے  
خدا نے وہ کون سے انداز سے اور دلربائی

کی وہ کون سی اور رکھی ہیں۔ جس کے

دیکھتے ہی دل قابو اور جگر پہلو میں نہیں  
رہتا۔ ہمیں انگلیاں جان بفرار ہوتی جاتی  
میں۔ کیلجہ و حزن کئے لگتا ہے جسم میں  
سناٹا ہے۔ جی میں گہرا مہم سہی پیدا  
ہو جاتی ہے۔ دل میں ایک قسم کا  
میں قاضی صفا درد شروع ہو جاتا ہے کیلجہ  
ذرا بھی اس مزے کا لطف آئینہ راحت  
خیز و دو ہے کہ اس کے درد مند ہمیشہ اس کے  
بھوکے رہتے ہیں۔ اور ان کے دل میں  
ایک ایسی دلکش چیز پیدا ہو جاتی ہے جو کشتی  
میں یہ طوے رکھتی ہے جسے صاف لفظوں  
میں محبت کہتے ہیں۔ جسے ایک ذرا کی  
بڑے پیار سے پہلو میں ہر وہ جان کی طرح  
چھپائے پھرتے اور کبھی کبھی جو نشہ الفت  
میں اس سے یہ باتیں بھی کر لیا کرتے ہیں  
اس کے اے پیاری محبت! تو ہی وہ دل  
پسند مرض ہے کہ تیرا مریض شفا پائی  
آرزو ہی نہیں کرتا اور نہ تیرا مارا مہا کبھی  
دندگی کی پرواہ کرتا ہے۔ تیرا ہی مست  
کبھی ہشتیار ہی سے نزدیک نہیں بچھکتا اور  
اور تیرے ہی آداب خیر کا پانی سا ہنستہ رہتا  
ہے اور بار بار یہ کہتا ہے

خیر کو چوس گئے ہیں میرے بیچے ختم  
خاندان سے پھرے ہوئے چہرے ہیں کہا میں



اب کے تو نے ہمارے ناز و نعم کے پلے پہلے  
 شہزادے کو وہ باغ بہرہ دکھائی دو۔ وہ چٹا  
 دیا کہ خدا کی پناہ! اب نہ وہ سلیم ہے نہ چٹا  
 پہل نہ وہ رنگ لیلیاں نہ وہ جلسہ احباب  
 نہ وہ تیشہ کی لال پرانی نہ وہ کتاب التہذیب  
 سلیم جہانگیر ہے اور خیال یار ہے ہاں الفت  
 اتفاق پلے پلے یا ریل سے خواجہ محمود و صاحب  
 مرلید میری آگے ہیں۔ جن سے ہمارا فرزند  
 شہزادہ بابا لائیں بھر بھر اور کلیجہ تمام  
 تمام کر یہ باتیں کر رہے ہیں۔  
 مرلید میر۔ شہزادہ عالم خدا کے وہ الہ  
 چند سے ہی حال حسرت لیل را تو ہمنون  
 کی جان کے لائے پڑ پائینگے۔  
 محمود۔ مٹھڑاؤ غلام یہ عورتوں کی حکمت  
 ستو سے بہانا اور واڑھیں مار مار کر دنا  
 نہیں معلوم آپ کے ساتھ کیا سلوک  
 کرے خدا را خدا را سب و جزا خدا را  
 شہزادہ۔ وہ مرزا صاحب! میں لٹو سے  
 کھلاتا ہوں۔ آپ کی باتیں بھی زنیاسے  
 شرابی و فحش ہوتی ہیں۔ اسلئے تو میں  
 نے آپ صاحب کو اپنی تمام امیریں منقطع  
 کر لیں اور کسی سہارے کا بھی خیال نہ رکھا  
 بقول حضرت ذوق سے  
 نہ بکیتیش واپس الیاس گواہ بلا میں ہم  
 کہ بدتر و بامرتبہ حبیب کا سہارا کا

جب آپ لوگوں کے خیالات میری حالت  
 نارنگی میں۔ تو پھر آپ حضرات سے تشریح  
 ہی نہ کھنا جن دن ہے  
 خواجہ محمود۔ بیشک ہماری باتیں آپ کے  
 خیال کیسا تھپتی طرح پیش نہائی ہوتی اور یہ  
 خیالات انہیں تیری نظر پر نہ رتے تھے  
 کیونکہ وہ نہایت سچی اور کھری ہوتی ہیں اور سچی باتیں  
 کسی کو بھی جھلی معلوم نہیں ہوتیں۔ آپ تو بہتر  
 ہم غریبوں کا قلع تعلق بنائیں کہ کشت کرتے ہوں  
 مگر ہم نہیں کر سکتے کیونکہ قدرت نے نہیں  
 آپ کے دامن و دولت سے وابستہ کر دیا  
 ہے پس آپ ہی فرمائیے کہ تو امین قدرت  
 میں کسی نے اصاح کی ہے جو ہم کریں  
 اور ہم تو ہم شاید آپ بھی نہ کر سکیں پھر  
 جاننا فرمائیے وہاں ہزاری سے ٹکھڑا کر  
 جی چہ ایس۔ اور کیونکہ جہاں جہاں میں  
 یہ سب بالکل آپ کے خیال مبارک کی  
 نہ سمجھی ہے۔  
 مر رہے ہیں اس میں یار میں چلیے  
 ٹیوہ اپنا تو ہے و قادری  
 برائے خدا پھر آپ قلع تعلق کا کلہ زیاں  
 سے نہ نکالیں کہ میں سراسر ہماری  
 و نشانی ہوتی ہے جو کسی طرح آقا کر  
 غلام کی وجہ نہیں۔  
 شہزادہ۔ وہاں کی محبت کو آپ کی باتیں

سچی و کھری سہی مگر بزرگوں کے قول کو بھی  
 سچی تو خدا نایا و رکھا کہ کیا آپ بدیں شیراز کے  
 اس مقدمے کی کچھ توفیر نہیں کرتے مگر اس فقرے  
 کو آپ مد نظر رکھیں تو کبھی ایسی بے جا جرات آپ کو  
 پیدا نہ ہوئے اے اپنا دل حال اور آپ کا دل حال  
 برقی تڑپی بہت سے نہ ہوئی  
 اس دل بھیرار کی مانند  
 خواجہ محمود۔ بندہ فارسیہ صحیح ہے مگر  
 کیا مصلحت کینت کے لئے عذاب و خواہ  
 میں آپ کو ہجر جان میں ہلاک ہونے اور  
 جان دینے کی تڑپیں ہوں اور اس سے  
 بچنے اور نکلنے دینے یا ہجر کرنے کی فکر  
 نہ کروں۔ اگر مینے لیا کیا تو مجھ سے  
 زیادہ غمگرم اور مومن کش شاید پیچھے  
 لے پیدا ہی نہیں کیا۔ پھر اگر آپ کی مرضی  
 یہی ہے تو اب مصلحت ہی سے کام لیں  
 مگر خدا کیلئے ہو یا اپنی خود غرضی وغیرہ  
 کی ہمت سے موافق رکھیں گے۔  
 شہنشاہ۔ ابھی ایسی مصلحت برتنے  
 کو میں نہیں کہتا۔ جیسا آپ نے بیان فرمایا  
 خدا نہ کہے نہ ہمارے یا رزگوں ہوا یعنی کی  
 ہوا یہی لگا جائے۔ اگر آپ اصحاب نے  
 میرے سبب لے یا میری دلجوئی میں ذری  
 بھی کسر کی تو جس الزام سے بچنے کی  
 آپ نے فراموش ظہر فرمائی ہے

خود بخود آپ کے ملزم ہو جائیگے اگر میں اس سے  
 چشم پوشی بھی کی تو بھی دنیا ایک متمم کر نہیں ذرا  
 بھی آپ کا مروت نہ کرے گی۔  
 مرید میر۔ شاہ نوشیروان جان نے اپنی دلجوئی  
 نصف شہادی میں یہ کیا اندھ کر کیا کہ غریب لانا کی  
 پھر مجھے غلط قید کر دیا ابھی تک تو شاہ عرش  
 پائنگا کو اس دکھ کا تصور بھی نہ معلوم  
 ہوا۔ پھر کیوں انہوں نے یہ ظلم ویہ جور  
 روا رکھا۔ آئے آئے یہ پیاری کیسی مصیبت  
 جمیل رہی ہے۔  
 خواجہ محمود۔ واقعی اس کا تو مجھے  
 سخت قلق اور بے حد استعجاب ہے  
 شاہ ظفر پناہ بھی اس میں زیادہ اہتمام  
 کے متمم نہیں کر دے جاسکتے ہیں۔ یہ  
 سارے لشکر و غماز بدتمیزوں کے ہنگامے  
 ہوئے ہیں۔ اس پر ہمارے شہزادے  
 صاحب بہادری کے خط لے اور بھی آنت  
 بجا دیا۔ اگر وہ خط بڑی بیگم صاحب کے  
 ہاتھ نہ آجاتا۔ اور وہ شاہ عالم پناہ کو نہ  
 دکھائیں تو یہ آفت نہ آسکتی۔  
 سلیم۔ والد اعظم۔ ابا کے کان کس  
 بد نصیب نے اس پیاری مصیبت کی  
 ماری مار کر وہ گناہ کی طرف سے ایسے  
 پھر دینے۔ کہ وہاں غم و ہر کس کے پیچھے  
 پڑ سکے۔ اور اب کسی کی ستمی ہی نہیں

اس پر ہمارا خط گنجنت اور بھی سونے پر  
 سہاگہ ہو گیا۔ ہونیوالی بات ہو ہی جاتی ہے  
 نہ طوفان آتا نہ یہ سب جھجکتے کھرت ہوتے  
 واری تقدیر بڑبسا سلوک کیا۔

خواجہ محمود۔ سوائے ابوالفضل اور فیضی  
 کے اور کسکی جراثیم ایسی بے باک ہو سکتی ہے  
 یہ انہیں مددوں پہ فیضول کا کام ہے  
 خدا ان موزیوں سے بچا ہے اور انہیں جہنم  
 دہل فرمایا۔ لیکن کچھ شہزادے عالم کی بھی بڑی شہزادگی  
 شہزادہ۔ سچ کہتے ہو جانی جان یہ دونوں  
 ہشت ظالم و ظالم کافر و کفر میں۔ بھولہ  
 اپنی عادت سے بچنے والے ہیں۔  
 اگر یہ ہم سے عداوت نہ رکھتے ہوں  
 تو بھی۔

نیش غائب نہارے کیں است  
 مستغفرائے طبیعت نیت  
 ہفت سے کچھ ہود کی امید رکھتا ہر اس  
 امید بچاری کی گردن پر لٹھی چھری بیخبر  
 ہے۔ یہ نام و کے انہی کے لگاے ہیں  
 جن میں کوئی ٹکڑہ جہانے چھوڑا ہے  
 جو آجکل محل و بیل میں دل چال نہیں  
 جن میں کوئی ٹکڑہ جہانے چھوڑا ہے  
 مر لید صبر۔ اسے کہاں و ناز و نعم کہاں  
 یہ الم کہتے کیونکر وہ اس قید کے دل  
 بھگتی ہوگی اور کیونکر نصرت کے آگے

ہوگی حیف میرا میں چلتا تو میں انہی غمناک  
 کی ناک کٹوا کٹھن پر درگد تیا  
 سلیم۔ اسے میرا المد مجھ سے تو  
 اب پھر کی معیت نہیں جھیلی جاتی ہے  
 اور نہ فرقت کا مددہ اٹھایا جاتا ہے  
 اس سے موت ہی اخاتی تو میری  
 زندگی ہو جاتی۔ اسے اسے  
 فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر در لگی  
 کیسی بڑی گھڑی تھی جو آنکھ آ خدا کی  
 مر لید صبر۔ آپ تو ہر سال ہوتے جاتے ہیں  
 ہر سال نہ ہو جیتے۔ کہ آپ کے ہر سال  
 ہونے سے تمام کہیں بڑے جانگے پھر کہہ گئے  
 دہرتے نہ تھکا۔ ماں تدبیر شرط ہے۔ کام  
 کئے جاوے تدبیر سے ہرگز نہ چوگا چھوڑے  
 جب ہمارے دشمن نہیں جو کہتے تو ہم کہتے  
 چکیں۔

خواجہ محمود۔ مٹا ہے شاہ فرید در ۱۶  
 نے اب تو اس زندان غم کی جو کسما  
 لئے پھر سے یہی سمجھا دیتے ہیں خبر تو  
 دیکھا جانیگا۔ شب تو موجود ہے۔  
 سلیم۔ اسے رواہ امیران کا کھڑے  
 رہنے والی بیکسوں میں زندگی بسر کر رہی  
 قلم تہائی تو زندان الم میں کیونکر رہ کر  
 ہوگی۔ یہ تو یہ تھا۔

ہم دونوں کو قتل ہی کر دینے۔ تو یہ آئے  
دن کے چھٹے ہی ختم ہو جاتے اسے ظلم کرنا

مر لید مر۔ بیشک

یہ جو یہ جفا تو اب نہیں دیکھا جاتا۔

سیلم۔ ابے میرے راج روح کب

مر لید مر۔ (مرزا سے) اجی مرزا صاحب

تک قید کی دولت اور اسیر کی اذیت

آپ خان خاناں چلیے صاحب دیر و عقل کل

جھلسکی۔ اسے وہ نکل انعام تو صدمہ

صاحبزادے ہو کر کوئی داؤں ایسی نہیں چلتے

سناؤ نہ میں سر کھڑک کا حق ہو کئی ہوگی

کہ میں سے وہ پری بیکر قید خائے سے ازا

اے کوئی بھی ایسا مہم و مہر و ہنسی

یہاں ہے۔ ان تمام گناہ گاروں کے چپکے

جو مجھے اس نکل رعنا کی نگہت ہی سنا

چوٹ جانیں اور آپ کے پو پارہ ہوں

دیتا ہے سیر

خو احمیہ محسوس۔ یہ تو ہوا ہی ہے۔ آپ

نگہت یاد ہی اڑا لاتی

دیکھتے تو جابجائے۔ گواں خرتہ پر نہیں بار

مجھے آج بھی اے صبا نہوا

یہاں اور افضل بھی کیا یاد کینگے۔ کہ اچھے

مر لید مر۔ آپ کی حالت اس وقت

تھوڑی بہتر نہ ہو سکتا۔ انکی بھی وہ خبری ہو۔

فراق و صدمہ استیاق سے بالکل

کہ آپ کے گلاب چھوٹا دوہ آجائے تو ہی

بغیر ہو رہی ہے۔ مجھے خوف آتا ہے۔ کہ

میں۔ یہی رہے کسی خواب فرگوش میں ہے

خدا بخواتیہ اس کو فت میں آپ کے دشمن

مر لید مر۔ یار میں بھی تو راتوں سے

بیمار نہ ہو جائیں میری راسے میں تو

وہی شکر ہیں کہ کی طرح ہمارا ہنوں

ویر و خزانہ سے غم غلط کھینچے تو بہتر ہے

بہتر۔ ورنہ قید و محنت سے مخلصی پائے

بھیدیں۔ ۱۰۶ ر سے میرے شیر اجیا

اور اسکی گفتہ شربت وصل سے دور ہو

سو جیتی ہے مطلب ہی کی سو جیتی ہے

اور دیکھئے وصال سے دور ہو۔

سیلم۔ میری توجہ حالت ہے وہ ہے

سیلم۔ سچہ اس پر صاحبوں سے بہت

ہی مگر خوار خیر آپ کی خاطر کر دوں۔

کچھ امید ہے مگر یہ مقدار اب نہیں

خوار مجھ و بیشک جیتا کہ کوئی مشغلیہ نہ

ہے کہ آپ کی بھی مرنے کی دوسری

خیال یا روم ہی نہیں دے سکا

سامنے کچھ چل سکے۔ اے اسی گفتہ

بھیدیں۔ جی اں بجا ارشاد ہے چاہے

لے تو شوق غلام سے مکر میرے تمام

مروہ دوزخ میں جہنم سے یا بہشت میں مگر  
آپ کو تو اپنے جلو سے مائوس سے غرض ہے  
بہشت اچھا بھیجئے مشغلہ !!!  
اب ان تینوں شخصوں نے ایک پیگ  
پر غزوانی کا نیا عورتی ہی دیر کے بعد  
شہزادے نے ایک پیگ اور نوش فرمایا اور یہ  
باقی شمع ہوئیں۔

ہر سید مر۔ سننے میں آیا ہے کہ شاہ سکندر  
جہان بولفضل کو شہزادہ عالم کی تہدید و تازیانی  
کے لئے وہاں دلد عالم کہا تھا یہ معاملہ سچ ہے  
خواجہ محمود مناو میں بھی ہے مگر کھلی  
مٹی تصدیق نہیں ہوئی۔ اچھا آئے تو مجھے  
کی وہ خیر لیا دیکھی کہ وہ گیدی بھی یاد کر لیا  
اچھا ہوتا تو اس وقت آجیانا۔  
شہزادہ۔ اس بار اس وقت آجیانا تو بڑی  
مزد آتا۔ اور وہ حضرت سمجھائی گئے۔ کیا  
یہ تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا خدا کا  
اس پر عشق کا جن سوار ہو۔ جانا تیرا ہے  
آئے دل کا بوجھ دلد ہو تا۔ اور اسکا  
سار عقوی خاک میں مل جاتا۔ کہہ دیا  
بڑ خال ہے۔ اس کے بعد وہ عروہ دور  
میں احمد کا حل ہی رہا تھا کہ ابو الفضل  
کے آئینہ اطلع ہوئی تو اسکا دل شغلہ بنا دیا گیا۔  
ہر سید مر۔ ابھی اس وقت اسکا آنا خانی رز  
تاریک نہیں۔

اچھا آئے تو مجھے  
کی وہ خیر لیا دیکھی کہ وہ گیدی بھی یاد کر لیا  
اچھا ہوتا تو اس وقت آجیانا۔  
شہزادہ۔ اس بار اس وقت آجیانا تو بڑی  
مزد آتا۔ اور وہ حضرت سمجھائی گئے۔ کیا  
یہ تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا خدا کا  
اس پر عشق کا جن سوار ہو۔ جانا تیرا ہے  
آئے دل کا بوجھ دلد ہو تا۔ اور اسکا  
سار عقوی خاک میں مل جاتا۔ کہہ دیا  
بڑ خال ہے۔ اس کے بعد وہ عروہ دور  
میں احمد کا حل ہی رہا تھا کہ ابو الفضل  
کے آئینہ اطلع ہوئی تو اسکا دل شغلہ بنا دیا گیا۔  
ہر سید مر۔ ابھی اس وقت اسکا آنا خانی رز  
تاریک نہیں۔

اچھا آئے تو مجھے  
کی وہ خیر لیا دیکھی کہ وہ گیدی بھی یاد کر لیا  
اچھا ہوتا تو اس وقت آجیانا۔



ہستی۔ فقط حضور کو ایک نظر دیکھ لیتے  
 کیسے حاضر ہو اتماء و مشاہدے پوری کرتا  
 اس کچھ عرض بھی کرتا کہ تخلیق پاتا گروہ نہیں ہے  
 نیز سیر دیکھا جاتا تھا۔  
 شہزادہ۔ اسے بھی آپ تخلیق ہی تصور فرماتے  
 یہ لوگ کئی غیر نہیں میرے علی راہہ میں  
 آپ عشق سے خدائیں جو کچھ تکوین فرماتا ہو۔  
 مولانا۔ دوسرے سے منہ بگا اور  
 ناکہ پر رد مال رکھ کر یہ کیسی بات ہے جس سے  
 واپس ہٹتا جاتا ہے۔  
 شہزادہ۔ مولانا یہ آپ کی مشام جان  
 کوتاہی کہ بنیوالی شیم ہے۔ آپ اس سے  
 اس قدر گہرا کئے کیوں ہیں۔ کیا خدا نخواستہ  
 توبہ کر دالی۔ ابو ہو ہوا!!  
 لواتر میرے سجدہ جامع کے ہیں امام سے  
 داغ شرب دہوتے تھے کل جانتا ہے  
 مولانا۔ توبہ تو جیسی ہے۔ یہ کب تک  
 کہ چہرہ ابھی نہیں۔ توبہ کس سے کرتا۔  
 شہزادہ۔ اے مولانا پھر آپ کو کیا  
 بتاؤں کہ یہ گل اندام کی کجست فرحت  
 طراز ہے۔  
 کیا بتاؤں میں اطمینان سے وعظ  
 اٹھے کجست تو نے پی بھی نہیں  
 مولانا۔ خیر مجھے صاف فرمائیے۔  
 شہزادہ۔ مولانا کیا پھر اسلام قبول فرمائیے

مولانا۔ شہزادہ۔ عالم نہیں معلوم یہ ہستی  
 آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میں تو بقیہ تعالیٰ  
 مسلمان ہوں۔ مسلمان کا بیٹا ہوں۔  
 مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہوں  
 مسلمان سلطنت میں رہا ہوں مسلمان  
 مذہب ہے مسلمان طرز معاشرت ہے۔  
 یہی کہتی باتیں کیسی۔  
 شہزادہ۔ میں سمجھا کہ ذکر بار کر لوں  
 کہ آپ مسلمان میں ہم آپ کے عقیدے  
 سے تو خدا ہی پچائے۔ آپ تو اسلام  
 پاؤں وہ انوکھے اختراع مخترع فرما  
 رہے ہیں۔ اور وہ وہ لسانی شاخیں  
 نکال رہے ہیں کہ الامان خیر اس وقت  
 مجھے اس درد قد سے کوئی عرض  
 نہیں۔ آپ اپنا مطلب بیان کرنا چاہتے  
 ہیں حاضر ہوں۔  
 مولانا۔ میں پہلے ہی عرض کیا کہ  
 تخلیق کی عزت ہے۔  
 شہزادہ۔ اس کا جواب بھی پہلے  
 عرض کر چکا کہ اسے آپ تخلیق ہی تصور  
 فرمائیے کہیونکہ (مرزا اور راہب کی طرف  
 اشارہ کر کے) یہ دونوں میرے ولی راز  
 دار ہیں ان سے میری کوئی بات  
 چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آپ بلا لانا  
 فرمائیے کہ میرے آپ کو تخلیق کی فکر

استد رکھیں ہے۔

مولانا۔ شاہ عالم پناہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

شہزادہ۔ سبب منوجب۔ حجت آپ کے بھیجنے کی علت غائی

مولانا۔ اسکی علت غائی صرف یہ ہے کہ آپ ان ناچایہ زمانہ کم حرکتوں

سے محترز رہیں۔ جو آپ سے اور آپ سے محضوں جیسوں اور محضیوں سے

سرزد ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے ایک عالم میں تہک بجا رکھا ہے۔

شہزادہ۔ آپ ایسی نازیبا گفتو مجہ سے کس حیثیت و اختیار سے فرما رہے

ہیں۔ سو رکھا ابا جان نے آنکھ مجہ سے اس قسم کی بے محابہ گفتگو کی اجازت

مرحت فرمادی ہے۔

مولانا۔ میں آپ کی اس منطقی بحث کا حاصل نہیں سمجھا کہ اس بیان سے

آپ کا مقصد کیا ہے۔ براہ مہربانی پھر اسکی اور توضیح فرمائیے۔

شہزادہ۔ میں مجھے تو چشمہ آفتاب دیکھنا مرشد کسی مسجد میں جاسیے۔ بھلا یہ کون

سی ایسی ادق تقریر تھی۔ جسے آپ سنا کر دیکھ کر ہنسی کی گئی تھی۔ اچھا اب بھیجئے کہ میری آتماں

یہ ہے کہ آپ مجہ پر شک نہ حکومت کا

کا بار ڈال رہے ہیں۔ یا تا صحنہ و بزرگانہ طریقہ برت رہے ہیں۔ یہ مجھے معلوم

ہو جائے۔ تاہم میں بھی جواب میں نہیں پہنچوں کہ کو اختیار کروں کہ جن پہنچوں

سے آپ سوال کریں۔

مولانا۔ شاہزادے عالم! بھلا سوچئے خادمانہ حیثیت کے میں دوسری

حیثیت رکھ سکتا ہوں۔

یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہاں اگر آپ حفظہ رب کہ کام فرمائیں۔ تو

بزرگانہ حیثیت بھی کام میں لانے کی حیرات کروں۔ ورنہ خیرہ کو راسخوں

ہی دونوں تخلیق میرے لئے کافی ہیں شہزادہ۔ اچھا تو آپ کی تقدیر کا ماخذ

یہ ہے کہ میں تمام عیش و آرام اپنے اوپر حرام کر لوں۔ اور اپنے یاروں نیک

انجام شہزادہ عبدالرحیم و راجہ مرید مہ سے کنارہ اختیار کروں یا انہیں خیر باد

کہوں۔ اسکی تو آپ مجہ سے کیا امت ایک امید نہ رکھیں اور نہ یہ مجہ سے میری

حیات میں ممکن ہے کہ میں اپنے ذریعہ جان نثاروں کو چھوڑ کر سبکی و شہت

انگریزیت کا وحشی ہو جاؤں۔ خدا بیکارے آپ کی ایسی تفرقہ انداز بند سے

مولانا۔ میری کیا مجال جو اس آپ کو

ایسی انگور اصلاح معلوم طبع عالی پر بار ہو  
شہزادہ - وہ مولانا آپ میں بات  
کہہ کر مجھ جانی صفت بھی ہے اگر یہ  
نہیں تو پھر آپ کی اس فضول گفتگو کا  
میں مطلب کیا ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم اخوان کرے  
کہ ایسی مضموم صفت مجھ میں آجائے  
وہ دفع البیات مجھے اس نامردانہ  
صفت سے محفوظ ہی رکھے۔ میں نے  
تو فرضاً نام عزب رفتار ناما طبع و  
کہہ کر کی نسبت گفتگو کی اور وہ  
شاہ گیتبہ دیو چاہ لی وہائش اور

زیانی تھی۔ ورنہ میری زبان یا میری  
طاقت کراتنی ہمت و جرات کہاں  
خدا را مجھے آپ اسکا احترام اور اس  
بے باکی کا مجرم نہ ٹھہریں۔

شہزادہ - خیر ہو گا۔ ملک تو آپ  
کو جو کچھ فرمایا تھا فرما چکے۔ کہ ابھی اور  
بھی کچھ کہنا باقی ہے۔ اگر باقی ہو تو  
لے دو وہ بھی فرما دیجئے۔ اور قبیلہ و  
عقبہ کا حکم بجالائے۔ مولانا - خیر۔ اگر  
آپ کو میرا کہاں کچھ دو لمحہ بیٹھنا بھی  
ناگوار ہے۔ تو میں یہ بھی چاہتا ہوں۔  
ہوں۔ آپ اسکا سے کہیں۔

شہزادہ - نہیں نہیں۔ مولانا شہزادہ

رکھیں۔ بعد میں آپ عالم فاضل سحر  
وہ مدیر و زیر سلطنت اور نوز قن اکبری  
کے رکن اعظم کی صحبت باعث فیض رہے  
سے کہیں گھبرا سکتا ہوں۔ سہ گز نہیں بلکہ  
میں تو آپ کے قدم منہیت لڑم کو اپنی  
سعادت و عزت کا موجب خیال کرتا ہوں ان  
آپ کی بے رابطہ گفتگو البتہ کٹھکتی ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم میں یہود و نصاریٰ  
نہیں گزرتا۔ میں تو خدا سے چاہتا ہوں  
کہ یہ افواہ جو اڑ رہی ہے۔ یادہ ہوائی  
ہو جائے اور اس گہنخت کی جیتا نہ  
البعادت پائے

شہزادہ - میں افواہ اکیسی۔  
مولانا - پی۔ میں الملک مرحوم و  
منفور کی صاحبزادی اور آپ سے  
تعلق کی۔

شہزادہ - اچھی دستوراً معظم وزیر الملک  
صاحب بہادر یہ آپ اس وقت میں کہاں  
اسے آپ ہرگز نہ گستاخ و حقیر نہ سمجھئے۔ بلکہ  
اسے آپ بالکل بیچ اور پھر کی بیکار اور مجھے  
اس حقیر جوان کے در کا خیر سمجھئے۔

مولانا - انیسویں مجھے آپ سے خوش  
کہہ کر اصل حال اظہار سے ایسے بے حجابانہ چہرہ  
کی مطلق امید نہ تھی۔

شہزادہ - مولانا شہزادہ

مولانا۔ مولانا آپ کے اس امنوس پر ہزار  
 امنوس آپ کے اس تاسف پر لکھنا سفت  
 بعد ازیں بیٹھے بیٹھے آپ کو کیا سوچتی کہ نہ  
 طحلان بننے کو اچھے کھڑے ہوئے  
 شہزادہ۔ مولانا آپ ایسے فاضل تھے  
 ہو کر ان عام خیالوں کے اندر نہ ہوئے  
 جاتے ہیں۔ امنوس جناب بندہ  
 ایتھو میں اپنی جان اس کی بالائی ادا پر  
 قربان ہو چکا ہے۔ شاہ ذبیحہ نارہن  
 ہوں یا خوش بچہ اسکی بھی پرواہ نہیں  
 اگر حکم دیں تو میں انکا ملک بھی چھوڑ  
 دوں۔ اور کسی جنگل و پہاڑے میں جا لیا  
 اگر آپ حضرات نے مجھ سے کچھ زیادہ  
 پرغاش کی تو لا بد ہی رہی ہوتا ہے  
 ذرا آپ اور وہ دونوں حضرات سے یاد  
 رکھیں۔  
 مولانا۔ شاہ ظل اللہ تو اس تعلق سے  
 بہیم ہیں۔  
 شہزادہ۔ ہوا کریں۔ مگر یہ بھی آپ  
 ہی کی عنایتوں کا شکر ہے۔  
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ تاحق مجھ  
 سے بدظن ہوتے جاتے ہیں بھلا میری  
 اتنی تابعدار کانت ہے کہ آپ سے معاملہ  
 کی طرح نظر اٹھا کر بھی دیکھ لوں۔  
 ہر آجکی یہ بدشاہیال جو ابھی میری طرف  
 متوجہ فرمائیں۔

متوجہ فرمائیں۔ بجا نہیں ہیں تو کیا میں  
 اگر شاہ ذبیحہ مجھے نہ سمجھتے تو میں قیامت  
 تک بھی اس طرف کا رخ نہ کرتا چاہے ہر  
 کبھی بھی ہو جاتا۔ البتہ شاہ ذبیحہ کے حکم  
 کی بجا آوری پر فرض تھی وہ میں ادا کر رہی  
 اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔  
 شہزادہ۔ میں آپ کو بخوشی اجازت دیتا  
 ہوں۔ کہ آپ اباجان سے صاف  
 صاف عرض کر دیں کہ سلیم اب بندہ  
 عشق میں۔ اور وہ اب زیادہ وق نہ کرے  
 ورنہ میں اپنی جان بھی دینے میں تیار  
 نہ کر دوں گا۔  
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ ہی انشا  
 فرمائیں۔ کہ جب شاہ ذبیحہ انارکلی  
 کو اپنی لڑکی سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں  
 تو وہ پھر کیوں کہ اس ناچائز لعلق کر  
 جائز تصور کیا جاسکتے ہیں۔  
 اس جملہ پر تو یہاں طر فیتانے وہ  
 قہقہہ اڑا یا کہ مولانا کے ہوش گم ہو گئے  
 خواجہ محمود۔ مولانا اگر یہی خیال ہے  
 تو کلمہ میں جائز ہو جاتا ہے اور نہ  
 حاکم شارخ آپ نے تو وہ بے پرستی  
 اڑائی کہ میں کا وہ کانا ہی نہیں کیا تھا  
 دنیا میں قیامت کا کیا ہی نہیں جانتا  
 یا بیاہ دینے سے باپ کی نالہ کشت

حاتی ہے۔ جو آپ نے ایسا فرمایا کہ اگر  
 شاہ ذبیحہ انارکلی کو لاکھ بار بیچی کہیں تو  
 بھی سلیم کے ساتھ صرف ایک خطبہ کے  
 پڑنے سے جانے سے جائز ہو سکتی ہے البتہ بڑی  
 سلیم صاحبہ اگر ایک قطرہ دودھ بھی آپلائیں  
 تو ضرور شہزادہ اس حق سے محروم رہ سکتا ہے  
 اور آپکا یہ فرمانا ذوقِ خلوت کیا جاتا ہے  
 لگا بتواتر اپنے ہزار کھینچیں تباہیں اس کا  
 رخ بھی شرع کی طرف نہیں پھر سکتا۔  
 شہزادہ۔ عمارت پرین تمام دعا یا بادشاہ  
 کے بل نہیں ہوتے ہیں۔ تو کیا اس کے  
 یہ معنے ہوئے کہ شہزادے اور شہزادیوں  
 کہیں بیابانی نہ جائیں۔ اور نہ کسی شرف و  
 بختیا سے تعلق ہی قائم ہو۔ والد مولانا  
 آپ کی منطق بھی یونیا سے بڑی منطق ہے  
 مولانا۔ یہ جملہ تو آپ مجھ پر نہیں بڑھا  
 ذبیحہ پر کر رہے ہیں۔ بہر کیف آپ شاہ  
 ذبیحہ کا فریاد تسلیم فرمائیے۔ کہ اس  
 میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے۔  
 شہزادہ۔ مولانا یہ تو ان ہونی بات  
 ہے۔ اور اب تو میرے اختیار سے بھی  
 باہر ہے سہ ذوق  
 میں ان سے پھروں کو جمال ہے  
 ناصح نہیں یہ بات میرا اختیار کی  
 مولانا۔ تو پھر مجھے کیا حکم ہے میں

باپوس ہی اٹھ جائوں۔  
 شہزادہ۔ کیا کیا جاتے مجبور ہی ہے کیونکہ  
 اب تو ان تلوں میں تیل ہی نہ رہا۔ اور  
 صرف آپ ہی میری طرف سے ملاپوس  
 ہوں بلکہ اباجان اور تخت و سلطنت بھی  
 یہ وہ نشہ نہیں جیسے ترقی آثار دے  
 مولانا۔ شہزادہ عالم آباد شاہ وقت  
 کی حرمانیہ داری نہ بھی والدین کی سی کہ  
 یہ تو آپ پر ہر طرح واجب بلکہ فرق  
 ہے۔  
 شہزادہ۔ اس کے لئے تو میں دل دہ  
 جان سے حاضر ہوں جو ممکن ہو کافر ہے  
 مگر وہ میرے پرائیوٹ معاملات میں  
 دخل نہ دیں۔  
 مگر وہ لیا کریں تو ان کی مرضی میرے  
 نزدیک انکا آپ کرنا بالکل خلاف  
 ہندوب و خلاف رفتار شرفا و عید ہے  
 مگر وہ نہ مابین گے تو مجھے اس شرف کا  
 پابند ہونا پڑیگا  
 حاجی بندہ عشقِ سرور کی نیک کن حاجی  
 کہ درین راہ فلان ابن فلان چیز نفیست  
 مولانا۔ شہزادہ عالم والدین کی نافرمانی  
 مناسب نہیں۔  
 شہزادہ۔ مولانا! تو انہیں مجھ پر بھی نا  
 مہربانی مناسب نہیں بھی نہیں۔ بلکہ

وہ بڑی دھمکی بھی کر رہے ہیں جسکی  
 ملک کسی مذہب میں روا نہیں ہے۔ نظر  
 بڑا، بھونے دل کو میرے خدا کیلئے  
 ہلکا رہا ہے نہ تو اس میں ہٹکیا ہو  
 مولانا، شاہ جہاد کو آپکا وہ اشتیاق نام بھی  
 ملک بچاؤ اپنے اندر کی کوڑے اشتیاق سے کھاتا  
 شہزادوں۔ اگر وہاں سچے سچے رہیں سیکھے  
 تو ایسے ایسے سنگتوں اشتیاق نامے انہیں ملائے  
 اسکی بچھڑا ہوا نہیں یہ تو آپ اسے نہیں  
 جو اسکا منکر ہو اور اسے ڈرائیں جو اس سے  
 ڈرے نہ میں ڈرتا ہوں نہ انکار ہی کرتا ہوں  
 پھر آپ مجھے اس پر تپ کی دھمکی دیتے  
 ہیں۔ کیوں مولانا کیا اس جو روح فدا  
 کیے تاجدار مقرر کئے اسے آپ جواب دہ نہ  
 ہو گئے۔ کیونکہ آپ شاہ دیکھا کے تمام کام  
 کے ذکر دہ ہیں۔ آپ کو انہیں ایسے ہی جا  
 جو روح فدا کرنے چاہیے۔ میرے نزدیک  
 تو آپ ان سے زیادہ جواب دہ آ رہے  
 جائیگے۔ حیف وزیر میں شہزادہ چلا۔  
 مولانا، میں جو بدہ مرگ نہیں ہو سکتا  
 ایسے آپ کی مذہب اب وہ ہو سکتی ہے  
 اور عیسیت نہیں جو آپ کی یہ مذہب اس  
 انکی پیار سی کی حیاں لیوا بھی بھڑے  
 جیکے جو آپ خود تصور ہو جائیگے۔  
 شہزادوں۔ اسکا کیا مطلب۔

مولانا، اسکا مطلب یہ کہ شہزادوں والی  
 ستم پر غصہ ہو رہے ہیں۔ اسکا آپ نے  
 انارکلی کی محبت سے اٹھ نہ کیجئے تو محبت  
 نہیں کہ قتل و کشتی اسکی حیاں لے لیں۔ اگر  
 آپ اسکے ایسے ہی فدا ہیں تو آپ کو اختیار ہے  
 شہزادوں۔ یا اللہ یہ ستم یہ ظلم۔ اچھا اگر  
 اس کی جان لی جاتی ہے تو میری بھی  
 ہے۔ آپ اور وہ دونوں صاحب ہیں  
 میں نے بل کر لیا۔  
 مولانا، خدا نہ کرے۔ کہ آپ کی جان  
 پر کوئی صدمہ پہنچے۔ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں  
 را۔ انارکلی کا معاملہ اس بارے میں  
 بالکل مجبور ہوں۔ نہیں معلوم شاہ  
 ذبیحہ نے اس بارہ میں کوئی مصلحت  
 سوچی ہو۔  
 شہزادوں۔ مولانا کیا اگر یقین ہے۔  
 میں اس کی مفارقت میں زندہ رہ سکتا ہوں  
 اگر آپ کو اب گمان ہو تو وہ جس غلطی  
 اور کیوں آپ لوگ میری حیاں لیں ہو  
 میں خدا کیلئے ہوں۔  
 ہماری عزت پر بھی ہٹ کر ناچا۔ یہ ہو  
 سکتا ہے کہ میں اسے خدا سے  
 مولانا، مجھے کیا حکم ہے۔  
 شہزادوں۔ سب تو جو کہہ رہے ہیں  
 کہ چکا اسکا مطلب یہ ہے۔

تصور طر مائیں -

مولانا - شہزادہ عالم آپ استقدر علمیت سے

کام نہ لیں دو چار روز اور سوچ لیں اور سوچ

سمجھ لیں کہ تیل کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے

شہزادہ - مجھے جو کچھ سوچنا تھا - وہ سوچ چکا

اب کیا خاک سوچیں یہ نہ کر مولانا چکے سے کہہ

اور یاد میں یہ باتیں مہوئے لگیں -

خواجہ محمود - دہشہ زادے سے آپ نے

ابوالفضل سے چٹمک کر لی - برا کیا کہ وہ آہو

شہزادہ ملک اقتدار کا نفس ناطقہ ہے کہیں کوئی

تفہ نہ اٹھائے کہ قنہ انگیزی انکی کٹھی میں ہوتی

مہر لیدرم - بیشک بڑا موذی ہے اس کے

کائنات کا منتر ہی نہیں اس کینت سے

ہمیشہ ڈرتے ہی رہنا چاہیے

شہزادہ - اچھی اس ہجارت کی حقیقت

ہی کیا ہے - کبھی تو خدا صاحب تخت

دیکھا - جب دیکھا صاحب کیکا - آپ کبھرتے

کیوں ہیں -

خواجہ محمود - اچھی اپنی مشوقہ مہر متخیل

کی بھی کچھ نہ کر دے - یا کالون میں تیل

ہی قیسے رہو گے -

مہر لیدرم - ضرور کوئی نہ کوئی فکر کرنی

چاہئے - ایسا نہ ہو کہ کہیں ان شغالوں

کا دار چل جائے تبھی کچھ سمجھیں نہ بن کر لگی

شہزادہ - بھئی تدبیر کیا کر دے - کچھ

سمجھ ہی میں نہیں آتا میرے تو ہوش و حواس

ہی درست نہیں - اب آپ ابھاب کچھ تدبیر

کریں تو ممکن ہے -

خواجہ محمود - انشا اللہ وہ بندہ دست

کروں کہ باید و نباید آپ مطمئن رہیں -

مہر لیدرم - یاں میں مولوی کھوسٹ نے

تو تمام مڑ کر کر دیا عین لطف و کیف

کے اندر کینت پیچ - اب کس کا غریب

دور چلے دور پیسے سا قیا

اور چلے اور پیسے سا قیا

(یہ اشارہ ہوتے ہی جام صراحی حاضر کر دی)

اور آپ آتشیں کا دور شرع ہوا -

مہر لیدرم - اچھی ماں بندہ نواذ اسی کی

تو کسرتی - جیکے لئے آپ بے تاب تھے

جیکے آپ چلین کھینچے اور جہانک طبیعت

چاہے دفتر سے دل پہلائیے -

## بارھواں باب

### مجرم کینت کی روکاری

بخرم عشق عالم سکنہ عوذا لیست

تو نیز میرا آنکہ خوش تھا نا لیست

اکری دربار میں یوں تو ہر کوئی اپنا اپنے

فن میں کامل الدیاریکا نہ رو کر کار تھا - مگر

خاص کر خواجہ بریل کا بدلہ سنج لطیفہ کہ ستم کا نظر

ہر فن مولا تھا۔ مگر پھر بھی مہار سے ملا دیا۔  
 صاحب کی غیر حاضری تمام دربار کو  
 کھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ ملاکی عدم موجودگی  
 پر ہر تک کو شوق تھی۔ ہمیشہ متناست  
 ہو کر کہا کرتا تھا کہ اے ملا کے ہونے سے  
 ظرافت منافی و نفرت کوئی کو بالکل خاک میں  
 ملا رکھا ہے۔ جب سے وہ قدردان و قدر  
 شناس و کھن کی طرف گیارہ لگی کا لطف ہی  
 جاتا رہا۔ اور دربار کی گرا گئی ہی ہانگل  
 سر ہو گئی۔ یہی بایں ہو رہی تھیں کہ چوبد  
 نے ایک عرضی لاکر دی جسے ”نیضی“ نے  
 شاہ جمشید جاہ کو بھی خندہ لبی سے سنائی  
 یہ عرضہ مہار سے زندہ دل ملا کا بیان مضمون  
 بلاغت مضمون تھا۔  
 عالیجا، مذہبی جو خیالات حضور کے  
 نور بار و بار کی تلمیح، مکہ کی روانگی سے  
 پہلے ظاہر کئے تھے۔ انکی معافی کا قریب  
 اور انکے داپس لینے کا ملینگی ہوں۔ اگر دلاس  
 قاب بھی نہیں تاہم حضور کے عنایات  
 شانہ کا جو اس رہ خلاق پر ہمیشہ سے  
 سایہ نکلن ہے۔ وہ میر سے توقع کو  
 متوقع کر رہے ہیں۔ کہ غرور تیری  
 آرزو پوری ہوگی اور شاہ و بجاہ حزاہ غزاہ  
 عطا پورنی کو کام فرمائیں گے۔  
 لیکن ایسا میر پر حضور دربار ہونے میں

شاہ و بجاہ یہ عرضہ شکر نہایت مسرور محفوظ  
 ہوئے اور فوراً جیدار کلین و عیالین کو ملاکی  
 پیشوا کی کو بھیجا دیا ملا حضور دربار ہوئے تو  
 پہلے عہدہ و منصب پر مور کے لئے اور شاہ کھلا  
 سے یہ باتیں ہوئیں۔  
 شاہ و بجاہ۔ میدوں ملا صاحب یہ تین  
 ہیں کہاں لگا رہے اچھے نور ہے۔  
 ملا۔ قبلہ عالم مفتاح سے مفتاح حضور کے  
 قدم ہمایوں شمیم کی جدائی بہت سنجائی ہو گئی  
 ورنہ کہ منظرہ اور مدینہ سے کبھی واپس نہ آتا  
 میر میر۔ دسکر (قبلہ عالم) یہ بھی تھا  
 گھر کا نہ گھٹا تھا۔  
 ملا۔ پیر و مرشد! یہ کھنٹل ہے میر صاحب کی  
 گھٹا تھا۔ اس کی سرشت میں ایذا رسانی  
 ہے۔ یہ دیوانہ اس کی گھر والی دیوانی  
 ہے۔ ذرا لڑا تو لڑا حطہ ہو پورا ڈھول ہے  
 اور خود جسم بھول ہے  
 اس ناک ٹوک کے بعد ویزنگ ادھر  
 ادھر کی بایں رہیں مگر میر و چارٹر میر  
 شاہ و بجاہ۔ ملا صاحب گرا پ بہت  
 اچھی گڑھی باندھتے ہیں۔ مگر راج تو چشم بہر  
 دور میر بر کا عمامہ بھی آپ کی گڑھی سے  
 کچھ ٹپتا نہیں۔  
 چونکہ میر بجاہ رست کو میر بھی باندھنی نہ آتی  
 اپنے اس پر یہ فقرہ چست کیا گیا تھا۔



<p>ملا جعفر نور، بھلا ان کی گپ بھاری ہے          ہوا تھا کہ مولانا ابو الفضل سی آج پہنچے۔          مولانا۔ دھماکو دیکھ کر آشاہ آپ کہاں          رنگ پڑے۔</p> <p>ملا۔ اسلام علیکم یا دستور العظم          مولانا۔ دسکرا کر اجل جلالہ۔</p> <p>ملا۔ پھر وہی چھتر خانی۔ کیا آپ کو میرا          رہنا پھرئی آنکھوں میں بھاتا۔</p> <p>مولانا۔ اچھا آپ ہماری سر آنکھوں پر          آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔</p> <p>شاہ ذبیحہ۔ ابو الفضل صاحب کہنے کیا          خبر لائے وہ گھر وہ راہ پر بھی آیا۔</p> <p>ابو الفضل نے جھپک کر بڑے ادب سے          شاہ ذبیحہ کے کان میں یہ کہا۔</p> <p>میری توراں مطلق دہل نہ گئی۔ مینے          تو اپنی طرف سے بہتر زور لگایا بہت</p> <p>کچھ سمجھایا۔ مگر شہزادہ عالم پر تو عشق          کا جن الیسا سوار ہوا ہے کہ وہ کسی</p> <p>طرح اترتا ہی نظر نہیں آتا۔</p> <p>شاہ ذبیحہ۔ اچھا اب وہ جن ہم تارنگے          ہے کہ ہر ممل کے ساتھ ہی جن مقرر ہے یاں</p> <p>وہ ہے کس خیال میں۔</p> <p>مولانا۔ پیر و مرشد مینے تو یہ بھی دھمکی          دی کہ اگر لڑ نہ آجیگے تو نارنگی کے خون</p> <p>کے عکس میں آپ ہی جواب دہ ٹھہریں گے</p>	<p>ملا جعفر نور، بھلا ان کی گپ بھاری ہے          ہوا تھا کہ مولانا ابو الفضل سی آج پہنچے۔          مولانا۔ دھماکو دیکھ کر آشاہ آپ کہاں          رنگ پڑے۔</p> <p>ملا۔ اسلام علیکم یا دستور العظم          مولانا۔ دسکرا کر اجل جلالہ۔</p> <p>ملا۔ پھر وہی چھتر خانی۔ کیا آپ کو میرا          رہنا پھرئی آنکھوں میں بھاتا۔</p> <p>مولانا۔ اچھا آپ ہماری سر آنکھوں پر          آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔</p> <p>شاہ ذبیحہ۔ ابو الفضل صاحب کہنے کیا          خبر لائے وہ گھر وہ راہ پر بھی آیا۔</p> <p>ابو الفضل نے جھپک کر بڑے ادب سے          شاہ ذبیحہ کے کان میں یہ کہا۔</p> <p>میری توراں مطلق دہل نہ گئی۔ مینے          تو اپنی طرف سے بہتر زور لگایا بہت</p> <p>کچھ سمجھایا۔ مگر شہزادہ عالم پر تو عشق          کا جن الیسا سوار ہوا ہے کہ وہ کسی</p> <p>طرح اترتا ہی نظر نہیں آتا۔</p> <p>شاہ ذبیحہ۔ اچھا اب وہ جن ہم تارنگے          ہے کہ ہر ممل کے ساتھ ہی جن مقرر ہے یاں</p> <p>وہ ہے کس خیال میں۔</p> <p>مولانا۔ پیر و مرشد مینے تو یہ بھی دھمکی          دی کہ اگر لڑ نہ آجیگے تو نارنگی کے خون</p> <p>کے عکس میں آپ ہی جواب دہ ٹھہریں گے</p>
---	---

شاہ و بیجاہ۔ اچھی صرف وہی ہی نہیں انہیں تو بیل میں دبا لئے ہوں۔ مگر میرے  
انتہا سے آجائیکہ۔ اپنا تکیہ تو برا اور ایک اپنا کھڑا جالی کہاں  
مولانا مجھے تو شہزادے عالم کے تھوڑے کچھ بھی  
نہیں نظر آتے۔ خدا خیر کرے۔  
شاہ و بیجاہ۔ خود بخود پیچھے ہو جائیکے  
لپٹا چمٹے ہو گئے۔

گھبرائے کیوں ہو دیکھتے جاؤ۔ شاہ  
اس وقت سخت برہم ہو رہے تھے  
مارے طیش و غضب کے آنکھوں  
سے ہلکیاں اتر رہی تھیں۔  
ابوالفضل نے یہ مناسب سمجھا۔ اور  
اس وقت شاہ و بیجاہ کی صحبت پہلانے  
کی فکر تھی۔ مزاجدان تو عفا ہی فوراً  
میر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ابوالفضل  
کا منہ تار گیا۔ اور پچکے اسکے کان  
میں کچھ کہنے لگا۔

شاہ و بیجاہ۔ یہی یہ آپ کی سرگوشیوں  
کی سہی نہیں۔ یہ معاملہ کیا ہے کچھ ہمیں  
بھی تو معلوم ہو۔ یہ تمنا خوری چہ معنی  
مولانا۔ ہمیں حضور کچھ بھی نہیں  
صرف میر بر ملا صاحب سے دریافت فرماتے  
ہیں۔ کہ ملا صاحب اپنا بوریا بندھنا  
کہاں چھوڑا کے یا بیت اللہ شریف کے  
سفر میں کسی نہ ار پر چڑھا آئے۔  
ملا۔ میں خوب سے شناسم میرا پارا۔  
ملا میں اپنا بوریا بندھنا کہاں چھوڑا  
تاتا موجود ہے۔ گھبرائے نہیں۔

مولانا۔ دبیر بر سے) اں اں میں  
تو ہمیں ہی کیا تھا۔ جی تید ملا صاحب  
اب بوجھیں کہ آپ بھی یاد کریں  
دیکھتے کیا ہیں۔ بچہ راستے گزرتے ہیں  
اں ملا صاحب ذرا لگائے در در  
ملا۔ اس سے فائدہ ہی کیا۔ اں  
کچھ دلوایئے۔ تو کیا مضائقہ ہے۔  
مولانا۔ اچھا ملا صاحب آپ کا حلوا  
تاتا موجود ہے۔ گھبرائے نہیں۔

زور تو لگائیے اب بھی میرا ملا صاحب صاحب میں  
 پیر پر دھولنا کسی دوا ملا صاحب  
 تو صحتی ہی نہیں میرے ان کی محبت  
 ہی نہیں پڑتی۔ آپ خزاہ خزاہ مار  
 مار کر ملا صاحب کو مرد میدان بنا رہے  
 ہیں۔ مٹھیں رہیے ملا صاحب ایسے  
 سادہ لوح نہیں ہیں۔ کہ آپ کی  
 پرچک یا بڑھاوے میں آجاوے  
 حلا۔ دھند کر سادہ لوح تو آپ میں  
 عین میں کیونکہ سادہ لوح ہونے لگا  
 خیر اگر ہمارے و مقرر العظم ہی چاہتے  
 ہیں تو بہم اند فرمائیے۔ اب حل کیا  
 ہو کہ آپ اور وہ دو توں صاحب  
 زندگی میرا دو کریں تو سہی۔  
 پیر پر۔ وہ ملا صاحب آخر ملا ہی ہو  
 آگئے مولانا کے فقروں میں دھولانا  
 کی طرف متوجہ ہو کر دوا مولانا ملتا  
 ہوں۔ آخر ملا بیچارے کو شیشہ میں  
 آتا ہی لیا۔  
 مولانا دیر برس دوا آپ تو ناحق  
 ملا صاحب کو غصہ دلا رہے ہیں آپ  
 اپنی پہلی کھجور اے تو سہی تو صاحب  
 کیسا بڑا جھوٹے ہیں کہ آپ کے  
 بھی دانت کھٹکے ہو جائیں اور اب بھی  
 ملا صاحب کی طباعی دوا کا دت و زور

بھی وقرست کا نو امان جائیں۔  
 پیر پر۔ بہت اچھا یا میں بھی تو دیکھتا  
 ہوں کہ آپ کے ملا صاحب کہا تک میں  
 لے جو جیسے ملا صاحب  
 معما

وہ کوئی سر حریف چیز ہے۔ جرات کھا  
 وہ منہ سے رمل اور آنکھوں سے آنسو بہا  
 اگر ہم اسکے سر کو پاؤں بنائیے۔  
 یعنی منقلب کر دیں "جلد" ہو جائے  
 آپ اگر سر کے پنجے کے دو نقطے اٹا دیں  
 تو جسم اور خطا ہو جائے  
 اب اگر اس سر کے پنجے کے اس باقی ایک  
 نقطہ کو سر کے اوپر لکھیں تو غٹنی ہو جائے  
 اب اگر اس ایک نقطہ کو بھی اٹا دیں  
 تو مکان ہو جائے۔

### حل معما

ملا۔ وہ یہ بھی کوئی معما ہے یہ تو  
 مکتب کے نوٹروں کی شغلہ ہے اچھا  
 آپ بھی کیا کہیں گے ملاحظہ ہو۔  
 وہ سر حریف نقطہ مرج ہے اسے جو  
 کھائے کائنات سے رال اور آنکھوں سے آنسو  
 اب اگر اسے منقلب فرمادیں تو حرم ہو  
 ہو جائیگا حرم حلد کو کہتے ہیں۔  
 اب اگر آپ سر کے پنجے دو نقطے تو زنا  
 جائیگے تو حرم اور حرم جسم کے معنی جسم اور

اور غلط کے ہیں۔

اب اگر آپ اس ایک نقطہ کو سخت سے ہاں کر دیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم خوشی کو کہتے ہیں۔

اب اگر آپ یہ نقطہ بھی نکل جائیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم اسے کہتے ہیں جس میں اپنی گھر بسی رہتی ہیں

ان بدلتہ نہیںوں سے شاہ و بیجاہ کا ملاں کچھ کم ہوا اور جلالت ایک گونہ ٹھہری آخروں بار بار غماست فرما کر داخل میں ہو کر

پہاں بھی شہزادے کی حاش نے رگ جان کے ساتھ نشتر کا کام کرنا خرم کیا جب مزاج مبارک میں بہت ہی پرگندہ ہوا تو

مولانا بالوافضل کو بلا بھیجا۔ اور اسے یہ گفتگو کی شاہ و بیجاہ۔ جلالت ایک سو کرنے کی غرض سے کہنے مولانا آج تو ملے آپ دونوں

صاحب کو نوک دی۔ یعنی کیا عمدگی سے معاملہ کیا۔ کہ جلالت پھر تک پھر ک گئی۔ آہو آپ کو کو نکو ملا کا لو امانا چڑے گا

میلاد یہ لو کو کھما کہاں سے نافقہ آگیا تھا۔ مولانا۔ پیر و مرشد فاضل کی تعلیم کا

کامل کی کیا نیت ما شاہی پڑتی ہے میلاد کی انضامیت، دکالیت کا کون ہے۔ جو قابل نہیں ہے یہ سمانہ تیرے برے کسی دوست نے صل کر نیکی غرض سے بھیجا تھا

مگر ناچو کوئی دن غور و خوض کرنے کے بھی صل تھا۔ جسے ملا نے پکی بجائے صل کر دیا۔ شاہ و بیجاہ۔ صل کیا اور بہت ہی عمدہ طور سے صل کیا۔

مولانا۔ اس میں کیا شک ہے شاہ و بیجاہ۔ میں نے آپ کو اس وقت اپنے تکلیف دی ہے کہ شاہزادہ سلیم نے بوناک میں دم کر رکھا ہے اسکا

کیا انتظام کیا جائے۔ شاہ و بیجاہ۔ جو کچھ شاہ شریا جاہ کے پاس

اتیس میں آئے وہی انسب و امن ہے شاہ و بیجاہ۔ میرے ذہن میں ایک تیر تیر بہت ہے کیونکہ یہ تیر کسی قسم کے

شور و غل و جھگڑا فساد کے انجام پا جائیگا۔ مولانا۔ مگر میری رائے تو یہ ہے کہ ذرا انارکی کے عذر بھی من لئے جائیں۔

شاہ و بیجاہ۔ کیا اب بھی آپ کو اس میں کچھ شک ہے کہ وہ ان بد اعمالیوں کی ملوث ہے۔

مولانا۔ نہیں میں تو یہ نہیں کہتا۔ کیونکہ شاہزادہ عالم کی و تمام تیر ہی (اشتقاقی ماضی) موج دے مگر ممکن ہے۔ کہ وہ اپنی جان

کے خوف سے اس حیاں بیوا لغت سے باز آجائے اور وہ کسی اور سے نکاح کر لیتے کو راہنی ہو جائے۔ اور یہ خوف بھی کسہر کی

کے لیے برعاید نہ ہو

شاہ ذبیحہ آپ کی رائے تو مناسب ہے  
مگر جب وہ اسے غلط دیکھی کہے۔

مولانا چھوڑ دیا جسے ہمیں حضور انور  
کا ہی کیا ہے۔

شاہ ذبیحہ بہت چچا سمجھ ہی انارکلی سے دیانند  
پتے میں دیکھیں وہ کیا بنا رہی ہے۔

مولانا اہل اہل بطور اہل اکبریت بھی رہے ہوگا  
شاہ داراجا مولانا کو حضرت فرما کر

پھر عکالت شاہی میں واپس تشریف لیگے  
اور انارکلی کو شش محل میں لانے کا حکم

صادر فرمایا۔ وہ فوراً وہاں حاضر ہو گئی  
اسکے بندے شاہ ذبیحہ بھی وہیں رونق

افروز ہوئے۔  
شیش محل کی اندرونی دیواروں میں

جہاں شاہ ذبیحہ بیٹھا کرتے تھے وہاں  
بھائے انیسویں کے بڑے بڑے شیشے

لگائے گئے تھے۔  
انارکلی کی حالت اس وقت قابل رحم ہی

نہیں تھی بلکہ واجب الرحم تھی اسکا دل  
گول چہرہ غم و اندھ کی جو نگ نے چوس کر لپی

کی لگا کر دیکھ کر وہاں وہ بے ہوش رہتی تھی  
ستہ تار بستر ہو گئی تھی سہ سطرے

ہو اہل ہجر علی کا ہیبرہ پانچ گونہ تھا  
نہ پاسے چھوڑ دیا گیا تھا ہی چائے ارستہ کا

آہ ایہ غریب وید نصیب ہمارے چرخ حسن کی  
تازہ منضم لڑکی محبت و الفت کے سنگلاخ

میدانوں اور بیکڑا رہیں غمگینوں پر غمگین  
کھار ہی ہے عیب و پریشانہ ظاہر ہی ہے سینہ کا

بے حل بقرار ہے۔ مگر غنارہ ہے داغ مہن  
ہو رہا ہے۔ جبر و تکسب کی پونجی غارت

ہو چکی ہے خجرت پڑنا سا زمانہ و سار  
فلک در پے آزار و رومہ و دغور آزار

استقر رصیتیں ایک نادان و ناکرد لکنا پر  
کیوں بھٹ پڑیں۔ اسکا جواب کیا کہ سبب مجھے

عشق و غلطائے الفت کی پاداش ہے۔  
شاہ ذبیحہ ایک حلیہ بورت کرسی پر

متمکین میں۔ اور مجرم عشق انارکلی دست  
بستہ ہائے حلیہ ہے انکوں سے شک

خونی ردا میں دل و جگر پلوں میں تپاں ہیں  
جرم عشق کا مجرم اپنے جرم کا قبائلی ہے

یہ بھی ہمارے شاہی مازم کی بلند خیالی ہے  
ور نہ جرم کا مقرر ہوا۔ محال ہے۔ مگر اسے

صدق و صفا کا ہر دم خیال ہے۔  
شاہ ذبیحہ۔ سنوئی لکڑی اگر تم اپنی جان

کی خیر خواہی چاہتی ہو تو یہ لکنا تلوار میری ہات  
پر مل کر دے۔ ورنہ اپنا لکنا لکھ لکھ لکھ لکھ

بسی طرح پیش آؤ گا۔  
انارکلی۔ کجست نا دور کیم۔ بدخت

شمس النساء کیم اور شہ طالع انارکلی کب





دو بھرتیاں خیران ہو رہی تھیں۔ پھر یہاں رہ کر سوائے جان دینے اور ہربے کے اور کیا چاہا دیکھ کر خاک رہ گئی۔

اسے اور بھرتیاں ہوئے عاشق و مشتاق زمان میں رہے اور میں غم پر ماتم و مرے

منہ نکا کروں مبادا وہ اپنے جی میں کیا کہی کہ میں تو حضرت کے لئے قید حیلوں اور حفر

کو جرت تک نہ ہو۔ کیونکہ اسے میرے دل کی کیفیت کی کیا خبر ہے ایسے بہتر ہے کہ اس وقت

یہاں تل جاؤں شاید میرے چپے چاہیے ابا کا غم نہ رہے ہو جائے۔ اور وہ زندانی

قید سے رہائی پا جاؤں۔ مرلیو مر خدا یاب ہی کرے

خواجہ محمود۔ اچھا اب جا کر شاہ فریاد سے اجازت خواہ ہو چیل۔ دیکھئے تو

وہ کیا فرماتے ہیں۔ ہماری تیاری میں دیدہ ہی کیا ہے۔ ہمیں تو پاس بکاب

ہی سمجیے۔ شہزادہ اچھا کہل کر سید وقت شاہ

ذی عباد کی خدمت میں آجاتے کے لئے روانہ ہوا۔

اسے یہ وہ وقت ملا کہ جیت نکلا

بکری شائع اجلاس (ماہیت غریب انارکلی) بحالت میں رہا۔

عشق و محبت کی دھماکا سی ہو رہی تھی

میں نہ ہو رہا۔

دل کو پہلو میں لئے ہوئے پہنچا اور یہ حالت

ہزاروں کر سنا چھیلنے کے بعد کس حالت

میں ہے کہ جسے دیکھ کر کلید منہ کو آ

جاتا ہے۔ اسے خدا دشمن سے دشمن

کو بھی ایسی حالت نہ دکھائے کر

یہ دونوں مجرم ہیں۔ اور اپنے جی کے

اس فحش کے نظر میں کہ جو انکے حق میں

ہوتا ہے۔ مگر انکا مضر دل اس کا پریمی

نہیں مانتا اور دیکھ کر کو لکھ کر ہی

لینا ہے جس کو بھی نکال چو شکستہ ہو جا بلے

کسی مضموم ہزردہ آخر وہ لڑا طالب و طلب پرش

انتقام میں اسے یہ خطہ زندہ رہے کہ

اعلانہ انتشار سے یازیاں ہونے لگیں۔ اور

شاہ فریاد شہزادوں کے انوکھ سے

یہ لہجائی و ندیدی حرکتیں تاڑ رہے تھے

جس سے شاہ فریاد کارامہا گان بھی

وجہ یقین کو پہنچ گیا۔ اور پہلے سے

دیکھ کر غریب دیکھیں ہوا کلی کے در۔

آزار ہوئے اور یہ سولات سمجھے۔

شاہ فریاد کیوں صاف ہزار سے

بہشت میں گہلا پھول پڑے۔

شہزادوں کی خدمت میں

میں نہ ہو رہا۔





کی کیوں ہوں۔ اہل حضور کو میری جان پر ہونے والا تیرا شہزادہ عالم کی سب کچھ میں ہر  
 اختیار ہے۔ وہ حضور کے رو پر میری جوت ہے۔  
 جو چاہے کچھ بھی عذر نہیں کرے۔  
 سامہ میں اپنے دل پر زیادہ خیر نہیں کر سکتی  
 شاہ فریادہ۔ دہتر دس سے تیروں مسلم  
 بیٹے نہایت کہ آپ کو اس سے تعزیت  
 سے انکار ہے۔ اور یہ ایسا کلمہ ہے  
 کیا معاملہ سے

شہزادہ۔ حضور اور اول سے آخر تک  
 اس کے اپنی طرف سے میرا نہیں لیا  
 پھر حضور نے مجھ سے کئی ناپا استفسار  
 فرمایا۔ جب قبیلہ عالم خود ہی الیا فرماتے  
 ہیں۔ اور اسکی نما گشت جو میں گھر میں رہا  
 ہوں۔ میری ہی طرف مشورہ ہوتی  
 ہے تو ہر جی شرم کی بات ہے کہ وہ  
 تویرے لئے اپنی جان تک مرنے میں ہلاکت  
 میں ڈالے انکار نہ کرے اور میں انکار کر  
 ہاؤں۔ قبیلہ عالم جبکہ اس سے کہتے  
 یہ یعنی عاشق ہے اور یہ ہے اپنا دل اور  
 جان اسے اور عشق اپنا دل دھاوا ہے  
 دیدیا ہے۔ اب انکار کرنا بالکل ناممکن  
 دہتری ہے۔

شاہ فریادہ۔ اخلاہ یا تو نہ فرمایا ہے اب  
 رنگ لانی نکلی۔  
 انارکلی۔ حضور اور اول سے آخر تک  
 اس کے اپنی طرف سے میرا نہیں لیا  
 پھر حضور نے مجھ سے کئی ناپا استفسار  
 فرمایا۔ جب قبیلہ عالم خود ہی الیا فرماتے  
 ہیں۔ اور اسکی نما گشت جو میں گھر میں رہا  
 ہوں۔ میری ہی طرف مشورہ ہوتی  
 ہے تو ہر جی شرم کی بات ہے کہ وہ  
 تویرے لئے اپنی جان تک مرنے میں ہلاکت  
 میں ڈالے انکار نہ کرے اور میں انکار کر  
 ہاؤں۔ قبیلہ عالم جبکہ اس سے کہتے  
 یہ یعنی عاشق ہے اور یہ ہے اپنا دل اور  
 جان اسے اور عشق اپنا دل دھاوا ہے  
 دیدیا ہے۔ اب انکار کرنا بالکل ناممکن  
 دہتری ہے۔

## پیر مھوال باب

### مال کی دانتا

میرا دھارہ دانتا ہے۔ میں نہیں نہیں ہے  
 ہم جو دانتا ہے۔ ہم کو کہتے کہتے رات کے  
 اس کے ہونے۔ ایک دوسرے کو عریف  
 دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔  
 دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔  
 دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔  
 دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔  
 دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔ دانتا ہے۔

<p> شاید انہی دنوں میں وہ خیال نہ ہو کہ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے  تشریف کا تھا اگر کہ ہے میں یہ ناک کی بول ہی نہیں  یہ سوچ رہا ہے  اے اگر میں ایسا حاشیہ - کہ اسی نامراد  اکبر باد میں اگر تباہی دلیل میں پھنک رہا ہوں  برباد ہو جاؤ گی - تو اس جاہ و شوکت اور اس  دولت و شوکت کو کون کس کا - کیسی بھرے  سے یہی اس طرف کا رخ نہ کرتی -  اے یہ وہی گھر ہے جس میں دل نہ رہا  عید رہا کرتی تھی - یا اب یہ وہی گھر  ہے - جس میں کوئی چراغ کے علاوہ  بھی نہ رہا - شرم میں سے دامن سے  و اہستہ تھی - اور اسے نہیں کھا رہی تھی  ہی ایک لڑکی جو میرے دل کی راحت  روح کی فرحت جان کی آرام حلقہ کی چین  اور تمام عمر کی پوچھ تھی - اس کی  یہ کیفیت ہوئی - جو دیکھی نہیں جاتی -  اے میری بچی کس ناز و نعم سے پرورش  پائی تھی کہ وہ پہاڑ سے پائی گئی تھی  جسے تو نہ دیکھ سکتی تھی - ایک تو وہ لڑکی  نازلک - نہ تو یہ تھی - اس پر تھی  تجسس نے سوئے پر مہلکہ یا مرے پر  بھاد سے تھا کام کیا - اب تو یہی تھی  ہی نہ رہا - اور چھوٹے سے گھر کی بچی  </p>	<p> ہو تا نظر نہیں آتا بلکہ ہر روز بڑھتا ہی جاتا  ہے نہیں معلوم شاہ فریاد کو حضور صیت نامہ  ہی و بعض الہی گہروں پیدا ہو گئی ہے میری  مصلحت کچی کی جان کے دشمن ہو گئے اے یہ  کھٹے اس سلیم می بخت کے پورے ہو گئے  دروازہ و لاری کچی کے پیچھے اقصیٰ و ہر گز  پڑتا - نہ غماز نگاروں کو غمازی کا سر ق  ملتا - نہ میری کاکوتی بچی پر یہ آفت  اور یہ مصیبت پڑتی -  اے اب سلیم بخت سے بھی کچھ  کرتے دہرتے نہیں بن پڑتی اب تو اپنی  جان بچا کر دی میں جا ہیگا یہاں میرے  لخت گلہ و نظر پر منت نئی بلا آتی ہے  جسے جھیلے جھیلے میری پیاری بچی کو  قریب ہو گئی ہے سے تو روز و رز کی آفت  ہیں دیکھی جاتی - اب تو میرے موت ہی  آجاتی تو میری روح دس صدہ روحانی  سے بچ جاتی - مگر میرے پر بھی بیخبر نہیں  نہ لگے گی نہ چین ہی آئے گا - کیونکہ جب  اک میری بچی تیرے کی مصیبت سے فحاش  نہ پائی - میری روح گھر میں نہ نہ کر آدم  و چین سے نہ رہتی ہے -  اے کون کون کیا کر رہا ہے تو کہیں کی  نہ رہی اس نامراد کیرا د میں مجھے تو اچھا  دیکھا اب سنتی ہے کہ شاہ فریاد میری  </p>
--	--

فرقتِ خلعت پہنچی کو سلیم کھوج ملے سے جدا  
 کر لیں غرض سے لہر کر کھینچ لیا نیرا ہے میں  
 نہیں سوچاں یہی ہوں بھلی بھائی کیا قصہ  
 کیا سلک کر لیں اور کس طرح پیش آئیں گے۔  
 ناظرین! آپ خود ہی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ  
 مفید کون ہے یہ ہماری ہیر مرین نار کلی  
 کی ننگ جلی ماں اور ویرم حسین ناسک کی بڑھ  
 جاتی ہے جس وقت اپنے تمام سنگائی  
 ایک کو مقرر ہی میں تنہا چھوڑا ہوئی جبکہ غرض  
 خیالات کی زیرِ شوق ہورہی ہے یہ دیکھئے اسے  
 کس کریم تاج کو وہ مریض کف کو دلتی اور چہرہ  
 ہی وہ ننگ و خیالات میں مبتلا ہوئی۔  
 اے شاہ دنیا کہ بستی میری بستم پہنچی  
 پرچم نہیں آتی یکبارہ وہ چاہم مرنے کا۔  
 کو بروہی پڑتی ہستی تھی اپنے یہ جلیں  
 لے کے کو تو رکھتے نہیں تیرے غریب و کھیا  
 دیکھ کر جلوت شاہی گئی چھری سے  
 فرج کر ہے میں۔ اگر انہیں خوف ہے  
 تو میری کئی تیرے دیدیں تا میں آست  
 پیکر کسی اور طرف نکل گوں نہ سر کی اور نہ  
 انکا انوکھا لڑکا اس کی محبت میں  
 طراپ دھتہ ہو گا۔ دیکھو وہاں کسے بدلے  
 میں میری کل جانیاد و ملا کہ منہ جگر کر  
 میں میری کس کر لیا و گئی خلعتِ تیرے ہر  
 کہ لکھنا سو ناخوار ہوئی کھو تا ہے ہر تیرے حال و حال  
 ناحق کا دوش گھٹائے میں۔ اور میری بکس جو میری  
 کی آہ سے بھی نہیں توڑے جس آہ سے کشادہ دیا  
 بترس آراہ مظلوم کہ ہنگام دعا کر دو  
 اجا بہتہ از ویتقی ہر متقی کسے آید  
 اسے۔ مجھ ناسک جلی کی خرابی کون اسنے اور کون  
 فریاد میری کرے اے اے ناشاد کہ آہ یوں ہے ہیرا  
 گھر سیلیا یا میران کہ ناخدا اسے اس چھوڑ  
 و دولت و صلوت مکان را ملا کہ میں آگ لگ جاتی  
 اور یہ ناگوسے خاک خاک سیاہ ہو جاتے ہیں تو  
 تیرے بھی ذرا رخ تعلق نہ نہنا۔ مگر میری  
 نازک اندام تیرا میزاد اور مرنے سے  
 حیدر اسے بہوتا۔ اگر چھاپتے فکرت میرے ہر  
 حسیں لیا قوا تیرے ہی کئی ہی گھوڑے (د)  
 سے لگی بہتی اور چہرہ وہ تیرے چہرے  
 جاتی۔ اگر چھوڑی بھی گئی تھی اس پر سے  
 تیرے دیکھ لیتے تھی مجھ سے نہ جانی۔ تو  
 میں خدا کی درگاہ میں یہ کھلے کھلے شکر اور  
 کروڑ کروڑ سجدے کرتا ہوں اور اس دولت  
 و شہادت سے ہزار ہزار ہر گاہ کہ تیرے  
 لے کے شاہ دنیا سے تیرے سے ہر طرف سے  
 کیا کہ خدا کی پناہ یہ وی نہیں ناسک تھا  
 علی کات با تہا ایتہ و حدیث کہنی۔  
 اسے یہ بھی نہیں مارا کہ تیرا کھیل  
 و شہد ہوا اسے اور میں تو بڑی بڑی تیرا  
 کسے یہ بھی نہیں ناسک تھا تیرے ہر طرف

وقار شاہ والا تیار دل و جان سے کرتے تھے۔ یہی سبھی سے تو شاہ و بیجا کے فرزند ابو الفضل کو  
 ہئے اسی حسین الملک کا مکان ہے جہاں ابابا اور بیجا حکم صادر فرمایا کہ آپ حسین الملک سے  
 وقت نہ ہا کھل سستان اور میرا ہے۔ ان کا جواب تھا کہ میں نے بی بی جہیز کو تکلیفیں کر دی ہیں اور  
 یہی حسین الملک کی بی بی ہے جو اسے خود پرستہ ان باتیں کیا کہ وہ ملک کی فہریت مکمل  
 معاہدہ نشاندہ تفنگ رکھا و بیف ہو رہی ہے۔ اگر لیں اور مکان تعقل کر لیں مگر تیہام کار رو یہ  
 آہ یہ اسی حسین الملک کی بی بی ہے جو اسے خود پرستہ ان باتیں کیا کہ وہ ملک کی فہریت مکمل  
 جس شاہ و بیجا کے باپ کی نوادہ لڑکیوں اور۔ پائے اور یہ حکم بھی شادیں کہ جو کرنی انارکلی  
 جان نثار ونگ بدے میں یہ کون کا کہہ رہی ہیں۔ انارکلی ماں کے مرنے کی خبر لیا۔ وہ  
 آہ آہ یہ اسی حسین الملک کی بی بی ہے۔ جہان سے مارا گیا ایک عجیب ان کار رو لڑکیوں  
 رہتا ہے۔ جنگی عورتوں و عورتوں پارستانی۔ یہ خبر فاس فہر تو پیہ مطلع کر دی یہ حکم  
 و پاک وادی کا سپار ایہاں رہا یہاں۔ یہ تم ہی ابو الفضل حسین الملک کے  
 تھا سلطان قتل اسے وہی میر سلطان۔ مکان پر گئے اور شاہ و بیجا کے حکم کی  
 کا کشتہ ہو رہی ہے اور چینی و بی بی جہیز کی۔ انقبیل میں مسعود و فہر ہوئے۔

انہیں کی دشمن ہو رہی ہیں اسلئے اسلئے  
 پادار اختیار ہو گئے اسلئے  
 کیا زمانہ کا انقلاب ہوا  
 اسلئے حکم فرماں۔ اور سلیمہ پاشا  
 پاشا کرینو لا خیالات سے اس پجاری  
 آنتا کی ماری کے دلدار و ماری پر استغفر  
 بار و لا کہ جس کی تحمل رہا نہ یہی شہزادی  
 آخر اختلافی تاہم نے وہ شادی کی طائیں  
 کہ یک بیک اس ملک کی شادی کی طائیں  
 روح پھر و طالب یہ پھر و کہ گئی اور  
 یہ صبح کو پشیمان پھر و پھر و علی بہ حبیب  
 معز عالم گیر ہوئی اور شاہ و بیجا کے

# چودھوڑاں باب

## اضطراب

ہو سکا ہوں سوز غم سے تہیاں یہی جہیز  
 سے ہوا چڑھ گیا تیرے منتظار میں

ان اف مبارکے تہذوہ عالم کو پہنچانے ہی نہیں  
 جاتے عشق ظالم نے بالکل ہی گھلا ڈالا نہ وہ دن  
 نہ وہ چہرہ ہے نہ وہ رعنائی ہے نہ وہ ہانپن ہے  
 رخ ٹٹکوں رنج و غم سے زعفران کا خشک پتہ ہو گیا  
 گدیا گدرا گل سا جہم سو کھڑکھا ہوا ہو گیا رہا  
 کر دل تمام تمام بیتے ہیں جھگڑکی میں تپش خیز  
 سے کام بیتے ہیں سجان غلام ہی ہے روح تپا  
 میں گھبراہی ہے نہ اٹھتے چہین نہ بیٹھتے  
 آرام ہے۔ خواب و خور حرام ہے۔ بیٹھتے  
 بیٹھے کراتے ہیں۔ غم ووری و رنج و غموری  
 ستاتے ہیں۔ عیش و عشرت سے لڑتے  
 ہے۔ فریاد و فغان سے رعبت ہے۔  
 سیر و شکار کے نام سے جی گھبراتا ہے کیلی  
 چوکان کا کھیل تنک خیال آتا ہے۔ صحبت  
 اجاب باز حاضر ہوتی ہے زم نفاطول  
 کی بار بار ہوتی ہے دن بھر بقراری رات  
 بھرا ختر شماری ہر ساعت اضطراب اضطراب  
 میں ہر لمحہ بیچ و تاب ہے۔ نہ کبھی سنتے  
 میں باہار سرد ہوتے ہیں آہ و زاری مولس و  
 مخمور میں۔ المہ دیکھا جبیں دیار میں من  
 خرق گئے گھلا گھلا کر چور کر دیا۔ آتش  
 اشتیاق کے جلا جلا کر بھور کر دیا۔ لب پر  
 دندان رہتی ہے۔ اور ہمارے حرا چہ حضرت  
 میطر سہہ تھری کی یہ غزل بنان رہتی ہے  
 مظلوم

بدھیجا رہتا ہوں میں دل پر قصہ رکھ کر آجکل  
 دروہ کھٹا کھٹا کر لیا کرتا ہے مضطر آجکل  
 قہج کے کپٹے پہرتے ہیں خنجر آجکل  
 کسی قدر پر جہم میں المہ اکبر آجکل  
 ادا رستہ تباہ کیا رہے ہیں ہر خلش  
 ہر گھڑی دل میں کھٹک جاتا ہے اشتراک  
 کیا اشرافی نہیں یا رب ہماری آہ میں  
 کر لیا بت کے دل پتھر جو اپنا آجکل  
 لوح کا نازن اس عالم میں پھر پیدا ہوا  
 می طرح اُتکتے ہیں میرے دیدہ آجکل  
 آپ قرا کے حضرت دل ماہیٹے سے آپ ہیں  
 انکھی تر پائے کچھ جاں بگھڑا آجکل  
 عقاب تہم خورشید پھر تہم خورشید لہجہ میں  
 ہوں میطر خورشید بیان اس بندہ پر آجکل  
 دن رات طال رہتا ہے روز و شب ہی شایا  
 رہتا ہے کدائے جب سے دلی آواز اس  
 قبلاتے معیت داسیر از میت کی کچھ خبر  
 ملی نہ کوئی خط آیا نہ کوئی حال ہی ایچا  
 جہنہ میری آرام جہان کا کیا حال سے  
 اور اس کے دل الفت منزل کیا کیا حال  
 ہے اے بیٹے تو اپنا وعدہ بھی آجکل  
 وفا نہ کیا۔ ایک خط بھی نہ لکھا۔ والہ علم  
 وہ اپنے دل میں کیا اپنی ہر گئی میرے  
 حوصلہ کے ٹکڑے سے بڑھتے ہوئے ہوتے  
 ہوتی ہیں۔ نہ لکھو نہ لکھو نہ کوئی خط

شہ نامہ برہم نہ پیا می ہے نہ کیوتر بھلا  
 تیر کہ کہیہ کسے حرف سے کہی اس پر خوش  
 مروت کا کاپیرا اٹھایا نوی پنی جان ایسے  
 میں نے نہ تیرا میں نے چھوڑا ہے  
 نہیں معلوم قلم و کلمہ کیا اس پر کیست  
 بظاہر کے لاف سے ایسی کہی عداوت ہو  
 گئی ہے کہ اس بیچاری کی جان کسے دشمن  
 ہو رہی ہے یہ سانس نہ لے لے غمازیوں کے  
 شکوے میں اور غمگینوں کے قلم سے ہیں  
 کہ جو اس غم معیت و الم قریب کو تکلیفیں  
 اور اذیتوں کی جاتی ہیں اس کے آج تو میرا  
 دل بیچارہ تیرا ہے جان اپنے قرار  
 سے خدا جانے کیا معاملہ ہے خدا کرے  
 اگر قلم و کلمہ میری جان میری پیاری و بھلا  
 میری روح بدلان میری دوستان میری  
 دل با میری روح افزا میری آرام دل  
 میری راحت جگر کے ساتھ کوئی ہے دیا  
 برتاؤ کیا تو میں بھی کر کیا کروں گا اپنی  
 جہالت بھی اپنی ہذا کر دنگ قلم و کلمہ تو اس نے  
 میں کا ایک کافر کیا لینے واسے معلوم ہو  
 میں حبیب ہی تو وہ اقصاء و ہوا کے  
 پیچھے پڑ گئے اسے بھوت دل منہ کو  
 آ رہا ہے جان بقرار ہو رہی ہے زندگی  
 و شہ نامہ برہم نہ پیا می ہے نہ کیوتر بھلا  
 دل کے جو سینے میں جو میرا جان تر تیا

تیر نظر بار نہ رہی سا چھبہ گیا ہوتا  
 شہزادہ بلندارادہ اپنے انہیں خیالات و تکلیف  
 کے رکھا ہو گئے خیالات میں اور کچھ ہوا تھا کہ  
 خود ہی مروت تیرا لگا ہے یہ یہی شہزادہ کی بھلی  
 دیکھ ہی فریاد و زلفان آہ و نازی گسردا شکر  
 و کلمہ شہزادہ و حیران انگشت بدندان ہو کر ہو  
 اور شہزادہ والا تیرا سے یوں ہم کلام ہیں  
 غمراہ چھوڑ دے شہزادہ عالم خیر تو ہے  
 یہ تیرا مستعد مضطرب و بقرار کیوں ہو ہے  
 میں دور اپنی صورت تو ملہ حفظ فرمائیے  
 کہ کوئی نہ بکشت لے آپ کے دشمنوں  
 کی کیا مصالحت کر دی ہے کہ بیچا نے نہیں  
 کیا ہے اگر آپ کے رنج و ملال کی ہی کیفیت  
 تو یہی دشمنان زندگی کے واسے  
 پڑ گیا ہو گئے اس لیے اور تیر کی بات  
 ہے کہ آپ اور اصرار و غلط سے کام نہیں لیتے  
 خدا کے لئے صبر و استقلال سے کام لیتے  
 اور اپنے کو مستعد بنائیے و رستہ چھوڑ نہیں نظر  
 آتی اور کہیے آپ ہی عشق کے پھندے میں  
 چھوڑ نہیں اس لیے یہی اس سے دم  
 میں بڑے لگا پڑ چکے ہیں لگ رہے  
 مردار و اصرار و جبر اختیار کیا اگر ایسا نہ کرتے  
 تو انکی زندگی انہیں دشوار ہو جاتی  
 شہزادہ بھلائی جان کہا کہوں حضرت  
 دل لے لے لے لے لے لے لے لے کسی طرح

بی نہیں لیتے بار بار منظر ہو کر منہ کو چلے آئے  
 میں حجاب سینی میں پیچھا رہے روح غالب میں  
 اشکبار ہے بیماری فراق مرض اشتیاق و سوز  
 ہو رہے ہیں بخار و دہری خش و بھوری تیر ہو کر  
 دوڑ رہے ہیں یہ غبار فتنہ تلوار و جہاز تلوار  
 میں غم یا دلم و دلا و طوق و زنجیر میں تیرا جاتا ہوا  
 صبر لاکھ چاہتا ہوں کچھ سے کام لوں مگر ہو ہی  
 نہیں سکتا۔ سخت آفت و مصیبت میں مبتلا ہوں  
 کلیل و ثنائے عیش و عشرت سے غافل ہوں خواہ  
 و چین و آرام سے کوسوں دور ہوں ہر طرح مجبور کیا  
 ہر طرح مزد و شہ و در و دل سے بیتاب ہوں  
 یاد حجاب میں سیلاب ہوں۔ میطر سے  
 چھٹی جاتی ہے پہلو میں جگر میں دلیں سنبھلیں  
 تیری یاد اے سنگتراش پہلو نشین نکلی  
 خواجہ محمود یہ صبح مگر سحر و حسرت و یاس  
 کا لٹ نہ ہو جانا چاہیے جرات و مہمت کو  
 منسل کر دینا فطرت مردانہ سے بالکل بیدید  
 ہے میں خوب جانتا ہوں کہ آپکا دل آپکے  
 اختیار سے اور حکم سے اقتدار سے باز نہ کر لیا  
 مگر میری جہاں تک ممکن ہو اچھڑنا چاہتا ہوں  
 شہزادہ۔ بھائی حجاب میری تو میں بھی خوب سے  
 سمجھتا ہوں۔ مگر جب میرا کچھ اختیار بھی  
 چلے مجھے تو میرے بارے میں بالکل شکا ہی کر دیا  
 اور عشق نے کہیں کاتہ نہ کھا۔ سہ غالب  
 فتنہ نے غلام کا کراہ کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کلاس کے  
 اتر رہے تھے کہ کرسی و لوہا آگے تھے کہ  
 کچھ نہ پتلا ہے۔ مجھ سے بڑا وقت اپنے ہی میں گزرا  
 کہتی ہوگی کہ کچھ شخص بھی کہتا ہے ہوا لپاڑا یا  
 بڑھتی ہے کہ دلی جاکر کچھ خبر تک نہ لی۔  
 اے جب سے یہاں آیا نہ کوئی خبر ہی  
 رکھ سکتا نہ کچھ خبریت ہی وریاقت ہوئی  
 حالانکہ خلیفہ کتابت کا وعدہ تھا مگر مجبور رہی تو  
 یہ سہ کہ کچھ نہ کر سکتا ہوں۔  
 قاصد سے نہ جاتے نہ خبر غم نامہ ہے  
 قبل کہ کچھ کے خوف سے کوئی بھی اسکی مرگ  
 ہی نہیں دیتا کہ خط لکھ لکھ لکھ لکھ  
 زمین و آسمان دوست احباب اپنے ہونگے اپنے  
 صاحب خوان کے پیاسے نظر آتے ہیں ایک آہ  
 میں حجاب ناز و دل بہتر رہتا ہے۔ میں سے  
 سب جہاں لفظ و مال آنکھ نہ نہیں تھکا ہو گیا  
 اپنے بے ستمی کی کہیں سے میں خبر سپر کر گیا  
 خواجہ محمود۔ اگر خد خدا کتبت نامہ یا یہاں  
 ہی کیلئے یہ اضطراب سے تو سکا انتظام ہو  
 سکتا ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہاں پہرے چوکی  
 کا انتظام ہے کہ فرشتہ بھی پر نہیں رہا  
 سکتا۔ انسان اپنی کار سے کمال حقیقت ہے ہی کیا  
 ہے۔ مگر ایسی حالت میں فطرت کا انتظام  
 ہی کیا ہے کہ تو اپنی اور میرا کتب اسے چاہیے  
 سے نہ ہو تو رگد محفل سے



نہنزدہ۔ بجائی اُجبان مینے سنا ہے۔ کہ  
قبلہ و کعبہ اسے لاہور لے جانے والے میں  
مگر انکی زبان پر ایک مٹا کچھ معلوم نہیں ہو سکتا ہے  
کہ وہ کس ارادے سے اسے حال بچاتے  
ہیں۔ کیا ہم سے جدا کر نکی غرض سے اگر  
ایسا ہے تو خیر ورنہ خطہ آٹھ و ستر اہنوں نے  
اسکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی تو میری زندگی

سچا تو لگتا۔ حضور و لگا بھرا لگا لگا کر عبادی خدا  
یہ تیرے لگاؤ۔ کہ ابا جان اس ماہ کنکناں کو  
لاہور لے جائیگا کیوں غرض کہ تیرے میں اور انکا  
مذاق بہت اچھا لگتا ہے۔ خصوصیت ہو گئے  
اور نہنزدہ بھراشی، بغیر ایلوں اور آہ ناریلوں  
میں مبتلا ہو اچھا لگتا ہے۔ و بکلا سے ہر دم یہ  
حال رہتا تھا۔

چلے جاتے تھے رات دن آنسو  
دیدہ تھی خطیر جاری تھی

## پندرہواں باب

### نزدان غم

قرار و ناموس نہیں سکتا ہے فراموش ہم  
جان دے دیتے ہیں کیا یاد کرو گئے  
جھوٹ اور انفسل نے شاہ و بیجا  
مردم و مقنور زمین الملک کی بلکہ بکس  
مردم و مقنور زمین کی بغیر و کفین سے  
فرافت ہوئی۔ دوپہر کی امید وقت شاہ  
علم بناہ سے حکم صادر فرمایا کہ کل صبح  
ہم سے (انارکلی) کے لاہور کو روانہ ہو گئے  
تم یہ آج ہی تمام اہل و عیال کو اٹھا لے دو۔  
حکم پاتے ہی تمام اہل و عیال سیٹ  
میں اعلان کر دیا صبح ہو گئے ہی شاہ و بیجا

بھی غیر منتظر نہیں آئی اور یقین میں بھی  
اپنی جان اپنے دلدار پر قربان کر دینا  
خدا کیلئے تم اسے دریافت کر دو غرضہ آدمی  
مقرر کر تاکہ وہ لمحہ لمحہ کی خبریاں پہنچائیں  
خواجہ محمود۔ بہت تیرے انتظام تو ہیں  
کئے لیتا ہوں، خدا کیلئے آپ اپنے کو  
سمجھا لیں اور اپنے دل کو دھار میں تو بیٹے  
ورنہ اگر نصیب و شمتان اس سے غم و غما  
سے آپ کی طبیعت کچھنا ساز ہو گئی۔ تو  
قیامت ہی ہو جائیگی۔ اور پھر الفت و محبت  
ایک ہی کام نہ آئیگی۔

نہنزدہ۔ خیر مجھ سے جیسا تک ہو سکیگا  
آپ کے حکم کی تعمیل میں سعی بلیغ کر دینا  
مگر جب کثرتِ دل مانے بھی۔ اور وہ  
پیار کیا کرے اسکی بھی یہ حالت ہو رہی  
نہنزدہ کے رخصت میں بے تہنیا دل  
زوج غم یہ پرو سازی کو ظفر تھی ہے  
خیر میں جیڑا نہیں سکتا۔ مگر کمال کو کھانا لگا

مع خدمت و انارکلی لاہور کو روانہ ہو گئے اور ہمارے کرنے منال اور مراد لاہور پہنچ گئے۔ ہمارے اہل گروہوں اور ہمارے اسے چرخ و گول پہنچے۔ انکانال و فریڈنگان محبت سے کیوں ایسی دلی عداوت و قہری عداوت ہے کہ جس تو ان بچیاں رول کے درپے اندر رہتا ہے اور اپنے انقلابات کی انجی محبت سے انہیں فرج کر لیا گیا۔ گروہان تبدیل رہتا ہے۔

الدرے ترے انقلاب افروہ کیسی ظالم اور چوکند دینے والی چیز ہے کہ میں نے اپنی گردش میں لاکھ اچھے اچھے کوٹا خاد بڑے بڑے کوٹا کوٹا کیسی کی عشرت خاک میں مالی کیسی عشرت میں آگ لگائی کیسی کوٹا کیا کسی کو خاک یاہ

کیا جسے دیکھا ترے اعتراف نالان جبر کی کرتوتوں کیسی ہی دیکھا بچی جیسے جھکنا غول اور پیرے ہی چالوں کی قیامت افزائی و آفت انجائی مٹی کے جس نے انارکلی سے نازک و نیم نازم کوٹا کی محبت پائی زنجیر حید المم میں حیدر کیا آہ انارکلی حیدر نادرہ بگیم مٹی۔ آہ آہ آہ آہ شریک و شریک سے مٹی حیدر اپنے والدین کے ہم دراز انقلاب کوٹی مٹی۔ طہراق سے گئی۔ آہ یہ دینی انارکلی ہے جو اپنے خیم و خیم لاہور کو قیدیوں اور

ایروں کی طرح پاکیزہ زنجیر واپس لگائی آہ اپنے دل و جان مال و غنایں ہر چیز کو حسرت و یاس کی نگاہ سے دیکھ کر کیسے کیسے نہیں آسویں لاتی ہے دل اغتر اندر آتا ہے کیسے کیسے رنگ افق ہوا جاتا ہے اور دیر لاکھ کوٹا کوٹا کیسی ناسیدی و نامرادی کی حالت میں سکھ میں لپٹا لپٹا کر یہ کہتی ہے

برندگی اڑا اسکے سیری خاک حطرح یار باہر نہیں صبا کی ہی مٹی طراب ہوا شہر کے باہر حذب کی طرف شاہی کیمپ اترا ہوا ہے۔ اور ایک مری خیمے میں بد نصیب مرگ قرب بکس و بے بس انارکلی اپنی محبت پر انجور سے طنز جگمگ رہا ہی ہے۔

آدھی رات کا وقت ہے۔ ملک بیلے اپنی سیاہ نعین گھر پر کھیرے تخت اتروٹی پر بڑے کدو فر سے جلد افروز ہوئی۔ تار سے ہر لاکھ و جھنگو اور لہاس پیچنے دست لبتہ جھنڈی میں کھڑے ہیں اور ماتھا ب کے صاحبزادہ بارہ ہونے کی شکایتیں ہو رہی ہیں۔ گھٹا ٹوپ اندر ہوا کالی دروہی پہنے ہوئے جو کیدار تھا

میر و مناسبت آدھی رات کا وقت ہے بازو دیا سنائے کا عالم ہے نہ میر نہیں

کبھی خیال یا رستہ شکوہ ہے کبھی آہ ہے کبھی  
یہ شعر پیش نگاہ ہے

مولن پیر پیر  
ایک نالہ ہے ایک شیریں

آدھی رات کا وقت ہے غریب مزدور دن  
کی محنت شاقہ سے چور ہو کر میٹھی کی میٹھی  
تیند میں خراٹے لے رہے ہیں گویا و نیا دماغ  
کو توجہ دیتے ہیں اور صبح پوچھتے تو انہیں کی تیند  
وہ مزید اردویتی تیند ہے جو شاموں کو  
کبھی نصیب بہتیں ہوتی۔

آدھی رات کا وقت ہے پور کٹی و تفت  
کے مکان میں نہ تب لگا کر چوری میں

مہر و ف ہیں اور چند ساتھی ان کے  
باہر خبر داری کے لئے مسلح کھڑے ہیں  
چننا مکان مکان کے سرمانے نکلی

تواریں لئے اسلحے ڈالے ہیں کہ اگر  
یہ ذرا بھی مسکیں یا ذرا بھی کسمپاشی تو  
ذرا بے دردی دے بھی گئے تھکا کر لئے

جائیں۔ حیا اگر کسی بیچارے کی آنکھ  
کھل بھی گئی تو وہ ان ظالموں کی بھیانک  
مہورت دیکھتے ہی مارے خوف کئے نظر

دم دونوں چراتیا ہے اور دم بخور ہو جاتا  
ہے۔ پھیلاتی جمل کہاں کہ بولنیا حرکت  
کرنا تو رکنا رکھوڑی دیر کے لئے آتے ہیں

بھی کھلی رکھ کے

شورش نہ حرم میں ہائے ہوئے نہ  
خافون میں جام ہے نہ سیوے نہ شلوان

نہا دار کی گم باز رہا ہے نہ بازوں میں نہیں  
نہ خریداری سے نہ کہیں کتوں کی بھوں بھوں سے

نہ کیدزدوں کی جل بون ہے ہاں کبھی چوکیداروں  
کی (جائگے رہا کی) اگر سخت سخت آوازیں

کی طرف سے گاؤں میں آجاتی ہیں۔ آدھی  
رات کا وقت ہے محتاتان عروان نصیب فرقت

دلہ امین تو پا رہے ہیں اور اس ظلمت تاریکی  
اور ہو کا عالم کو کھنگریا ہے اختیار سے

انکی زبان سے بار بار یہ نکلتا ہے کہ لڑے  
ہائے سہ احان

سیا ہی محنت و مشق سے جو نکلی

چھپی آکر میری ظلمت سرا میں

اور دو منہ ان محبت و مجبوران الفت

شب تنہائی کی ذرا کوئی رات کی صورت ہے  
ذرا ذرا اور گہرا گہرا کر بڑے جگہ

پہچے میں یہ کہہ رہے ہیں سہ گویا  
شب تنہائی کی سیری نہ حالت پوچھے صبا

بہت رو بہ بہت پیٹا بہت تر بہت ملکا  
کبھی نصیبت نہ گمان کہئے نامی اور گم گمان

کو چہ گناہی کا دل تو نہالوں کے آرد سے  
دمل میں داغ یلغ ہو جاتا ہے اور ہر کے

خوف سے سینہ لالہ کی طالع دس دس  
ہو جاتا ہے تھوڑا سا سے محو ہے کبھی

ہو جاتا ہے تھوڑا سا سے محو ہے کبھی

آدھی رات کا وقت ہے درخت بیدار  
 یاد پروردگار میں غفلت ہے۔ اور توجہ گزرا پانی  
 سولی توجہ کا سول ہے اور یہ دونوں عالم تہائی  
 میں جہاد احدی کے نور سے منور ہو کر دل کی بیگناہی  
 دھو کر ہے میں دنیا اور دنیا دار کی بل بوتہ پر نفوس  
 کر رہے ہیں۔

آدھی رات کا وقت ہے اس سمت جلی آنا لگی کی  
 آنکھوں پر ہے ایک بیک لکھی جو دو چار ہی  
 دوں میں اپنی قسمت کا فیصلہ دیکھنے والی ہے  
 اے اس سیاہ بخت کھٹ ٹوپ اندھیرے میں  
 صدمہ جہاد کی اور درد و مفارقت کا حال  
 کہنے کے لئے کالی کالی رات کے سدا کوئی  
 اور نظر ہی نہیں آتا دھڑکتے ہوئے دل  
 سہتے ہوئے جگر پر آفتہ کھڑے ہیں کہ  
 رہی ہے سہ احسان

تیم کہیں کس سے شب غم درد دل  
 پاس آگاہ اندر کا بندہ نہیں  
 کہی ہو ہر سے بڑے سورد و غم سے رو  
 ر د کہ یہ کہتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں  
 آتا کیا اس قبہ و مصیبت سے بھی کوئی  
 اور سخت سزا بجز کی گئی ہے نہیں نہیں  
 ہرگز نہیں۔ عیلا اس اذیت اور اس  
 کولہ زنا سے اور کوئی سزا زیادہ پر عتاب  
 ہو سکتی ہے۔

اے اگل سا ستم اسی رنج و غم میں کہ  
 ستم کے میرے ساتھ وہ جو ظلم ہو رہا ہے

کر کاٹنا ہو گیا ہے مگر ننگ گجرتار بھی تک جھا  
 نہوا فنا جانے اب کو نہ شکوہ کھلایا والا ہے  
 انا اگر میری جان بھی کاوشن اور خطر انگار  
 ہے تو یہاں بھی کہے انکار ہے مگر اے ملک  
 کینہ و رجور دجھا جو خدا کی بیعت اتفاق تو میرے حال  
 پر طوفان کے میری لاش جگر پاش میرے ابا اور  
 میرے چچا کی تربیت کے پاس بنے تانکے  
 پہلو میں مجھے آرام ملے اور لحد میں  
 مگر آہ اگر تجھے یہی منظور ہوتا تو مجھے  
 یہاں کیوں کھیت لائے گو دار الحنا فہ  
 سے دوسرے درجہ پر لاہو رہے اور میری  
 سنی کا حقدار رہے۔ اور دار الحنا فہ کے  
 بعد میں میری خوش قسمتی ہو سکتی ہے کیونکہ  
 یہی میرا مولد ہے اور یہیں میرا شہر و اثر  
 بھی ہے مگر والد اور چچا کے پہلو سے آرام  
 و چین شاید یہاں نصیب نہ ہو۔

اے میرا اللہ کوٹ ستم باقی ہے  
 جواب میرے ساتھ ہوئیوا لا ہے۔  
 کیا میرے ناک کان کا میں گئے۔ یا  
 خدا غواستہ میرا عہد کالا کر کے شہر میں  
 تشہیر کر سکے (خود بخود) اگر میں تک میری  
 قسمت کا فیصلہ ہونا تھا تو بھی حریت  
 تھی مگر نہیں میری قسمت دل کو تھکھ ہے نا  
 ستم کے میرے ساتھ وہ جو ظلم ہو رہا ہے

کہ جکی نظیر تاسوع عالم کے صفحات پر قلموند تے بھی نہ ملے گی۔ اے میرے  
الہ! مجھ پر اذیت و ندامت و ندامت محبت سے کوئی ایسا ناقابل معفو تصور سر نہ  
ہو جاتا ہے کہ ترمیم ترس انصاف مجددی کوئی بھی آج سے نہیں آتا اور  
یاد یہ گردان عشق کو بھی کوئی ایسی انوکھی و مڑالی لذت ملتی ہے جس سے  
انکے لب پر ہر وقت یہی رہتا ہے۔

لاکھوں ستم کر دے کہ تمہیں دیدار ہے دل بہ لاکھوں شرابیں دے کہ کیا ہے گناہ عشق  
آد پیارے شہزادے جو رونک و عتاب شاہی محمدی تک حمد و ابھیر نہیں بلکہ  
تو بھی (گو قدر سے ہی سہی) میرا شریک حال ہے۔ اں اتنا فرق خدو ہے کہ تیرے  
ساقی رفیق و مہم ہیں کہ جن سے تیرا دل بہل جاتا ہے۔ اور وہ اس کا سامان  
پیدا کر ہی لیتے ہر نئے اے مجھ یہ بھی میر نہیں کاغذ تو میرا یہ پڑ و رو  
صال اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ میں تیری الفت و چا بہت کے جرم میں  
"لاہور" کس در و ناک حالت سے لگتی ہے۔ اے اے! پیارے میرا  
یہاں لانا خالی اذیت نہیں ہے۔ حضور بظور یہ لوگ میرے ساتھ کچھ  
ایسا سوک کر چکے۔ کہ گردن سا سگدل بھی قیامت تک خون کے اشک بہا ٹینگا  
زمین کا کلیمہ پاش پاش ہو جائیگا۔

پیارے خدا کیلئے ذرا آکر میری مصیبت و اذیت کی کیفیت تو دیکھ اور  
بجائے تکیوں تو دے ورنہ اسی امید و تمنا میں جان وید رنگی اور قیامت پر  
پر تیری ادیدہ نظر کھڑکی سے میٹر۔

اسیری میں بھی خوش رہتا دہی بگڑے ہو کوئی ایسا ہے پاؤں نہیں چیری ہے اوتوں میں گریبان  
یہ خزن و غنیمت دل ہی دل میں بھی باتیں کر رہی ہے اور خیال محبوب سے شکر  
کھل رہی تھی لیکن جب اسے دل حشر منزل کے می طرح چلین پڑ لیا اور الجھن زیادہ ہی ہوتی  
تھی تو مجبور ہو کر دل کے غمارات نکالنے کیلئے ہمارا اٹھا و حضرت احسان المذاں کی یہ غزل آہستہ  
آہستہ ترجمے در و دہرے پچھ میں گنگنا تے نور و دل پہلائے لگی۔ غزل حضرت احسان  
عقلمے عیش و در و دہم تے پڑی خوشی سے کیا کیا اک انگ ہو کر  
اوڑے تو یاد بہار سی کر سہ تو محفل کا رنگ ہو کر

خاموش اسے بت رہیں گے کب تک تیری مہمانی میں تنگ ہو کر  
 جو بے دیدیں گے ضبط کو اب اپنے جیسے سے تنگ ہو کر  
 خیال آیا جو اس ماہ کا تو درودوں نے کہا یہ اوتھر

ہمارے پہلو میں تو کوئی دم بھی نہیں حضور خدنگ ہو کر  
 جسے بھی ہو آئینہ تم یہ دیدہ شوق ہے کھینکا  
 کہ شکل تو سریر بن گیا ہے کمال حیرت سے خدنگ ہو کر

طرح طرح کے انکسار مددے مگر نہ الفت سے باز آیا  
 لال کر دلو پھینک دینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہو کر  
 جو پیش کا کس طرح کوئی پھر نیگے شل غبار ہر سو  
 رہی وحشت ہمارے دل میں بوسوں جو چڑے اُننگ ہو کر  
 کبھی جو تیغ لگاؤ قاتل صدف خرو نے کہا اشارہ

شہید الفت کے مرغ دل پر چلیں گے ہم می خدنگ ہو کر  
 خدا بجائے لگاؤ بد سے اور بجا رہیں کاہل ہے

سنگی من نوبوانی بتوں کے دل میں اُننگ ہو کر  
 جن میں بیض قدم سے تیرے خوش تنگگی میں  
 عجیب نہیں سوچ کر سے نکرتے قبا ہو غنچے کی تنگ ہو کر

نہیں بیسہ جو وصل جانوں تو ہو جو دم الم بہار ہے  
 یوں ہی نکل جائے دل کی حسرت ہمارے سینہ سے نکال ہو کر

پچھتے ہیں اُٹھان نامہنوں میں زخم سے فرصت نہ دل کو راحت  
 نصیب سے قید زندگی بھی ملی ہے قید فرنگ ہو کر

حب الہل منقطع کو بار بار پڑھتی ہے۔ اور سو مٹتی مٹتی۔ اور دل یہ  
 کہہ کر چھاتی مٹی سے بیٹھ

لاؤ یہ ضبط احسن دل اندر آئیں بے  
 جو جگر مولا کلمہ مگر لفظ نہ کہ

# سوطھوال باب

## خدائی فیصلہ

ایسے چورس کے پسند و ناپسند یا چرخ کے  
کوئی کہتا ہے کہ اس پر کتر کہ چھوڑ د  
اور کوئی پیدا کر کہتا ہے۔ پیداوی سے  
ہے اگر تاشاد بکینا ہو تو فوج کرے

چور و د -  
تاشاد و رکافہ و خگاہ نزل بنہ باب  
پسند و ناپسند ہے اور اگر کسی کیمپ لایا  
میں خیمہ زن ہے۔ لوگ اپنے اپنے  
کار و بار میں مصروف ہیں۔ تاشاد و بجا  
ایک آرم کر ہی پر بیٹھے کسی پریم ہا میں  
غز و مزار ہے۔ جب طیارا سست ہے  
وہاں پر صفہ پہنچا ہے تاکہ قید کیا تو گھبرا کر لڑا  
پورا فضل کو یاد کیا بوجھ و ہی ویر میں حاضر  
کے گئے آئے حاضر ہوئے ہی تاشاد سکندر جہاں تے  
ہیکم مہار و زبا کہ کل صبح عین مجرورہ کے انار کلی  
منفرد ہوگی جس میں شوکارا کین سلطنت اور  
ہما میری ملک تے اور کوئی بار بار یا نہ ہو پاؤنگا۔

ناکسی اور کو مطلق اسکے پیش شدہ زیر و بہو  
تشنون کی خبر نہ ہونے پائے۔  
مولا نا ابو الفضل یہ حکم پاتے ہی اسکی تعمیل  
میں مصروف ہو گئے اور فوراً اٹلا ہی نوش جاری کر دیا  
صبح وقت مقررہ منہودہ پر تمام مدبران  
سلطنت و دبیران مملکت جمع ہو گئے۔  
تاشاد و راجا نے ابو الفضل سے ارشاد فرمایا  
ابو الفضل کا حلیہ کو سامنے دو اوقات سناؤ کیونکہ  
تا حاضر حلیہ کو اپنی اپنی رائے آنوا دی  
سے خطاب کرنے کا موقع ملے۔

ابو الفضل نے گفتگو کر کے پروئے  
و اسبابہ کر سی تشناں حلیہ کو سنائی  
مدبران مملکت و دبیران مملکت  
سین الملک مرحوم کی نادرہ بیگم کا انار کلی  
سے تشریف لے گئے عالم عالیان مرزا سلیم  
طالعہ کے خدائے پستیدہ و عادت  
سینیدہ کردار خوب رفتار و مرغوب  
پائے نامعلوم عن ناممور و عنائی  
کے نمونے سائیا کا ناپاک و صوفی و التاجا  
و تاشاد و غیب سے اس کی پردہ داری  
کے سامان ہو گئے۔ اور ایک طو راسکا  
پردہ و مہرا۔

بھیسری۔ بجا ارشاد ہوا آپ کے لہندہ  
صاحب سے ہی موسم میں دیدہ ہا سے  
تو کچھ جانتے ہی نہیں ساری دکھیا

<p>ناورہ بیگم ہی کی ہے۔ اچھی قبلہ آپ اگر لیا          نہ فرماویں تو پھر اسے عالم کا دور مسطنت          آپ کے کانوں کی طرف اور زمانہ سکوت          آپ کی گردن کی جانب مقرر ہوا ہے کھڑی ہیں          اور دیدہ حسنات ان کا پرنا ہندوستان اور ان کو          دور ہی سے دکھلا رہی ہے۔</p> <p>اسٹے شاہ ظل العباد صاحب سے          متغیر فرماتے ہیں کہ میں اعلیٰ لڑکی          کا ہے جو سوخت حرارت میں ہے کتنا تندرست          لیکن اسے نادرہ و نیکو حرکت وغیرہ حاصل ہو رہی ہے          ایسی حرارت ناپاک کی جرات نہ ہو۔</p> <p>تمام جلیہ ابو الفضل کی یہ تقریر خالصتاً ہی سے          متغیر رہے جب تقریر ختم ہوئی تو سب سے پہلے راجہ          نورمل نے یہ عرض کی کہ</p> <p>راجہ نورمل میری رائے میں تو ایسی          ندرہ دیدہ لیل لڑکی کی ایسی ہے جادو ناسخ          حرکت پر گردن اڑا دیا جائے اور مرد کو          عرق ہو اور یہ خبر پہنچنے پہلے پاک فرما دیا جائے          پر برہمنے راجہ صاحب کی رائے سے          کلی اتفاق ہے۔ بیشک اس نادرہ          حرکت کی کائنات سوسا کے اور کچھ علانی          نہیں۔</p> <p>ابو الفضل۔ بیشک راجہ صاحب کی رائے          مدلل و مناسب ہے مگر یادداشت ایسی ہی          ہونی چاہیے کہ پھر اور کوئی ایسی خبر نہ ملے</p>	<p>مہبت نہ کرے اور نہ کیجے والے فوت          سے محروم ہوں۔ اور اپنے مکان پر          پرے خیال میں قتل سے کھائی اچھی سزا          فیضی۔ مجھے دستور العظم کی رائے          دل سے پسند ہے۔</p> <p>حکیم ابو الفتح۔ میری رائے بھی          ان سب سے متفق ہے</p> <p>حکیم بہرام۔ میرے نزدیک جان سے          جہاد طبعی بہتر۔</p> <p>خان خانان۔ مجھے ابو الفضل کی          رائے پسندیدہ نظر آتی ہے اور مجھے          اس سے اتفاق ہے۔</p> <p>راجہ بیارہ۔ بڑے تعجب و اسف          کا مقام ہے کہ ایسی مولانا ابو الفضل کی          تقریر بلا غفلت تشریح سے عجم حکیم          مشکف نہیں ہوا اور نہ طریقین نے          حاضر ہو کر بیان دینے اور شا کا پلہ          ایک ہی طرف جمع کیا ہو اسے۔ غلام          برہمن ایسی یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔          کہ طرفان جس کا پردہ وہ ہوا۔ وہ          معاملہ کسب قضا۔ جیسا کہ کل معاملات          امکان طلب ہیں۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے          دو دستور کے بغیر اس بات کے تشریح          کا امکان ہو مقدمہ متروک قضا کی جیسے یہ          دو دستور ہیں۔ خدا انکی مدد</p>
--	---



ناحق ہوا تو اس بخارہ باد کس کی گردن پر  
 درہنگا اور کون اور منتر کے آگے منتر میں  
 اسکا جواب دہ نہرنگا پہلے ابراہن  
 تمام معاملات کو روشنی میں لائیں پھر ہر  
 صاحب سے عدائے طلب نہاد میں  
 دہانہ اگر یہوں تحقیقات و تفتیش کسی کو  
 اگر دن پر ہر سی چوکی ۔۔۔ وہ پرہیز  
 قیامت کے اگرمی سلطنت کی تمام  
 عدل و داد انصاف و دیدہ جیست  
 شکاری منصب مزاجی میں خاک میں  
 مل گیا گی ۔ اور جس دور پر جن ناحق  
 کا بد نما و صیہ تیا مت تک کے لئے رہ  
 جا بگا ۔ آئندہ نسلیں ایسی حکومت  
 کو حکومت پرور ظلم و جبر کی پرہیز  
 جنشوں سے مشابہ نہ کیں اور بہت  
 ذلیل و خلیفہ نظر نہ رہیں گے  
 اس سے ہی قطع نظر سے عدلی اور اس  
 لنگہ کی گردن حسب را سے مولانا  
 ابراہن افضل کے ماری جا گئے ۔ تو تمام  
 محکوران شاہی کی موت پر ہوا  
 جانی ۔ اور دونوں سے سلطنت کا  
 اعتبار بالکل اڑ گیا اور یہ خیال  
 پیدا ہوا کہ شہنشاہ بالکل ایک نصرتی  
 ہے ۔ جسے غماز و بھڑچ چاہیں نہیں  
 کیونکہ جب میں الملک سے مفور و محترم  
 بعد اسکی لڑکی سے غمازوں کی غمازوں  
 میں پرکریا تا انصاف سلوک کیا گیا  
 اور کچھ تحقیق و تفتیش سے کام نہ لیا گیا  
 تو ہم پچاسے کس شمار و قطار میں ہیں  
 ہمارے ہر مادہ ہوا کے ساتھ ہی ایسی ہی  
 ہوا کی حرکت کا مقام نہیں ہے لہذا کہیں  
 دفتر کی دشگری سب ہر مائل و بیدار  
 ہو جائیگا اور انکی بیداری سلطنت  
 کی گردن پہلے ایک زہریلی چھری ہو جائیگی  
 کیونکہ سلطنت کے کارآمد پرزے سلطنت  
 کے متعلقین ہی ہوتے ہیں ۔ جیسے  
 یہی بد خلق ہو گئے اور اسے ہر جگہ  
 کو مٹا دیا اور مولانا ہی ہر جگہ کہ سلطنت  
 کی جس کیونکہ نہیں کہتی ہیں ۔  
 اسکا اسکا یہ اسی میں الملک کی  
 کاٹی رہا داری لڑکی ہے جسکے اعزاز  
 و احترام کا اس دربار میں ڈنکا بھرا تھا  
 اور شادی کا مقصد یہ کہلاتا تھا ۔  
 یا رو خدا کیلئے ملین الملک سے متعلق  
 و محرم کی روح کو مدد نہ پہنچا ۔ اور  
 اسکی بے خطا دے بس نوز و نظرات  
 توانا و نفاذی یا جو رولم کے تیرے نشانہ بنا کر تہن کی  
 رہا اور خدا کو نہ مکھتا ہے اور اپنے بھائی  
 کو نہ کہے ۔ لہذا اس تقریر نے میرے تمام

خضار جاسا رنگ نوح لڑو یا اور تمام حاضرین  
 و معاین انگشت بدن ان میخروجران بیکے  
 کے عالم میں خاموش رہے۔ تن کوٹش جے جیٹا  
 آپ اپنی تقریر بار بار توجہ کر چکا تو فوراً مٹتی  
 سے کسی کسے سے بات نہ نکلتی تھی اور تیک  
 مجلس بالکل شہ غرض کا شونہ بنی رہی۔  
 دیر کے سکوت کے بعد راجہ توڑ مل نے  
 اپنی ہوائے تقریر کے چوٹیکو شہ زم کی حیر  
 سکوت اس طرح توڑی اور کہا  
 راجہ توڑ مل۔ صاحبو بیچ یہ ہے کہ  
 صاحبکی ناخلائے تقریر و عالماں نہیں نہیں  
 منعفا نہ و عا دلانہ تقریر نے بالکل دودھ  
 کا دودھ پانی کا پانی کر دیا۔ مجھے آقا ایک بھی  
 نظر نہیں ہوتا۔ ملک اس بلا دور رہا ہے  
 کا تقریر بتا کر تہ ہوا بیشک انیا سی مہر نا  
 چاہیے کہ پہلے پوری پوری تحقیق و تفتیش  
 ہوئے پھر اسپر اسے نایم کیا گئے ورنہ یہ بالکل  
 بے انصافی کہل بیگی۔  
 پیر برہنہ میری بھی بی را نے ہے ورنہ یہ  
 مہبت در میری خلوت اکبری کی تمام نیکیوں کو کھل  
 میں ملا دیگی۔ مرزا ابوالفضل تو راجہ غفرانی  
 کہ آیا ملا کا بیان کیا مدلل و مستند ہے  
 فیضی۔ ایسے نازک و ننگ ڈانڈوں سے  
 کی علانیہ تحقیقات مناسب نہیں کیونکہ  
 حاضرین مسخر دین سے ہیں۔ تو گر تھوڑے  
 اور انیکا موقع اور انگشت نما کی کاشتہ  
 بلجا بیکا میرے نزدیک خاموشی اور زار و آری  
 سے کا ایک تیک کی راستے نایم رہنی چاہیے  
 حکیم ابوالفتح۔ بدوں کامل تحقیقات  
 کے کسی راستے نایم نہ ہونی چاہیے۔  
 حکیم ہمام۔ جبے ملک کی راستے سے بالکل  
 اتفاق ہے۔  
 خان خانان۔ یعنی کی بالکل داندلی پرستی  
 ہے۔ مجھے دل و جان سے ملا کی راستے  
 کا اعتراف ہو کینکہ ملا سرد و گرم  
 چشمہ ہے۔ اور فیضی طفل ناخمد ہے  
 ابوالفضل۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملا صاحب  
 کا کیا منش ہے۔ کیا ملا صاحب سے  
 چاہیں یا لقیل انہیں کے میلان ملک سے  
 مفہم و مگر صاحب کی لڑکی کا پردہ بھری  
 محفل میں ناش کیا جائے گا کیا وہ اسکو  
 پسند فرمائے ہیں کہ نامبروہ لڑکی کی ناگفتہ  
 یہ کارروائیاں تمام شہر میں شہر کی جایش  
 کیا وہ خوش ہوئے کہ ایک حوشنیزہ و  
 ناگفتہ لڑکی ملعون روزگار بنائی جائے  
 کیا وہ روار کہیں گئے کہ ایک بزرگ و شریف  
 خانہ ان کے گز سے مرد و تکی راز ہیں اس  
 ننگ شہانسان لڑکی کی ناہ طبعی حال ملین  
 کی تقریر سے بے چین کیو جایش کیا وہ غافل  
 ہیں کہ شہزادہ سلیم کو مجرم ٹھہرا کر بھی ملایا

کو صدمہ پہنچا یا جائے اور دوسری کو قیامت تک  
مردن کیا جائے کیا وہ آئیں رہنی ہیں کہ نہ رہیں  
عالم کو اس نامرغوب کردار بد اسلوب رفتار کا  
کچھ گناہ تھا اگر بدھنہام ملام کیا جائے  
یہ سب بلیں نہیں، راہ کین سلطنت و بیدہ  
وہا میں ملک میں سے کوئی بھی اس سلطنت  
کے عدل و انصاف کے نہ ہو یہ کیا شاکی نہ ہوگا  
البتہ کچھ نہیں کی کیفیت شدید ملاحب کو ملو  
ہو مجھے ان کے خیالات سے بحث نہیں  
بھیلا فاضلان سلطنت کیل بدظن ہونے  
لگے کیا وہ ملاحب کی طرح حرکات  
شروع کے حامی یا طرفدار ہیں خدا کرے  
کہ بھلا مانس خاندان میں اس کے بعد ایسی  
نافیہ کثرت واردات وقوع میں آئے  
میں تو خیال کرتا ہوں کہ اگر اتفاقاً کسی  
شریف خاندان میں کوئی ایسا ننگ  
خاندان واقع کسی بدچلن خاتون سے  
سرزد ہو جائے تو یقیناً اس خاندان  
کے ہر فرد اس بدچلن خاتون کے پیاسے  
ہو جائیگی مگر ملاحب ہی فرمائیں  
کہ ہا یہ دین دار اکین کیونکہ اس سلطنت  
و حکومت سے بظن یا بدظن ہو سکتے ہیں  
ہاں اگر کوئی صاحب ملاحب کے ہم خیال  
ہوں اور اپنے خاندان میں کیسی بے حیائی  
و بے شرمی سمجھتے ہوں۔ تو وہ البتہ بدظن و بدکار

ہو سکتے ہیں ورنہ اور تو کوئی نظر نہیں آتا یہ  
صرف ملاحب کی اسانی ہو سکتی ہے۔  
میں یہ کہہ بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ کہ  
حیثیت پروردگار و مقصد کی بیان لکھی  
اس قدر تجویز ستر کیلئے کافی ہے۔ زیادہ  
وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔  
ملا۔ وہ مولانا ابو الفضل آپ کو اپنے  
زعم بلاغت و جوش فصاحت میں بہت  
کچھ فرما گئے اور مجھے سلطنت کا مدبراہ  
ثابت کر نہیں بہت ہی زور دے چکے مگر  
میں کہتا ہوں اور قیامت تک کہتا رہوں گا  
کہ نبی سلطنت و حکومت قیامت تک  
یکٹی ہے ساتھ ساتھ کی جائیگی جو انصاف و  
انصاف کی پابند اور پیرو ہوگی آپ نے  
اس نادرک و اہم معاملے میں کرشنے فرمیں  
بتاتے ہیں و کہتا ہوں نہ آئین اکبری ہی  
بڑا کیلئے نہ آئین محمودی سے کام لیا گیا ہاں  
اندھا دہندہ ادب چاٹک ایک بیگہ ہر  
قل کا قتل و دیدار کیا۔ شریعت شرافت  
کو بد چلن بطع نہایت کو نہیں دیکھی ہیں  
بلکہ شاہ و گدا۔ امیر فقیر جوان و سپہ  
سب کیلئے ایک ہوتا ہے اور عدل و انصاف  
کا جریاں رہتا ہے اگر آپ شریعت تازن  
قدرت یا عدل بطع سلطنت کی پابندی  
فرض مقدم سمجھیں تو آپ نے جس طرح

باز نکا جہری محفل میں بیان کرتا یا رشتی  
 میں لانا گودہ یہ سبب کرم زمان عیوب  
 عیوب ہی سمجھی جاتی ہوں (مردم فوہل  
 خیال فرمایا ہے۔ وہ باتیں آپکو تجویز بتاتی  
 ہوئی ہیں اگر شریعت وغیرہ کو طاق پر دہیں  
 اور اندھیر نگر کی کانڈیر برتنا چاہیں  
 نوشق سے برتن اور اگر کسی سلطنت کی  
 تھانڈیکنا میز کو چھپت کریں کہ اس میں چاہ  
 کیا شاید خدا بھی (نور ذوالعد) جارہے  
 اتنے تمام جلسہ سالت و صامت  
 ستار احب ملا صاحب اپنی نظر بخت لکے  
 اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور شاہ فریاد  
 نے دیکھا کہ جیسے کارنگ اچھلتی ہے۔  
 اختلاف کی گرم بازاری ہے تو فرمایا کہ اچھا  
 سب صاحب اپنی اپنی آفتاب فرمائیں کیونکہ  
 اب لوگ مرانا دھول کی پرور تھیں سن چکے  
 سب سے شاہ فریاد کی اس آکر لپٹ گیا اور  
 اپنی رائے میں طرح فطام کی  
 راجہ تو ڈر مل۔ مجھے ملا کی رائے سے  
 بالکل اتفاق ہے کیونکہ مقدمہ تحقیق و تفتیش  
 ہو کر انصاف ہو کر انصاف ہونا چاہیے  
 ورنہ بٹیک دور اگر کسی پر خون ناحق دے  
 انصاف کا وہ بہرہ فرمایا کرتا کہ باقی رہ جائیگا  
 جبکہ ساقی ہاتھ ہمراہ لیں وہاں پر کمال  
 بھی ہمدان میں اس کی آفتاب لکھ لکھ لکھ  
 و خلاف اصل سلطنت ہے  
 سریر میں بالکل راجہ صاحب کا ہنر بان ہوں۔  
 نبیعی۔ سیرے نقیب میں کوئی بے مشابہتی  
 نہیں۔ کیونکہ ایسی بے حیائی کی سزا ہی  
 گرجن زونی ہے۔  
 حکیم ابو الفتح۔ میں راجہ صاحب سے  
 شفق ہوں۔  
 حکیم عمام۔ میں اپنے ہم پیشہ حکیم ابو الفتح  
 صاحب کا تم لسان ہوں۔  
 خان ثنائان۔ مجھے اپنے حکما سے اتفاق  
 ہے۔  
 اب شاہ فریاد بہت ہی گودھرائے  
 اور مشوش ہوئے کیونکہ ابو الفتح کی ملی ہوئی  
 تھی۔ اور وہ یہ نہ جانتے تھے کہ  
 یہ مقدمہ عام مقدموں کی طرح سلیک  
 اجلاس میں پیش ہو اور عیادہ طور پر پیمان میں  
 ہونے لگے وہ چاہتے تھے کہ چھپ چاپ انارکلی  
 کا ٹیبلہ ہو جائے اور کسی کو کادون کا کان  
 جھڑ ہووے مگر جلسہ نے ایک ایسا رنگ پیدا  
 کر دیا کہ جی سلطان امید نہ تھی۔ آخر سبقت  
 ہی غور و خوض کی۔ شاہ فریاد کو خردی  
 ایک بات ایسی تاباب و لا جواب سوچھی کہ  
 میں سے شاہ اور شاہ کا دور مسکتا بالکل  
 ہاتھ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور ٹیبلہ ہی  
 مناسب ہوا جانا ہے۔





نہیں مدد کرتا مت فیر و غم نہ کر دیکھو  
 دیکھو دل و دگر کے ساتھ کیا سلوک کرے آ  
 آئے آج لاہور میں قیامت ٹوٹ پڑی۔ جسے  
 دیکھتے غمگین جسے دیکھتے اندوگین نظر آتا ہے  
 یہ کیوں؟ ایسے گناہ و گناہ کی سبب رو  
 اپنی جان آپ کی دلدار آپ کی غمخوار کو  
 جس کی زبان پر ہے تیرے آپ کے اشتیاق  
 یہ شہر چا رہا ہے

اس پابلی و سر فروزی ہے  
 راہ میں ہمارا اور آکاش  
 آج صبح زندہ و زکوہ کر دیا اور اسے چیتے  
 جی ہی تیرے میں جہان آباد

اسے کو کسوں نے سب سے جو اس حیرت  
 انگریز عاقل و قیامت فیر سے غمگین نہوا  
 ہائے آگے آگے لکھنے کی تاب نہیں  
 کلیجہ شق ہے حرف چار ہی نہیں تھا  
 عالم اور خاکسار لاہور کا رنگ فق سے ہلکا  
 رقم نیاز دیک

اس خط کا یہ مفاد تھا کہ شہزادہ مرہٹہ سہیل  
 کی طرح خوش زمین پر رونے لگا اور رخصت  
 ہونے والے سے پیشکش ہو گیا کہ زمانہ فتح  
 کے بعد کسی بھی چیز پر اس کا ہاتھ نہ پڑے  
 دیکھو کہ شہزادہ کو ہر شے آیا تو جیوا سن  
 اور تامل و غم نہ کر دیکھو کہ شہزادہ کو ہر شے  
 اور سب کچھ ملے گا یہ بات سب کو پہنچا دی گئی  
 اور سب کچھ ملے گا یہ بات سب کو پہنچا دی گئی

یہ جو زمانہ اسپہ سالار کی و صوفی کی پھر مگر  
 یہ رسول اسکار رخ عالم سے یہی حال  
 رہا۔ زندگی میں سکا غم و ملال رہا۔ آخر جیہ  
 انقصائے زمانے نے آہستہ آہستہ  
 کچھ دیکھو ہر باد تاج شاہی بھی اس کے  
 ہاتھ آیا تو منہم و مہوم صابر و شاکر  
 شاہ سلیم اس مقام پر جہاں مایوس و پشیدہ  
 تار کی ازلہ و زکوہ کی گئی تھی مایوس  
 ہی اس کا غم بھرا دہ ہو گیا۔ رزنا تھا چیتہ  
 چلا تا تھا۔ اور بار بار یہ فقر و زمانہ آ  
 تھا کہ  
 فدا ہوا تار کی زلفہ مد فون شد  
 اب این جا آ تار کی زلفہ مد فون شد  
 اتفاق دیکھو کہ یہی فتر و تار کی کی موت  
 کتا شیخ نکلیا جس سے سلسلہ نکلیا  
 آخر سہر و جبر سے کام سے آگیا ایک  
 نہایت خوبصورت شگ و مرگ کا مقبرہ بنا  
 سزا شوک صاحب تحریف و  
 میں کس سحر کے نقش و نگار و نیک  
 تمام مطلق سے دیگا نہ زور و سحر  
 ہیں۔ اس کے در و دیوار پر پار کا تار  
 عزم و شہد کے شانہ و نام آگندہ و نقوش ہیں  
 آگے اسپہ سالار کی تیرست و دیاس سے  
 اور شہزادہ سلیم یعنی جہانگیر کی موت  
 اور شہزادہ سلیم یعنی جہانگیر کی موت

است فلک کو غم کرو گار خوشی میں اور  
 لے ایک ہار بنیم رو سے یا رخ نشین  
 تے سے شمال کی طرف رہا رہی تو لے کے  
 بہ اسوں کی تختہ میں کینہ ہے  
 بیوں سپہ آفر

۱۰۹۹ - خیر کلاسی سے

رفیع خد سے منسوب کی عظمت و بزرگوں (پیشوا)  
 کے اوپر ایک اور تاسیخ لکھتے ہیں کہ  
 یہاں تک کہ اس کی توحید چھائی ہو  
 اور وقت اس پر قائم ہو۔ یہاں تک کہ  
 تیسرے کیونکہ تیسرا ہاگزی سے  
 تمام کو تاسیخ پائی تھی اس صاحب  
 کی وفات کے دس برس بعد تیسرا  
 اور یہاں تک کہ اس کی توحید چھائی ہو  
 اور وقت اس پر قائم ہو۔ یہاں تک کہ  
 تیسرے کیونکہ تیسرا ہاگزی سے  
 تمام کو تاسیخ پائی تھی اس صاحب  
 کی وفات کے دس برس بعد تیسرا

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

[illegible]



ہمیں اکثر کائنات سے اور عرصہ  
 اور بڑے شان و شوکت سے بنے ہوئے  
 میں جنہیں بڑے بڑے تاجروں کی  
 دودھ کاٹیں اور کارخانے ہیں اور انگریزی  
 لائبریری اور رسول لائبریری اسکول اور  
 عجائب خانہ اور بیربر  
 وغیرہ ہو

# تمام شد

## قطعات تاریخ طبع ناول

ابو العیاض ڈاکٹر ابو الحسن محمد عبد الغفور صاحب میٹر شاگرد حضرت احسان

چشم بد و در فرق پر فن کی	الائی شلخ طبع ہزار ہی	دو دہن رہا کی حکمت
ہو گئی کھل کے عطر بار کی	فوق کا غنچہ بلاغت ہے	ایضاعت کی حمد پیار کا
فوق کے گلشن سخن میں یوں	میلو سے تا عشر بار بار کی	ہو جو نقشہ وہ ہوا گل خوا
چلو آہود و خوشگوار کی	گلشن اردوں کا ماجہ مکھا	یا اکھلاش میں شمار کا

۱۵۷۶  
 لکھنؤ تاریخ طبع کی میٹر  
 خزینہ طرفہ ہے ہمار کی



CALL No. {

8915444

ACC. No.

544.1

AUTHOR

نور محمد علی

TITLE

انارکلی



URDU STACK  
MAULANA AZAD LIBRARY  
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 paise per volume per day for general books kept over-due.

